

# قادیانی مذاہب

(ادیشن ششم)

کا

## مقدمہ

مؤلف

پروفیسر محمد الیاس برنی

سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

پبلشر

شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار - لاکھنؤ

قیمت دو روپے

تعداد ایک ہزار

بار اول

قادیانی مذہب  
۲۹۷۵ ۸۷  
۶۶  
۲۵۹۸

# اطلاع

قادیانی مذہب کا ادیشن ششم طبع ہو رہا ہے جو چند ماہ میں  
شائع ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ چونکہ کتاب کی مانگ شدید  
تھی، ادیشن ششم کا مقدمہ جداگانہ بھی شائع کر دیا گیا کہ یہ بھی  
بجائے خود ایک جامع، گو مختصر تالیف ہے۔

محمد اشرف  
ناشر کتب

کشمیری بازار - لاہور  
شوال المکرم ۱۳۶۹ھ

ناجی پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اشرف پرنٹری پبلسٹی کشمیری بازار لاہور سے شائع کی

# مقدمہ

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱	ادیشن ششم	۷
۲	قادیانی مذہب	۹۷
۳	قادیانی تنقید	۱۱۷
۴	قادیانی احتیاط گزینی	۱۸
۵	قلت صداقت و دیانت	۲۱
۶	قادیان اور قادیانی زندگی	۲۶
۷	خلیفہ صاحب قادیان کے فسانے	۳۲
۸	خطوں کا ہدیہ	۴۹
۹	خلیفہ صاحب قادیان کی صحت	۵۰
۱۰	مرزا قادیانی صاحب کی صحت اور ذوات	۵۵

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۸	قادیانیت اور سیاسیات	۱۱
۸۱	قادیانی وفاداری کا غوغا	۱۲
۹۷	اسلامی ممالک پر انگریزی تسلط کا ارمان	۱۳
۱۰۲	اسلامی جہاد کی قادیانی منسوخی	۱۴
۱۰۸	اسلامی ممالک میں قادیانی اثرات	۱۵
۱۲۰	مصر کا محرکہ	۱۶
۱۳۲	دوکنگ مشن، لندن	۱۷
۱۳۵	مسلمانوں پر قادیانی یورش	۱۸
۱۴۳	مسلمانوں کی بیداری سے قادیانیوں کی دشواری	۱۹
۱۴۸	ہند کی موجودہ سیاسیات میں قادیانیت کا مقام	۲۰
۱۵۳	موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا انسان خلیفہ صاحب قادیان	۲۱
۱۵۸	خلیفہ صاحب قادیان کے عجیب عجیب خواب	۲۲
۱۶۳	سید میرزا قادیانی اور قائد اعظم	۲۳
۱۶۹	قادیانیت کا ارتقاء	۲۴

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۲۵	قادیانی تکفیر مسلمین	۱۷۳
۲۶	قادیانی جماعت لاہور کی دورخی	۱۷۸
۲۷	قادیانی جماعت لاہور کا عقیدہ و عمل	۱۸۰ ✓
۲۸	قادیانی جماعت قادیان کے عقیدہ و عمل پر جماعت لاہور کی وادیلہ	۱۸۸
۲۹	قادیانی جماعت لاہور کا کارنامہ	۱۹۶
۳۰	قادیانی جماعت قادیان کے عقائد	۲۰۱ ✓
۳۱	مرزا قادیانی صاحب نبی اللہ رسول اللہ	۲۰۱
۳۲	نبیوں کی شکل میں رسول اللہ کا ظہور	۲۰۶
۳۳	مرزا غلام احمد دراصل قرآنی احمد	۲۰۹ ✓
۳۴	حلفیہ شہادتیں	۲۱۲
۳۵	نبوت میں رسول اللہ سے بڑھنا ممکن ہے	۲۱۳ ✓
۳۶	نبی آئندہ بھی آتے رہیں گے	۲۱۵
۳۷	مرزا قادیانی صاحب نبی اللہ رسول اللہ کی فضیلت	۲۲۲
۳۸	قادیان کی فضیلتیں، بیت الحرام، مسجد اقصیٰ، مکہ، مدینہ، حج، باسب میں شامل	۲۲۵

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۴۷	قادیان کی آبادی اور بربادی	۳۹
۲۵۶	قادیان کا بدن ربوہ	۴۰
۲۶۳	اختتامِ مہتممہ	۴۱
۴۶۴	اپنے رفیق کار اور ان کا شکر یہ	۴۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

# قادیانی مذہب

## مقدمہ

**۱۔ ادیشن ششم** اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مشہور و معروف تالیف قادیانی مذہب کا چھٹا ادیشن شائع ہو رہا ہے۔ اول تو اس کتاب کی عجب طور سے ابتدا ہوئی پھر ماہ رجب ۱۳۵۲ھ میں پہلا ادیشن چھوٹی تقطیع پر مختصر ساکتا بچہ شائع ہوا اور اس کی اس درجہ قدر اور مانگ بڑھی کہ چار سال میں متواتر پانچ ادیشن نکل گئے، اور مضامین بڑھتے بڑھتے پانچواں ادیشن ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ میں بڑی تقطیع کے بارہ سو صفحات پر شائع ہوا۔ اس دوران میں قادیانی صاحبان کی طرف سے کیا کیا جوابات پیش ہوئے اور ملک میں عام و خاص طبقوں پر، مسلمانوں پر اور قادیانیوں پر کیا کیا اثرات نمودار ہوئے، یہ جملہ امور سابق کی پانچ تمہیدوں اور پانچ ضمیموں میں بالترتیب درج ہیں۔ یہاں کسی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

پانچواں اڈیشن بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا، اور جلد کتاب خریداری میں کمیاب بلکہ نایاب ہو گئی۔ ہر طرف سے تقاضوں کی بھرمار ہونے لگی کہ جدید اڈیشن جلد شائع کیا جائے، مسلمانوں کو اس کی سخت ضرورت ہے اس طویل دوران میں دوسری علمی مصروفیات بہت بڑھی رہیں۔ جدید اڈیشن کا کام یوں تو جاری رہا۔ لیکن عظیم الفرصتی کے سبب رفتار بہت سست رہی۔ نتیجہ یہ کہ کہیں بارہ چودہ سال میں یہ چھٹا اڈیشن تکمیل پاسکا۔ لیکن ناظرین پر واضح ہو گا کہ اس اڈیشن میں کم و بیش تین سو جدید اقتباسات اپنے اپنے محل پر اضافہ ہوئے اور اقتباسات بھی اس درجہ اہم اور معنی خیز کہ ان کو پڑھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ تخریب و تفریق ملت کے واسطے کیا کیا تدبیریں ہوتی رہیں ریشہ دو انیال ہوتی رہیں اور مسلمان بالعموم لاعلم رہے۔ کہیں کہیں بحثیں ہوتی تھیں، لیکن وہ مولویوں کا مشغلہ سمجھی گئیں۔ خاص کر مولانا ثناء اللہ امرتسری علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد علی مونگیری علیہ الرحمۃ نے اس میدان میں بڑے معرکے جیتے اس کے سوا بعض عالمانہ تصانیف بھی شائع ہوئیں۔ لیکن ان پر بھی توجہ کم ہوئی۔ مثلاً حضرت مولانا انوار اللہ خاں نواب فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کی کتاب افادۃ الافہام جو تحقیق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس کے برعکس پروپیگنڈے کے زور سے قادیانیوں کے ساتھ حسن ظن بڑھنے لگا۔ خدا کی شان کہ بالآخر خلافت توحید کا ایک حجت اٹھی اور پردہ فاش ہو گیا، بھید کھل گیا۔ سخن سازی کے بیج اور تادیبوں کے



چکر سمجھ میں آگئے۔ غلط بیانیاں واضح ہو گئیں۔ چنانچہ قادیانیت کے معاملہ میں مسلمان بیدار اور ہوشیار ہو گئے، حتیٰ کہ قادیانیت کو لینے کے دینے پڑ گئے اور عذر کوشی میں یہ نوبت پہنچی کہ ع

کیا نے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

چنانچہ قادیانی جو بات شاہد ہیں۔

یوں تو اڈیشن پنجم میں بھی اقتباسات کی افراط تھی۔ تاہم اس اڈیشن میں جدید اقتباسات اول تو اس مقدمہ میں موقع بہ موقع بہ تعداد کثیر درج ہیں اور جو باقی ہیں وہ اپنے اپنے محل پر کتاب میں درج ہیں۔ چنانچہ بغرض شناخت جدید اقتباسات کے ساتھ فرسٹ مضامین میں اور نیز کتاب میں جدید کی علامت حرف (ج) درج ہے تاکہ آسانی سے اصنافوں کا پتہ چل جائے، شائقین کو تلاش کی زحمت نہ ہو۔

کہیں کہیں قادیانی حلقوں میں کتاب کے نام

## ۲۔ قادیانی مذہب

ہوئی۔ حالانکہ یہ نام خود قادیانی اصول پر مبنی ہے۔ اول لفظ مذہب کو لیجئے۔ مولوی نور الدین صاحب اول خلیفہ قادیان خود بھی مذہب کے عنوان سے اپنے قادیانی فرقہ کی تخصیص کرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ

ہو۔

قوم کا لفظ آج کل اتنا بد نام ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح

اول رضی اللہ عنہ اس سے چڑ جایا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص ان کے سامنے کہتا کہ "ہماری قوم" تو آپ فرماتے "ہماری قوم کیا ہوتی ہے، ہمارا مذہب کہنا چاہئے؟" لیکن بات یہ ہے کہ جہاں یہ لفظ نسلی امتیاز پر دلالت کرتا ہے، وہاں مذہبی امتیاز پر بھی دلالت کرتا ہے (یہ نہیم خلیفہ اول لفظ مذہب ہی کو ترجیح دیتے اور درست سمجھتے تھے۔ للمولف برنی)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۷) نمبر ۵ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء

اب رہی صفت قادیانی جو لفظ مذہب کے ساتھ ضم ہے۔ یہ وہ بھی "غلام احمد قادیانی" نام کا جزو لا ینفک ہے۔ دنیا میں بے شمار غلام احمد گزرے اور گزریں گے، لیکن بقول خود غلام احمد قادیانی ایک ہی گزرے ہیں، یعنی مرزا صاحب کے نام کی خاص الخاص نشانی قادیانی ہے۔ گویا کہ اس کو علم کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

جس نے دعوائے کیا اس نام کا بھی یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو (۱۳۰۰) کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے، وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا، جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔

(ترویق القلوب صفحہ ۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"آپ کے پورے نام 'غلام احمد قادیانی' کے اعداد بہ حساب جمل

(۱۳۰۰) نکلنے ہیں۔ اور اس میں یہ بھید تھا کہ تیرھویں صدی کے

سرپرکاپ نے ہی مجدد بننا ہے؟

دہتمہ براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۲)

”پس آپ کا ذی یعنی مرزا صاحب کا (منشأ) اس بات کو ظاہر

کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد

قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں۔“

کتاب آئینہ احمدیت صفحہ ۸ مصنف دوست محمد قادیانی صاحب

پس واضح ہوا کہ مسلمہ اعتبار سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے

فرقہ کا حوالہ جو سب سے زیادہ مستند ہو سکتا ہے، وہ قادیانی مذہب

ہے اور یہ دوسروں کو بھی تسلیم ہے۔ البتہ احمرا اور احمدیت کے دعویٰ کے

سے مسلمانوں کو سخت انکار ہے اور انکار حق بجانب ہے کہ دعویٰ سراسر

باطل ہے۔

کتاب قادیانی مذہب کی تنقید و تادیبی

صاحبان کرنا چاہیں تو اس کی تین صورتیں

۳۔ قادیانی تنقید

ہیں: اول یہ کہ جن قادیانی کتابوں وغیرہ کے حوالے دئے گئے ہیں،

قادیانی صاحبان ان کا انکار کر دیں کہ وہ ان کی نہیں ہیں۔ دوم آنکہ

اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر جو اقتباسات ان کتابوں سے دئے گئے ہیں ان

کا انکار کر دیں کہ وہ محمولہ کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔ سوم آنکہ اگر

یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر یہ واضح کریں کہ منقولہ اقتباسات میں کوئی تغیر و

تبدیل کیا گیا ہے جس سے معنی میں فرق آ گیا۔ لیکن اگر ان تین عذرات میں سے وہ کوئی عذر ثابت نہ کر سکیں تو پھر مال اندیشی کا تقاضا ہے کہ سکوت اختیار کریں، ورنہ عذر بدتر از گناہ ہو تو ہوا خیزی بڑھ جاتی ہے، چنانچہ یہی عمل جاری ہے۔

دیانت اور صحت میں خود قادیانی کتابوں کا معیار اس درجہ لپٹ ہے کہ دوسروں پر زبان کھولنا مشکل ہے۔ چنانچہ خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں میں عجب کرشمے نظر آتے ہیں۔ مرزا صاحب کو اپنی بات بنانے کی ایسی دھن رہتی تھی کہ بصورت ضرورت، خواہ بزرگوں کا قول ہو، خواہ حدیث ہو، خواہ قرآن مجید کی آیات ہوں، روایت میں بے فکری سے تغیر و تبدل کر دیتے تھے۔ پھر قادیانی تاویلوں کی تائید شروع ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ قرآنی آیات بھی غلط کی غلط عمدتاً کتابوں میں برقرار رکھی جاتی ہیں کہ گویا مرزا غلام قادیانی صاحب ہی، رسول ہیں اور آیات قرآنی ہیں ان کی غلطی ان کی اُمت کے حق میں ایسی سند ہے جو قابل برقراری ہے۔ چنانچہ یہ بحث تفصیل سے ہماری دوسری کتاب ”قادیانی قول و فعل“ میں درج ہو چکی ہے، یہاں اعادہ کی گنجائش نہیں۔ تاہم چند نمونے قابل ملاحظہ ہیں :-

مثلاً حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا کہ جو شخص فلاں ایمانی خصوصیت رکھتا ہو، وہ محدث کہلاتا ہے۔ مرزا صاحب نے وہاں لفظ بدل کر اپنے مطلب کے موافق

لکھ دیا کہ وہ نبی کہلاتا ہے۔ بعد کو جب پتہ چلا اور اعتراض ہوا تو قادیانی تاویل اصل تعریف سے بھی بازی لے گئی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

”خوڑد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے خدا سے علم پا کر محدث کی بجائے نبی لکھ دیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت صلعم سے علم پا کر درست کر دیتے ہیں۔“

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۷ء)

اولیاء اللہ کے کلام میں تصرف کرنا تو مرزا صاحب کے نزدیک بڑی بات نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بھی ان کو چنداں تاثر نہ تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) نے نہایت تصریح سے (کتاب) ازالۃ اوہام میں فرما دیا تھا کہ ہمدی کے باب میں کوئی حدیث بخاری اور مسلم میں موجود نہیں۔ لیکن بعد ازاں سو سے آپ نے (کتاب) شہادۃ القرآن میں ”ہذا خلیفۃ اللہ المہدی“ کا حوالہ بخاری لکھ دیا۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۸۳ مورخہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۲۷ء)

رہیں آیات قرآنی، سو وہ تو جا بجا بے دریغ غلط درج ہیں۔ ان کی بابت بھی قادیانی تاویل عبرت آموز ہے:-

”رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب کے دو دو تین تین ادیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گزر چکا ہے۔ اب تک کیوں ان (آیات) کی تصحیح نہیں کی گئی۔ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سو کاتب سے پا خود حضور کے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں۔ (۱) بڑا راز یہ کہ جو شخص اپنی حجت و تائید میں قرآن کی آیات غلط لکھ کر پیش کرے، اس کے دعوے کی غلطی میں کوئی شک نہیں رہ سکتا۔ (محولت برنی)۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۲۸۔ فروری ۱۹۳۲ء)  
 اگرچہ غلط بیانی کی گئی نہیں اور اکثر اس کی نوعیت بھی سنگین ہوتی ہے، تاہم مرزا غلام احمد قادیانی صاحب معمولی غلطیوں کا دینی زبان سے اعتراض فرماتے ہیں، ”ایں ہم غنیمت است۔ ملاحظہ ہو :-“  
 ”میری کتابوں میں سو کاتب یا مجھ سے بحالتِ تغافل معمولی غلطیاں ہو گئی ہیں۔ (انجام آختم صفحہ ۲۲۱)“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹۔ نمبر ۱۰۳۔ مورخہ ۲۸۔ فروری ۱۹۳۲ء)  
 ہماری کتاب قادیانی مذہب کی تنقید و تردید میں قادیانی صاحبان نے کتابت کی ذرا ذرا سی غلطیاں خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیں لیکن

اپنی کتابوں کے منعلق غلطیوں کی جو معذرت پیش کی وہ بہت سبق آموز ہے۔ ملاحظہ ہو :-

”آخر کتابوں اور اخباروں میں کتابت کی بیسیوں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اگر چند غلطیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں بھی ہو گئی ہوں تو ان سے قطعی اور یقینی حوالوں کو کس طرح رد کیا جاسکتا ہے، میں نے تو دیکھا ہے، خطبہ جمعہ میں آپ درندت کرتا ہوں مگر جب اخبار میں چھپ کر آتا ہے تو کتابت کی بیسیوں غلطیاں اس میں ہوتی ہیں۔ ایک دو غلطیاں تو ہمیشہ ہوتی ہیں اور بعض دفعہ بیس بیس غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ شاید اخبار والے خطبہ پڑھتے نہیں کہ باوجود میری اصلاح کے ان کے کاتب اس قدر غلطیاں کر جاتے ہیں، یا پڑھتے تو ہیں لیکن غلطیاں درست نہیں کی جاتیں۔“

بہر حال کتابت کی کئی غلطیاں میرے خطبات میں بھی ہوتی ہیں۔ حالانکہ وہ میری نظر سے گزر چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر میں بھی کتابت کی غلطی ہو گئی ہو، کیونکہ جب دوسرے یقینی اور قطعی حوالے ہمارے پاس موجود ہیں تو ہم اس ایک کی وجہ سے ان تمام حوالوں کو رد نہیں کر سکتے۔ (میاں صاحب کی عذر خواہی میں مبالغہ قابل چشم پوشی ہے۔ تاہم غلط بیانات اور غلط روایات میں سہو

کتابت کا عذر نہیں چل سکتا۔ اور ایسی ہی غلطیاں زیادہ ملتی ہیں۔ لکھولف برنی)۔

(میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۶۔ نمبر ۳۰، مورخہ ۳۔ ستمبر ۱۹۳۸ء)

حاصل کلام یہ کہ قادیانی کتابوں میں بے دریغ غلط بیانیوں ملتی ہیں۔ ان ہی سے بیشتر کام چلتا ہے، اور کبھی کوئی سخت گرفت ہو تو غریب کاتب سہو کتابت میں ملزم قرار پاتا ہے۔ نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ بہر حال گونا گون دشواریوں کے باوجود ہماری ضخیم کتاب قادیانی مذہب صحت کے اعتبار سے غنیمت رہی۔ یوں تو اس کے آثار اظہر من الشمس ہیں، تاہم قادیانی احساس کا ایک سرسری بیان قابل دید ہے :-

”امید ہے کہ مولوی (غلام رسول راجیکی قادیانی) صاحب نے حیدرآباد کے الیاس برنی کی کتاب (قادیانی مذہب) کو پڑھا ہوگا جس میں اس نے احمدیت پر وہ حملے کئے ہیں کہ پناہ بخدا۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے، ان حملوں کی ذمہ داری زیادہ تر ان تقریروں اور تحریروں پر عاید ہوتی ہے جو خلیفہ صاحب قادیان نے، اخبار الفضل نے اور بعض اکابر قادیان نے وقتاً فوقتاً شائع فرمائی ہیں۔ اگرچہ احباب حیدرآباد نے نہایت بیدلی سے ان کی تردید کی کوشش کی ہے، لیکن میری نظر سے اس کا اب تک



کوئی مبسوط اور محفول جواب نہیں گزرا۔ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسی تحریریں احمدیت بلکہ اسلام کے لئے زہر قاتل ہیں ان کو اس کا تریاق ہم پہنچایا جائے۔ کیونکہ ع  
اسے باد صبا میں ہمہ آوردہ تست!

راخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۸ - نمبر ۶۰ - مورخہ ۲۶ - ستمبر ۱۹۴۰ء

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے کتاب قادیانی مذہب پر جو تبصرہ فرمایا ہے، اس کا شکریہ۔ خدا سے جو پناہ چاہی ہے، اس کی یہی ایک صورت ہے کہ قادیانیت سے توبہ کی جائے۔ قادیانیت اسلام کے حق میں ایک نئی قسم کا زہر ہے، لیکن بفضلہ تعالیٰ مذکورہ کتاب خود قادیانیت کے حق میں زہر قاتل ہے اور اس طریق سے اسلام کے حق میں تریاق ہے کہ اس سے قادیانیت کے زہر کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اپنی قادیانی جماعت لاہور میں بہت نہ پا کر جو اب دہلی کا بارگاہ جماعت قادیان پر ڈالا گیا ہے، حالانکہ کتاب بہت کچھ خود مرزا قادیانی صاحب کی تحریرات پر مبنی ہے، اور جماعت قادیان کی طرح جماعت لاہور کی تحریرات بھی بکثرت شامل ہیں، لیکن ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

خان بہادر صاحب نے "الیاس برنی" کا جس انداز میں حوالہ دیا ہے قادیانی تہذیب کی لپستی سے خان بہادر صاحب بھی معذور ہیں کہ قادیانی اکابر کی آپس

میں بدکلامی چلتی ہو تو غیروں کو بدتمیزی کا کیا شکوہ ہو سکتا ہے، حالانکہ کتاب قادیانی مذہب میں قادیانی صاحبان کا نام رسمی اعزاز سے لیا گیا ہے۔

کتاب قادیانی مذہب شائع ہونے کے بعد قادیانیوں کی آنکھیں

## ۴۔ قادیانی احتیاط گزینی

کھل گئیں، دل دھڑکنے لگے، گویا سے

لکھ رہا تھا جنوں میں کیا کیا کچھ

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

گویا آئینہ سامنے آگیا تو صورت اتر گئی، آئندہ کی فکر دامن گیر ہوئی۔

اول تو یہ تدبیر کہ مرزا قادیانی صاحب کے جو ذاتی اور خانگی حالات شائع

ہو چکے ہیں، کسی طرح پھر ان میں ترمیم اس طرح کی جائے کہ پتہ کی باتیں

غائب ہو جائیں۔ دوسرے بطور تلافی ایسے مزید حالات سوچ سمجھ کر لکھے

جائیں جن سے مرزا قادیانی صاحب کی کچھ حیثیت درست ہو۔ تیسرے

جدید قادیانی کتابوں پر سخت نگرانی رکھی جائے کہ وہ حسب سابق بے

تکلف قادیانی امور تحریر میں نہ لائیں کہ گرفت سخت ہو گئی ہے۔ بلکہ جو

کچھ لکھیں سوچ سمجھ کر لکھیں کہ مزید گرفت سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ اس

ذہنی انقلاب کی جھلک ذیل میں قابل ملاحظہ ہے :-

(۱) "احباب جماعت کی آگاہی کے لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ آجکل

میں سیرۃ خاتم النبیین کے علاوہ سیرۃ المہدی حصہ سوم کی تالیف بھی

کر رہا ہوں اور امید ہے کہ یہ مجموعہ انشاء اللہ عنقریب ہی شائع

ہو جائے گا۔ لہذا اگر کسی دوست کے نزدیک سیرۃ المہدی حصہ اول و دوم میں کوئی قابل اصلاح بات ہو (قابل اصلاح باتوں کی کیا کمی ہے۔ کتاب قادیانی مذہب پڑھ کر اس کا اندازہ ہو سکتا ہے) (المؤلف برنی) یا سیرۃ المہدی حصہ سوم کے لئے ان کے پاس سیرت و سوانح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایات کا کوئی مواد ہو (ہم نے مواد لکھا تھا تو قادیانی صاحبان بہت بھٹائے۔ چلو اب تو گھر میں مواد مل گیا۔ للمؤلف برنی) تو اس سے مجھے جلد سے جلد مطلع فرمائیں تاکہ اس مجموعہ میں قابل اصلاح باتوں کی اصلاح کر دی جائے۔ (بہتر یہ ہے کہ کتاب سیرۃ المہدی کی اشاعت ہی روک دی جائے۔ للمؤلف برنی) اور پھر مزید روایات کو بھی شامل کر لیا جائے۔ (ایسی روایات کا مقصد و منشاء معلوم! پھر ان کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ للمؤلف برنی)

(صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ - نمبر ۲۵ - مورخہ ۲ - نومبر ۱۹۳۸ء)

(۲) "قادیان میں کوشش ہو رہی ہے کہ روایات کو محفوظ کر دیا جائے۔ یہ کوشش بہت مستحسن ہے، مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان روایات میں جماعت کے موجودہ اختلاف کو مد نظر رکھ کر بہت سی رنگ آمیزی کی جا رہی ہے اور اپنے نقطہ نگاہ کو محفوظ رکھ کر ایسی روایات بیان کی جا رہی ہیں جو ہر ایک طرح پایہ اعتبار سے

گری ہوئی ہیں۔“

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۷ - نمبر ۱۰ -  
مورخہ ۱۷ - فروری ۱۹۳۹ء)

(۳) ”نظارت ہذا (یعنی نظارت قادیان) کی طرف سے متعدد مرتبہ یہ اعلان ہو چکا ہے کہ کوئی دوست بغیر منظوری اور نظر ثانی کئے جانے کے کوئی کتاب از خود شائع نہ کریں، کیونکہ اس طرح بعض ایسی غلطیاں شائع ہونے کا امکان ہے جو سلسلہ اور اسلام کی روایات کے خلاف ہوں۔ لیکن بایں ہمہ بعض دوست اس امر کی پروا نہیں کرتے، جس پر مجبوراً نظارت کی طرف سے ایسی کتاب کی اشاعت کو روکنا پڑتا ہے اور اس طرح اس کتاب کے لکھنے والے اور شائع کرنے والے ہر دو صاحبان کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ پس احیاب کا یہ نہایت ہی ضروری اور اہم فرض ہے کہ وہ کسی کتاب یا رسالہ کی اشاعت سے قبل نظارت ہذا سے اس کے متعلق اجازت اور منظوری حاصل کر لیا کریں؟ (جبکہ پرانی کتابوں میں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے تو پھر نئی کتابوں میں لامحالہ بہت نگرانی اور تنقیح کی ضرورت ہے، مبادا گرفت کا سلسلہ اور دراز ہو جائے، حالانکہ پہلے ہی بہت طویل ہے کہ بقول قادیانی صاحبان ”پناہ بخیر“ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۷ - نمبر ۲۷ - مورخہ یکم فروری ۱۹۳۹ء)

## ۵۔ قلت صداقت و دیانت

قادیانی کتب میں صداقت  
و دیانت کی یوں تو پہلے

سے کہی تھی، لیکن اس لحاظ سے تقریر اور تحریر کا معیار اب اور بھی گرا رہا ہے، اور کیا کیا جائے سخن سازی اور سخن پروری کے بغیر گزر بھی نہیں کہ قادیانیت کی اصلیت خاص و عام پر منکشف ہوگئی اور برسوں کا بھرم کھل گیا، اور ثابت ہو گیا کہ برعکس نہ نہ نام زنگی کافر :-

(۱) "آخر میں قادیانی حضرات سے نہایت درد دل سے التجا کرتا ہوں کہ وہ دین کے معاملہ میں فریب کاری چھوڑ دیں۔ دین تو دنیا میں بلند اخلاق قائم کرنے کے لئے آیا تھا۔ اگر اسی کو مکر و فریب اور دجل کا ذریعہ بنا لیا جائے اور یہ سب کارروائی ایسی جماعت کی طرف سے عمل میں آئے جو اپنے تئیں نجات کا واحد بھارہ دار سمجھتی ہے اور دنیا میں اصلاح کی مدعی بنتی ہے تو اس سے زیادہ دنیا کی کیا بد بختی ہو سکتی ہے!"

(قادیانی جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۳۲ -

مورخہ ۷۔ مئی ۱۹۲۷ء)

(۲) "۳۔ اپریل کے اخبار الفضل (قادیان) میں جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ پڑھا کہ حیرت ہو جاتی ہے جو غلط بیانیوں اس میں کی گئی ہیں اور واقعات کو جس رنگ میں توڑا مروڑا گیا ہے اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ پڑھنے کے

سوا اور کیا چارہ باقی رہ جاتا ہے۔ اگر ایک مذہبی پیشوا محض فریق مخالف کو زک پہنچانے کی خاطر یہ طریقہ اختیار کر سکتا ہے، تو یہ سمجھو کہ راستی کا جنازہ نکل گیا۔“

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۵۔ نمبر ۲۷  
مورخہ ۲۷۔ اپریل ۱۹۳۷ء

(۳) ”بدقسمتی سے مناظرہ یا مبادلہ افکار کا مطلب ہمارے قادیانی دوستوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے جھوٹ، خیانت اور تحریف ہر چیز جائز ہے، اور اس کا مظاہرہ وقتاً فوقتاً ان کے علماء اور اکابر کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر شمس صاحب آیہ فَاَهْلَ الْاَكْثَبِ لِمَنْ تَلِيْسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُوْنَ بِالْحَقِّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کو مد نظر رکھتے۔“

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۷۔ نمبر ۲۲۸  
مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۳۹ء

(۴) ”فاضل قادیانی نے لکھنے کو ٹوکھ دیا کہ یہ ایک مذہبم روش ہے، مگر اسے یہ نظر نہ آیا کہ نہ صرف وہ خود ہی یہ مذہبم روش اختیار کر رہا ہے، بلکہ یہی خطاب اپنی جماعت کے ان تمام دوستوں کو بھی عطا کر رہا ہے جو کتر بیونت کے سن میں خوب ماہر ہیں، اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ قادیانی جماعت

اکثر افراد کی ہمیشہ سے یہی عادت ہے کہ وہ اسی طرح جوابوں کی کتیریونٹ کر کے اپنے مطلب کے حوالے تلاش کرتے رہتے ہیں، چنانچہ مشتبہ نمونہ از خروارے چند ایک حوالہ جات ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ . . . . اگر ضرورت پڑی تو ان شاء اللہ قادیانی جماعت کے سینکڑوں کی تعداد میں حوالے لکھے جاسکتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۶ - نمبر ۲۶۳ مورخہ ۳۱ - اکتوبر ۱۹۳۶ء)

(۵) قادیانی قاضی کی یہ حرکت میرے لئے غیر متوقع نہ تھی۔ کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی دجل، فریب کاری، کذب اور افتراء پر ہے۔ (قادیانی جماعت لاہور کا یہ بے ساختہ اعتراف بہت سبق آموز ہے۔ گرچہ وہ جماعت قادیانی کی مخالفت میں اضطراباً زبان پر آیا۔ للمولف برنی) مگر مولوی اللہ دنا صاحب پر یہ واضح رہے کہ قادیانیت کو موت سے بچانے کے لئے یہ جیسے انشاء اللہ کارگرنہ ہونگے (بلکہ قادیانی جماعت لاہور بھی اسی قانون کے تحت ناکامی کا منہ دیکھے گی۔ للمولف برنی)۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ - نمبر ۳۷ مورخہ ۱۲ - جون ۱۹۳۷ء)

علیٰ ایذا قادیانی جماعت قادیان کو بھی قادیانی جماعت لاہور سے

سخت بدگمانی اور نفرت ہے کہ گویا وہ ان کے بدترین دشمن ہیں مثلاً:-  
 "اگر (قادیانی جماعت قادیان کا) ایک بدترین دشمن ہندوؤں  
 سے لیا جائے اور ایک بدترین دشمن عیسائیوں سے لیا جائے، اور  
 ایک بدترین دشمن دہریوں سے لیا جائے اور ایک بدترین دشمن  
 پیغامیوں سے لیا جائے (یعنی قادیانی جماعت لاہور سے لیا  
 جائے) تو یقیناً پیغامی دشمنی اور بغض میں دہریہ، عیسائی اور  
 ہندو سے بڑھا ہوا ہوگا۔ ان کے (یعنی قادیانی جماعت لاہور  
 کے) غالی ممبر بغض کے مجتہد ہیں۔ اگر کسی نے زمین پر چلتی پھرتی  
 دوزخ کی آگ دیکھنی ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لے۔ میں نہیں سمجھتا  
 ان سے زیادہ بغض و کینہ رکھنے والے لوگ کبھی دنیا میں ہوئے  
 ہوں۔۔۔۔۔ جہاں تک تاریخ کا پتہ چلتا ہے، ان لوگوں کا  
 بغض سب سے بڑھا ہوا ہے۔" (یہ تو سرسربالغہ بلکہ غلو معلوم  
 ہوتا ہے، البتہ دونوں جماعتوں کی مخالفت اور رقابت تو مسلم  
 ہے۔ للمؤلف برنی)۔

(میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ بابت

۱۹۳۱ء۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹۔ نمبر ۲۲۲۔

مورخہ ۲۸۔ ستمبر ۱۹۳۱ء)

مزید برآں قادیانی جماعت قادیان، قادیانی جماعت لاہور کی اندرونی  
 حالت بھی قابلِ شرم سمجھتی ہے مثلاً اس کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو:-



”مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی نرالی دنیا کا بھی ذکر کرنا ہے۔ اس انجمن کا مرکز احمدیہ بلڈنگس میں ایک گڑھے کے اندر بنا ہوا ہے، وہاں رہنے والے ذمہ دار اراکین جن میں مولانا محمد علی کو سب کے اوپر فوقیت حاصل ہے، اور پھر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وائس پریزیڈنٹ، خان صاحب محمد منظور الہی صاحب جوائنٹ سیکرٹری، سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ہیں۔ یہ عجیب تماشا کے لوگ ہیں۔ ان کا جو بڑے سے بڑا نام رکھو صحیح ہے۔ یہ آنکھوں سے چھپے ہوئے اس زمانہ کے جن ہیں۔۔۔۔۔ یہ لوگ نہ اخلاق کو جانتے ہیں، نہ شریعت کو، نہ اپنے قواعد کو، نہ ملکی آئین اور نہ انسانی حقوق کو۔ بلکہ سب کو پانی میں حل کر کے سالم نگل چکے ہیں۔ ان کے منہ کی باتیں سنتو، ناشکلیں دیکھو، کتابیں دیکھو، تو ملائکہ اور فرشتے نظر آتے ہیں، لیکن اعمال میں اور اندر، مخفی گندگی کی نالیاں بہ رہی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ان کے محلہ میں زمین کے بہت نیچے چھپ کر گندی نالی بہتی ہے۔۔۔۔۔ ان کی اولادیں احمدیت یا دین سے ہرگز اچھا تعلق نہیں رکھتیں۔۔۔۔۔ بلکہ قریباً قریباً بے دین ہیں۔ اس لئے خدا کے اہمام میں یہ سب روحانی حقیقت میں لاولد ہیں۔“

”یہ (مذہب بالا) الفاظ اس شخص کے ہیں جسے مولوی غلام حسن

خانصاحب پشاور، جن کا غیر مبایعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) میں مولوی محمد علی صاحب کے بعد دوسرا درجہ ہے، یعنی وہ نائب صدر اور لائف ممبر انجمن اشاعت اسلام (لاہور) ہیں نہایت پاکیزہ اور قابل احترام سمجھے جاتے ہیں اور تحریری، زبانی اور مالی امداد دیتے رہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کو چاہئے کہ اس گھر کے بھیدی نے جو حالات بیان کئے ہیں اس سے پہلے ان کی اصلاح کی فکر کریں، اور پھر کسی اور طرف کا رخ کریں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۷ - نمبر ۵۴ - مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

لیکن خود قادیان اور  
**۶۔ قادیان اور قادیانی زندگی**  
 قادیانی زندگی بھی پستی  
 کا منظر پیش کرتی ہے، مثلاً چندا اعتراضات ذیل میں ملاحظہ طلب  
 ہیں :-

”پس اساتذہ، افسرانِ تعلیم اور خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ بچوں سے آوارگی دور کریں۔ یہ آوارگی کا ہی اثر ہے کہ ہم اوپر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں، اور ادھر گلی میں بچے گالیاں بک رہے ہوتے ہیں۔ اگر تو وہ نماز ہی نہیں پڑھتے تو دوسرے مجرم ہیں، نہیں تو یہی مجرم کافی ہے۔ فحش گالیاں ماں بہن کی وہ بکتے ہیں اور کسی شریف آدمی کو خیال نہیں آتا کہ ان کو روکے مسجد مبارک کے سامنے کھیلنے والے بچے، ۹۰، ۹۵ فی صدی

احمدیوں کے بچے ہی ہو سکتے ہیں۔ تھوڑے سے غیروں کے بھی ہوتے ہو جگے۔ مگر میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ احمدیوں کے بچے گالیوں دے رہے ہوتے ہیں اور ان کے ماں باپ اور اساتذہ کو احساس تک نہیں ہوتا کہ ان کی اصلاح کریں۔ پھر میں نے دیکھا ہے مدرسہ احمدیہ کے طلبہ گلیوں میں سے گزرتے ہیں تو گاتے جاتے ہیں، حالانکہ یہ وقار کے سخت خلاف ہے، اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شرم و حیا جو دین کا حصہ ہے، بالکل جاتی رہی ہے۔ پھر میں نے دیکھا ہے، نوجوان ایک دوسرے کی گردن میں باہیں اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ یہ سب باتیں وقار کے خلاف ہیں ... میں نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں کو اسلامی آداب سکھانے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ نوجوان بے تکلفانہ ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے پھر رہے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ میرے سامنے بھی ایسا کرنے میں کوئی باک نہیں ہوتا، کیونکہ ان کو یہ احساس ہی نہیں کہ یہ کوئی بُری بات ہے۔ ان کے ماں باپ اور اساتذہ نے ان کی اصلاح کی طرف کبھی توجہ ہی نہیں کی۔ حالانکہ یہ چیز ہی انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے۔ (اثر توصاف ظاہر ہے۔ للمؤلف برنی)۔

زیبیاں محمد احمدیہ صاحب خلیفۃ قادیان کا خطہ مندرجہ اخبار الفضل

قادیان جلد ۲۷۔ نمبر ۵۸۔ مورخہ ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۹ء

جب بچپن میں آوارگی عام ہو تو لامحالہ نوجوانی میں صحت کمزور ہو جائیگی۔ اگرچہ پنجاب کی تندرستی دتوانائی ہندوستان میں اعلیٰ مانی جاتی ہے، تاہم وہاں کے قادیانی نوجوانوں کی صحت بہت خستہ معلوم ہوتی ہے، اور یہ آوارگی کا لازمی نتیجہ ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو :-

”اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، ہماری جماعت کے سینکڑوں نوجوانوں نے شوق سے اس (بھرتی) میں حصہ لیا، اور اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کر دیا ہے، لیکن اس بھرتی میں ہمیں ایک اور فائدہ بھی حاصل ہوا ہے، اور وہ یہ کہ ہماری توجہ ایک اور اہم معاملہ کی طرف پھر گئی ہے۔ اگر یہ بھرتی کا موقع نہ آتا، تو نہ معلوم وہ بات کب تک ہماری نظروں سے اوجھل رہتی۔ وہ بات یہ ہے کہ اس فوجی بھرتی کے نتیجہ میں یہ نہایت ہی افسوسناک امر بھی معلوم ہوا ہے کہ احمدی نوجوانوں کی صحتیں خطرناک طور پر گری ہوئی ہیں۔ اگر بھرتی کا یہ موقع نہ ملتا تو شاید ہمیں اس کا علم دیر تک نہ ہوتا۔ احمدی نوجوانوں کے وزن بالعموم اُس وزن سے کم ہیں، جتنا وزن اس عمر میں نوجوانوں کا ہونا کرتا ہے۔ احمدی نوجوانوں کی نظریں بالعموم اُن نظروں سے کم ہیں، جتنی نظریں اس عمر میں نوجوانوں کی ہونا کرتی ہیں اور احمدی نوجوانوں کی کمریں بالعموم اس معیار سے بہت کمزور ہیں جتنی اُس عمر میں نوجوانوں کی کمروں میں طاقت ہونا کرتی ہے

اور یہ امر ایسا خطرناک ہے، جس کی جتنی جلد اصلاح ممکن ہو، اتنی ہی جلدی کرنی چاہئے۔ پس اگر اس فوجی تربیت میں شریک ہونے کے اعلان سے کوئی اور فائدہ نہ بھی ہو، تب بھی اس ذریعہ سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوا ہے، اور یہ خود اپنی ذات میں بہت اہم ہے، اور میں غور کر رہا ہوں کہ آئندہ نوجوانوں کے لئے ایسے قواعد تیار کئے جائیں جن کے نتیجے میں ان کے تمام قوی کی حفاظت ہو۔

امیاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ماہ اکتوبر ۱۹۳۹ء یا قریب قریب) آوارگی اور کمزوری کا مزید نتیجہ بز دلی ہوتا ہے، چنانچہ خلیفہ صاحب قادیان نے اپنی جماعت کی بز دلی سے بیزار ہو کر ان کو فضیلتوں کا خطاب دیا، مثلاً:۔

”تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تم سے بعض دشمن سے کوئی گالی سننے ہیں، تو ان کے منہ میں جھاگ بھرا آتا ہے اور وہ کو دکر حملہ کر دیتے ہیں، لیکن اسی وقت ان کے پیر پیچھے کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تم سے بعض تقریر کے لئے کھڑے ہوتے ہو، اور کہتے ہو کہ ”ہم مر جائیں گے مگر سلسلہ کی ہمت تک برداشت نہ کریں گے“ لیکن جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو پھر ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ”بھائیو! کچھ

روپے ہیں، جن سے مقدمہ لڑایا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔“ بھلا ایسے خنثوں سے بھی قوم کو فائدہ پہنچا ہے؟

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل

قادیان جلد ۲۵۔ نمبر ۱۲۹۔ مورخہ ۵۔ مئی ۱۹۳۷ء)

خیر! آوارگی، کمزوری اور بزدلی جو کچھ سہی، ذہنی اور تعلیمی حالت بھی ابتر بتائی جاتی ہے، مثلاً ملاحظہ ہو:-

”مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ (قادیان)

میں جو طلبہ تعلیم پاتے ہیں، انہیں کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح رکھا

گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار

امنگیں نہ تھیں، اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے

کریڈ کریڈ کر ان کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا، مگر چاروں

طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا، اور مجھے معلوم ہوا

کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ

آیتیں رٹ لو، یا نبوت کے مسئلہ کی یہ یہ دلیلیں یاد کر لو،

انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی۔۔۔۔۔

”میں نے جس سے بھی سوال کیا، معلوم ہوا کہ اس نے

کبھی اخبار نہیں پڑھا۔ اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ

پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ”ہم تبلیغ کریں گے“ اور جب

سوال کیا کہ ”کس طرح تبلیغ کرو گے؟“ تو یہ جواب دیا کہ ”جس طرح

بھی ہوگا تبلیغ کریں گے" یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں، مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے، مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے۔ "جس طرح ہوگا کروں گا" یہ تو سؤر کہا کرتا ہے۔ اگر سؤر کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا تو وہ یہی کہتا کہ "جس طرح ہوگا، کروں گا" پس سؤر کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے۔ آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو نیزہ پر حملہ کر دے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا جائے گا۔ پس یہ تو سوروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے، اور عواقب کا کوئی خیال نہیں کیا؟

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ - نمبر ۸۹ - مورخہ ۲۲ - جنوری ۱۹۳۵ء)

جب لڑکپن سے اخلاق و عادات خراب ہو جائیں تو بڑے ہو کر دوسری خرابیاں نمودار ہوں گی، مثلاً ملاحظہ ہو:-

"کسی دوسری جگہ خلیفہ صاحب قادیان کے ایک خطبہ کے چند اقتباسات درج کئے گئے ہیں، جن میں انہوں نے اپنے مبلغین کی ریشہ دوانیوں، مرکزی کارکنوں کی دوست نوازی اور اقربا پروریوں اور دینی مدارس کی تعلیم و اخلاق کا رونا روتے

ہوئے اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ نہ مبلغین اپنے  
افسروں کا حکم مانتے ہیں، نہ مرکزی کارکن اپنی ذمہ داریوں اور  
فرائض کو پورا کرتے ہیں، بلکہ ذاتی تعلقات کو سلسلہ کے مفاد  
پر ترجیح دیتے ہیں اور خود خلیفہ صاحب کے احکام کو ٹرٹا جاتے  
ہیں۔ ایسا ہی ان کا بیان ہے کہ دینی مدارس کی تعلیم و اخلاق کا  
ستیاناس ہو رہا ہے۔ اور دین داری کی تعلیم دینے والے ادا سے  
بے دین ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ان مدارس کے اساتذہ  
اور مبلغین کو اور بان کی اولاد تک کو لعنتی اور ہکا کتا کہتے  
کنے سے دریغ نہیں کیا۔

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۷ - نمبر ۹  
مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۰ء

قادیان اور قادیانی زندگی کا جو سہری  
خاکہ اوپر پیش ہوا اس سے ہزار  
درجہ بڑھ کر خود خلیفہ صاحب قادیان

۱۔ خلیفہ صاحب  
قادیان کے فسانے

کی زندگی کے بعض پہلو غور طلب ہیں کہ ان کو اپنی جماعت میں بجا طور  
پر مضبوط مرکزیت اور مقبولیت حاصل ہے۔ میان بشیر الدین محمود احمد  
صاحب کے امتیازات سے کون واقف نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی  
صاحب کے بڑے صاحبزادے، جماعت قادیان کے خلیفہ ثانی، جو اپنے  
رئیس اور اپنی اولوالعزمی کی بنا پر اپنی جماعت میں امیر المومنین اور



فضل عمر کھلانے میں، اور جن کے مراتب اور فضائل اپنے اپنے محل پر اس کتاب میں بھی درج ہیں، جو قابل دید ہیں۔ تاہم خلیفہ صاحب کی زندگی کے انسانی پہلو جن سے خود قادیانی چونکتے چمکتے ہیں، نفسیاتی اعتبار سے ضرور قابل مطالعہ ہیں، کہ وہ ایک بار سورج شخصیت سے متعلق ہیں، اور مریدین اور متبعین پر ان کا موافق یا ناموافق اثر پڑنا لادہ ہے، چنانچہ ایک سرسری خاکہ از ابتدا ملاحظہ طلب ہے۔

حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول کو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خاندان میں بہت رسوخ حاصل تھا، خاص کر میاں محمود احمد صاحب پر تو بچپن ہی سے خاص نظر تھی، بہت محبت تھی، پیار کی شدت تھی۔ چنانچہ اس کی جھمک صاف نظر آتی ہے، مثلاً :-

(۱) "ملک غلام فرید صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مولوی عبدالحی صاحب (پسیر حکیم نور الدین صاحب) اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب) حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے مولوی عبدالحی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا :-

"بچے تم مجھے بہت پیارے ہو، بہت پیارے، بہت پیارے ہو، مگر حصیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "محمود ہمیں تم سے بہت زیادہ پیارا ہے"

”خانہ ان نبوت میرا ہے۔ وہ مطیع و فرمانبردار ہے (عجب دعویٰ ہے! للمولف برنی)۔ خصوصاً میرا پیارا محمود تو سب سے زیادہ میری اطاعت کرتا ہے“ (حکیم نور الدین صاحب) (پیارا اور اطاعت اس سے بڑھ کر حسن ربط کیا ہو سکتا ہے۔ للمولف برنی)

”میرا خیال تھا کہ محمود خلیفہ بنے، اس لئے اس کی تعلیم و تربیت کے لئے کوشاں بھی رہا“ (حکیم نور الدین صاحب)

”محمود کی کوئی کنتی ہی شکایتیں ہمارے پاس کرے، ہمیں اس کی پروا نہیں۔ (پیارا، محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے) للمولف برنی، ہمیں تو اس میں وہ چیز نظر آتی ہے، جو اس کو نظر نہیں آتی۔ یہ لڑکا بہت بڑا بنے گا، اور اس سے خدا تعالیٰ عظیم الشان کام لے گا۔“ (حکیم نور الدین صاحب)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵۔ نمبر ۱۷۹۔ مورخہ ۴۔ اگست ۱۹۳۷ء)

(۲) ”سنہ ۱۹۰۳ء میں (شوق محمد) قادیان میں بغرض تعلیم مقیم تھا۔ میں نے اپنے زمانہ قیام دارالامان میں متعدد بار دیکھا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب) بچپن میں ہی چلتے وقت نہایت بچی نظریں رکھا کرتے تھے اور چونکہ آپ کو آشوب چشم کا

عارضہ عموماً رہتا تھا، اس لئے کئی بار میں نے حکیم الامت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو خود اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھ میں دوا ڈالتے دیکھا۔ وہ دوائی ڈالتے وقت عموماً نہایت محبت اور شفقت سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا کرتے تھے، اور رخسار مبارک پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا کرتے "میاں تو بڑا ہی میاں آدمی ہے۔ اے مولا! اے میرے قادر مطلق مولا! اس کو زمانہ کا امام بنا دے" (محبت و شفقت میں تو کلام نہیں۔ لیکن دعا پیار کی اثر معلوم ہوتی ہے للمولف برنی)۔ خاکسار شوق محمد۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶۔ نمبر ۵۹۔ مورخہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۳) "مجھے یاد ہے، میرا ایک دوست تھا۔ بچپن میں ایک دفعہ ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے کہ حضرت خلیفہ اول نے دیکھا۔ میری تو آپ بہت عزت کیا کرتے تھے، اس لئے مجھے تو کچھ نہ کہا، لیکن اس کو اس قدر ڈانٹا کہ مجھے بھی سبق حاصل ہو گیا۔" حکیم صاحب کی نظر واقعی تیز تھی اور محبت میں نظر تیز ہی رہتی ہے۔ پھر تعلیم و تربیت کا بھی سوال تھا۔ للمولف برنی،

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۃ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل

قادیان جلد ۲۶۔ نمبر ۵۸۔ مورخہ ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

بچپن اور لڑکپن تو بہر حال حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول کی

محبت، شفقت، نگرانی اور تعلیم و تربیت میں گزرا، اور خوب گزرا کہ  
 میاں صاحب، حکیم صاحب کے بہت پیارے تھے، لیکن بعد میں  
 طبیعت کا جو رنگ ابھرا، اور جو روایات غلط یا صحیح پھیلیں، ان سے  
 حکیم صاحب کا اخلاقی اثر توقع کے برعکس ظاہر ہوتا ہے۔ مشتے نمونہ از  
 خروارے، چند روایتیں پیش ہیں۔ لیکن جب تک تحقیق کامل اور  
 ثبوت محکم نہ ہو، ایسی روایتیں قابل اعتبار کم ہوتی ہیں بلکہ وہ بعض  
 و عناد کی ایجاد ہو سکتی ہیں، یا مخالطہ و مبالغہ ہو سکتی ہیں۔ غرض کہ  
 خواہ مخواہ ان پر یقین نہیں ہو سکتا۔ البتہ آثار و قرائن سے قیاس  
 کو مدد مل سکتی ہے۔ بہر حال چند روایات ملاحظہ ہوں :-

(۱) "بطل الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب)  
 عیاش ہے اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور  
 میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں  
 وہ وہ ہو جاتے ہیں جسے انگریزی میں ریک (wreck) کہتے ہیں  
 ایسے انسان کا نہ دل و دماغ کام کار ہوتا ہے، نہ عقل درست رہتی  
 ہے، نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب تو اس کے برباد  
 ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے لے کر پیر تک اس پر ایک نظر  
 ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے  
 آپ کو برباد کر چکا ہے، اسی لئے کہتے ہیں الزنا ینخرج البناء  
 کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے، مگر ہمارا خلیفہ نعوذ باللہ

اگر عیاش ہوتا تو وہ اولوالعزمی، وہ بلند ہمتی، وہ دانشمندی، وہ فہم و فراست، وہ دکاوت، وہ تدبیر جو آپ کو عظیم المثال طور پر حاصل ہے، حاصل ہو سکتا؟

امیر محمد اسماعیل صاحب قادیانی کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ - نمبر ۱۵۸ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(۲) "مکرم و معظم جناب میاں صاحب، خلیفہ جماعت قادیان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے کانوں نے احمدیہ بلڈنگس (لاہور) میں آپ کے متعلق ایک ایسی بات سنی ہے جس نے میرے وجود میں ایک لرزہ ڈال دیا ہے، اور وہ ایسی خطرناک بات ہے کہ جسے میں چھپا نہیں سکتا۔ اگر وہ صحیح ہے تو آپ کے لئے زلزلہ نمونہ قیامت ہے، اور اگر غلط ہے تو اس بات کے پروپیگنڈا کرنے والے پر آسمان سے غضب کا زلزلہ وارد ہوگا..... چنانچہ اسی غرض کے لئے میں یہ خط آپ کو بھیج رہا ہوں، اور اب وہ بات لکھتا ہوں جو میں نے اپنے کانوں میں درمنہ سنی ہے:-

"کچھ عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہوری احمدی اور مولوی آفتاب الدین مسلم مشنری دوکنگ قادیان گئے تھے انہوں نے وہاں آپ سے ملاقات کا انتظام کیا۔ آپ نے ان کو دو تین گھنٹہ کے وقفہ سے ملاقات کا موقع دیا۔ مجھے

اس ملاقات کے متعلق میرے دفتر میں پہلے چودھری محمد سعید صاحب بھٹہ اوزبیر نے اور پھر مولوی آفتاب الدین صاحب نے یہ سنایا کہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی ڈاکٹری سے دوران ملاقات میں یقینی طور پر یہ اندازہ کیا کہ آپ نے شراب پینی ہوئی تھی۔ اسی لئے آپ نے دو تین گھنٹہ کا وقفہ لیا۔ (یہ کوئی دلیل نہ ہوئی۔ للمولف برنی) اور پھر آپ نے جو خوشبوئیں لگا کر ملاقات کی، انہوں نے آپ کے منہ سے شراب کی بو کو بہر حال محسوس کر لیا۔

”مجھے اسی طرح دو گواہوں نے یہ بات سنائی اور سنانے والوں نے اپنے حلقہ میں، مجھے خیال ہے کہ دور دور تک اسے پھیلا دیا ہے۔“ (الزام شدید ہے، تحقیق مقدم ہے للمولف برنی)

(شیخ غلام محمد صاحب قادیانی کا مکتوب مندرجہ رسالہ تصنیفات محمدیہ جلد یازدہم صفحہ ۹ مطبوعہ لاہور)

(۳) ”شبیم صاحب! آپ کا خط محررہ ۲۳۷ء مجھے مل گیا ہے۔۔۔۔۔ دوسرا امر آپ کے خط میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایده اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے خاندان کے متعلق اتہامات ہیں۔ آپ نے بڑی دیدہ دلیری سے بغیر شرعی ثبوت کے اور بغیر عینی شاہد ہونے کے، ایسی فحش باتیں خط میں تحریر کی ہیں کہ جن کی

اشاعت آپ کو مروجہ قانون کی رو سے مجرم بناتی ہے۔ یہ شخص  
حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فرارخ ہو صلگی  
ہے کہ آپ انزالہ حیثیت عرفی کے جرم کے مرتکب ہوئے ہوئے  
بھی اس کی سزا سے بچے ہوئے ہیں۔ ہم آپ کے خط میں مندرجہ  
امور سب غلط اور نتیجہ عناد سمجھتے ہیں۔

محمد صادق صاحب شہنم قادیانی کے خط کا جواب متجانب مرزا  
محمد علی بیگ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵

نمبر ۲۲۳ - مورخہ ۲۵ - ستمبر ۱۹۳۶ء

(۴) "نیز میں تمہاری قسم کھا کر یہ بھی لکھتا ہوں کہ اس نے  
(یعنی میاں فخر الدین طٹانی صاحب قادیانی نے) ایک دن اپنے  
مکان کے پاس گھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ "تحریک جدید" کے  
بورڈنگ) کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لڑکوں کو تلاش  
کرنا پڑتا تھا، اور اب لڑکے جمع شدہ مل جائیں گے، اس  
جگہ اس کا مفہوم نہایت ہی گندہ تھا اور حضور (میاں محمود احمد  
صاحب خلیفہ قادیان) پر کمینہ حملہ تھا۔"

(حاشیہ محمد عمر صاحب قادیانی کا حلفیہ بیان مندرجہ اخبار الفضل  
قادیان جلد ۲۵ - نمبر ۱۶۵ - مورخہ ۱۸ - جولائی ۱۹۳۶ء)

(۵) "اس شہادت میں ایک اور بات بھی بیان کی گئی ہے  
جو تحریک جدید کے بورڈنگ کے متعلق ہے اور اس تحریک جدید

کے وقت کنندگان کے متعلق ہے۔ اس میں جس قدر شرمناک  
 حملہ چھ پر کیا گیا، وہ میں نہیں سمجھتا کہ احرار یوں کے حملوں  
 سے یا دوسرے دشمنان سلسلہ کے حملوں سے کم ہو۔ اگر ایسے  
 لوگ احمدیت میں رہ سکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خلافت اور  
 نظام سلسلہ سے بدتر اور بے معنی لفظ دنیا میں کوئی نہیں ہو  
 سکتا۔ اس سے یہ بہتر ہوگا کہ جماعت بے خلافت رہے تاکہ  
 لوگوں کو ایسے بے معنی نظام پر ہنسی اڑانے کا موقع نہ ملے۔  
 (میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ  
 اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ - نمبر ۱۹۵ - مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)  
 (۶) ”پھر جماعت میں بدی اور بے حیائی کی باتوں کا چرچا  
 کر کے فحش کی اشاعت کی جاتی ہے۔ اور گندی باتیں کر کے  
 کمزور طبیعت لوگوں میں گندے جذبات کو ابھارا جا رہا ہے۔  
 . . . . . اور ثبوت پوچھو تو سوائے اس کے کچھ پیش نہیں  
 کر سکتے کہ فلاں مرد یہ کہتا ہے۔ (مرد بھلا کیا گواہی دے سکتا  
 ہے۔ للمولف برنی)۔ اور فلاں عورت یہ سناتی ہے، اور فلاں  
 لڑکا یہ گواہی دیتا ہے۔ لاصول ولا قوۃ الا باللہ! کیا معصوم  
 لوگوں (مثلاً خلیفہ صاحب قادیان۔ للمولف برنی) کے چال چلن  
 کی اتنی ہی قیمت رہ گئی ہے کہ زید و بکر کی بیہودہ بکواس سے  
 انہیں داغدار کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیا اس شخص کا کیرکٹر



جس کے ہاتھ میں آپ نے چہارم صدی تک (مراد چوتھائی صدی معلوم ہوتی ہے، یعنی ۲۵ سال۔ للمؤلف برنی) اپنا بیعت کا ہاتھ دے رکھا ہے، اس معیار پر تو لٹھے کے قابل ہے کہ آوارہ مزاج اور آزاد منش نوجوان اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ افسوس! افسوس! اتنا بھی نہیں سوچا گیا کہ یہ شہادت دینے والے کس قماش کے لوگ ہیں۔ (ایسی شہادت تو اسی قماش کے لوگ دے سکتے ہیں کہ خود مبتلا رہتے ہیں۔ للمؤلف برنی)۔ اور جس کے متعلق شہادت دی جا رہی ہے وہ کس پوزیشن کا انسان ہے؟ (یعنی خلیفہ قادیانی ہے اور اس پر خلقت حیران ہے للمؤلف برنی)

(صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی برادر خلیفہ صاحب

قادیان کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵

نمبر ۱۵۷- مورخہ ۲۵- اگست ۱۹۲۷ء)

(۷) مندرجہ ذیل اقتباسات کا جامع حوالہ سب سے آخر میں

درج ہے، یعنی مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور

کا رسالہ) :-

”پھر کیا کبھی آپ حضرات نے یہ بھی غور فرمایا کہ ہم نے کونسا قصور کیا، جس کی پاداش میں ہمیں ان انسانیت سوز مظالم کا تختہ مشق بنایا جا رہا ہے، جن کے سننے سے بھی ایک شریف انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے اور بدن میں کپکپی پیدا ہوتی ہے.....“

.....  
 ”کیا ہمارا صرف یہی تصور نہیں کہ ہم نے خلیفہ صاحب کی ذات میں ایسے نقائص دیکھے جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ چھوڑ احمدی بھی نہیں کہلا سکتا۔“

”پس ہم نے حضرت سعد رضی کی طرح جرات ایمانی سے کام لے کر خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام پر عمل پیرا ہو کر اپنے اور اپنے بال بچوں کے آرام کو قربان کرتے ہوئے ہر قسم کی تکالیف و مصائب اٹھاتے ہوئے خلیفہ صاحب کو ان نقائص کی طرف توجہ دلائی، اور ہر رنگ میں فیصلہ کے لئے آمادگی ظاہر کی، چنانچہ میرے ایک خط کے جواب میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔ (جو ذیل میں ملاحظہ ہو۔ للمؤلف برنی)

”مذکورہ بالا خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی آزاد کمیشن بیٹھے تو اس کے سامنے میرے (یعنی خلیفہ صاحب قادیان کے للمؤلف برنی) خلاف لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کی گواہیاں وہ دلوا دیں گے۔ (جب لڑکے، لڑکیاں، عورتیں گواہ بنیں تو الزامات کی نوعیت ظاہر ہے۔ للمؤلف برنی) بلکہ خود میری گواہی بھی وہ دلوا دیں گے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں میری اپنی گواہی سے مراد لکھنے والے کی شاید یہ ہے کہ وہ کوئی میری تحریر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم، اور کوئی معنی

اس فقرہ کے میرے ذہن میں نہیں آئے۔ (ممکن ہے خدا نخواستہ  
یہی معنی ہوں۔ واللہ اعلم۔ للمؤلف برنی) مگر ایسا ہو تو بھی  
خلفائے سابق سے میری ایک اور بھی مماثلت ثابت ہوگی۔  
(اپنے عیوب اکابر کے سرکھوپنا خاص قادیانی سذت ہے مرزا  
قادیانی صاحب بھی اپنی خامیاں انبیاء پر چسپاں کرنے کی  
کوشش کرتے تھے، گویا، ہم تو ڈوبے ہیں مگر ان کو بھی سہلے  
ڈوبیں گے۔ نعوذ باللہ۔ للمؤلف برنی)۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰۔ نومبر ۱۹۳۷ء)

”حالانکہ میں نے اپنے خط میں یہ لکھا تھا کہ لوگوں سے سنا  
ہے کہ جناب چارگواہوں کا مطالبہ فرماتے ہیں، اگرچہ ہم سے تو  
آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا، تاہم اگر یہ بات درست ہے تو پھر  
آپ اسی کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چارہ ہی نہیں بلکہ  
بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت  
کے خود جناب والما کی اپنی شہادت بھی پیش کر دیں گے۔ اگر  
ہم ثبوت نہ پیش کر سکیں تو آپ کی بریت ہو جائے گی، اور ہم  
ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے  
بھی تیار ہیں“ (واقعی چیلنج بہت زوردار ہے، گویا کہ بالکل صحیح  
ہے۔ للمؤلف برنی)

(حکیم عبدالعزیز صاحب قادیانی سکرٹری انجمن انصار احمدیہ)

قادیان کا رسالہ نمبر ۳۳ - بعنوان "خلیفہ صاحب قادیان کا  
بائیکاٹ و مقاطعہ"

"الزام کے الفاظ جو خلیفہ صاحب قادیان اپنے اخبار الفاضل  
(قادیان) میں خود شائع کرا چکے ہیں، حسب ذیل ہیں، اور  
وہ بحوالہ شیخ عبدالرحمن مصری صاحب قادیانی فیصلہ عدالت عالیہ  
ہائیکورٹ لاہور میں بھی درج ہیں :-

"موجودہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) سخت  
بدچلن ہے۔ یہ تقدُّس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔  
اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور  
ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکوں اور لڑکیوں  
کو قابو میں کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے  
جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا  
ہوتا ہے" (شاید مخالف یہ کہیں کہ ع

نہاں کے مانڈاں رازے کرو سازندہ محفلہ

یا یہ کہیں کہ ع

تاناہ باشد چیز کے مردم نہ گویند چیز ہا  
تاہم الزامات بہت سنگین ہیں۔ کافی تحقیق اور ثبوت کے بغیر  
قابل تسلیم نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔ للمؤلف برنی

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا رسالہ

بعض ان "میاں محمود احمد صاحب پران" کے مریدین کے الزامات

مورخہ ۹ - دسمبر ۱۹۳۸ء

چال چلن کے الزامات کی اصلیت جو کچھ بھی ہو، واللہ اعلم۔ تاہم  
میاں صاحب خلیفہ قادیان کی طبیعت تجسس پسند ضرور ہے۔ خواہ تجسس  
ان کے حق میں حد مناسب سے بھی تجاوز کر جائے۔ چنانچہ فرانس میں  
بہ مقام پیرس برہمنہ عورتوں کی جو سیر کی گئی وہ بہت پر لطف ہے۔  
کہ خود میاں صاحب کا بیان بھی اس میں شریک ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:-

سیدنا وانا منا حضرت اقدس امیر المؤمنین المصلح الموعود

خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہ اللہ بنصرہ العزیز!

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعض بد باطن اور خبیث فطرت

غیر احمدی مناظرہ میں یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تمہارے خلیفہ  
صاحب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو ساتھ لے کر پیرس میں  
ننگی میموں کا ناچ دیکھنے کے لئے گئے۔ مندرجہ ذیل حوالہ تائید  
میں پیش کرتے ہیں:-

"جب میں (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ولایت گیا

تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا

حصہ بھی دیکھوں۔ (یہ خیال تھا بھی خصوصیت کے لائق۔ للمؤلف

برنی) مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔

(موقع کیونکہ ملتا کہ وہاں کسی قدر تعارف حاصل تھا۔ للمؤلف برنی)

وایسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے، کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عربیانی سے نظر آئے (پیرس کا انتخاب بھی بہتر تھا کہ وہاں سوسائٹی خوب عربیاں نظر آتی ہے۔ چنانچہ اس خصوصیت کو شہرت عامہ حاصل ہے اور میاں صاحب کے مشاہدہ سے اس کی تصدیق ہو گئی۔ للمؤلف برنی)۔ وہ (چودھری ظفر اللہ خان صاحب بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے، (معلوم ہوتا ہے کہ چودھری صاحب کو کافی مواقع حاصل ہونے کے باوجود میاں صاحب کی طرح سوسائٹی کی عربیانی دیکھنے کا خیال کبھی خصوصیت سے پیدا نہ ہوا تھا۔ للمؤلف برنی) مگر مجھے اوپر ایسے لے گئے، جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپر اسدینا کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے۔ جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔

میری نظر چونکہ کمزور ہے، اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن بہر صورت میاں صاحب کی دور بینی مسلم ہے۔ للمؤلف برنی) کھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا، کیا یہ نشنگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ نشنگی نہیں ہیں، بلکہ کپڑے پہنے ہوئی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ نشنگی معلوم

ہوتی تھیں" (جب عورتیں ننگی معلوم ہوں، خواہ تصویر ہی سہی تو مشاہدہ کافی ہے۔ نظر کمزور ہونے یا تن پر کپڑا ہونے میں کیا مضائقہ ہے مقصد تو حاصل ہو گیا کہ یورپین سوسائٹی کی عریانی نظر آئی۔ للمؤلف برنی)۔

(انجیل الفصل قادیان مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۷ء)

"حضور اہم مخالفین کو بتاتے ہیں کہ اس حوالہ میں یورپین سوسائٹی کی عریانی کا ذکر ہے۔ ننگی میموں کے ناچ کا ذکر نہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ نہ تھا، جو تم اپنی اندرونی تصویر کے مطابق پیش کرتے ہو۔ حضور کو جب یہ محسوس ہوا کہ وہ اس قدر باریک لباس پہنے ہوئے ہیں تو حضور اسے ناپسند کر کے اٹھ کر چلے آئے۔ (چلے کیوں آتے، جانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ سوسائٹی کی عریانی دیکھیں۔ للمؤلف برنی) مگر وہ اسے تسلیم نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اپنا خیال ہے، وہ سینما میں پورا شو دیکھ کر اٹھے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ! اگر ازراہ نوازش اس واقعہ پر کسی مجلس علم و عرفان میں روشنی ڈال دیں تو مخالفین کو اس اعتراض کا جواب دینے میں انشاء اللہ تعالیٰ مدد ملے گی۔ یہ سوال جب خاکسار نے حضور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے اسی وقت اپنے قلم سے مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا:-

جواب :- یہ درست نہیں کہ میں اٹھ کر آ گیا۔ میں تو اسی بات کو دیکھنے کے لئے گیا تھا۔ باقی وہ عورتیں ننگی نہ تھیں، بلکہ ان کے چھت لباس سے بوجہ نظر کی کمزوری کے میں نے خیال کیا کہ وہ ننگی ہیں۔ (نظر کی عجب کمزوری تھی کہ لباس کے باوجود عورتیں ننگی نظر آئیں۔ پھر میرا صاحب نے خیال بھی یہی کیا کہ وہ ننگی ہیں۔ غرض کہ عریانی کا تصور بہت غالب تھا، اور نظرتیز بھی ہوتی تو کیا فائدہ۔ عریانی ایسی بے تکلف نظر نہ آتی۔ بلکہ چودھری صاحب کی طرح کپڑے بھی نظر آتے۔ مشاہدہ کا لطف مکرر ہو جاتا، یعنی محوساٹھی اس درجہ عریاں نظر نہ آتی کہ گویا عورتیں بلا لباس ننگی معلوم ہوں۔ للمؤلف برنی)۔

یہ تو تماشا شانی عورتوں کا ذکر ہے، جو ایک طرف گیلری میں تھیں۔ ممکن ہے میری ان پر نظر ہی نہ پڑتی۔ اس قسم کے لباس کی عورتیں صبح اور شام مال (یعنی لاہور کی مشہور سڑک) پر دوڑتی پھرتی ہیں۔ (یہ مبالغہ تو ہندوستانی مستورات پر بڑا ظلم ہے۔ للمؤلف برنی)۔ اس پر اعتراض اور تعجب کی کونسی بات ہے۔ لباس کا نیا فیشن جنگ کے بعد ہی تھا۔ بوجہ اس سے ناواقفیت کے میں نے دھوکا کھا پا۔ اور اب ہندوستان میں بھی یہی ہے۔ میں نے تو نہیں لکھا کہ گانے والے لوگ ننگے تھے وہ سینما نہ تھا بلکہ ورائٹی شو تھا، جس میں خاص ماہر گاتے ہیں



یا بعض سختکندے دکھاتے ہیں۔ مگر وہ سب لوگ۔ لباس میں تھے۔ صرف سوسائٹی کی عورتیں ایسے تنگ اور چپہت لباس میں تھیں جیسا کہ اب ہر شہر اور ہر ملک میں ہے۔ میں اس ناواقفی اور عینک نہ ہونے کی وجہ سے انہیں ننگا سمجھا۔ (عینک بھی عادت کے باوجود اچھے وقت غائب ہوئی کہ سوسائٹی کی عربانی بھی نظر آگئی اور عذر بھی ہاتھ آگیا۔ بیک کرشمہ دوکار۔ للمؤلف برنی)۔

پہلے معترض مال روڈ وغیرہ پر چلنا ترک کر دے؟ (جہاں گویا لباس پہن کر عورتیں کمزور نظروں میں ننگی معلوم ہوتی ہیں۔ جواب میں بناوٹ، گریز، مبالغہ اور جھنجھلاہٹ صاف ظاہر ہے لیکن کیا کیا جائے اور کوئی مفر بھی نہیں۔ للمؤلف برنی)۔

(سوال جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۴)

نمبر ۱۵۶۔ مورخہ ۵۔ جولائی ۱۹۳۶ء)

۸۔ **خطوں کا ہدیہ** واضح بادکہ اقتباس (۷) مندرجہ بالا میں

میاں صاحب نے اپنے خطوں کا جو اشارہ کیا تو ہمیں یاد آیا کہ جن دنوں قادیان میں جھگڑے چل رہے تھے کوئی صاحب کچھ خانگی خطوط کا ذخیرہ لے کر ہمارے پاس بھی پنجاب سے پہنچے تھے کہ یہ خلیفہ صاحب قادیان کے خطوط ہیں، اور ان کی سند کا ذمہ لیا جاتا ہے۔ اس سے بھی کتاب "قادیانی مذہب" میں کام لیا جائے تو بڑا کام ہوگا، لیکن ان کو بہت مایوسی ہوئی بلکہ شاید صدمہ ہوا

جبکہ ہم نے خانگی خطوط لینے اور ان سے کام لینے سے انکار کر دیا۔ اس سے پہلے کچھ خانگی خطوط خود مرزا قادیانی صاحب کے بھی پہنچے تھے۔ جو قیمتی سمجھے جاتے تھے، ان کے ساتھ بھی یہی عمل ہوا کہ شکریہ کے ساتھ واپس کئے گئے۔ ہم نے اپنی تالیف میں یہ اخلاق لازم رکھا کہ صرف وہی معلومات درج ہوں جو شائع ہو چکے ہوں اور جو مسئلہ مستند ہوں۔ بالآخر یہ فرمائش ہوئی کہ کم از کم خطوط کو دیکھ لیا جائے، تاکہ پس منظر زیادہ واضح ہو جائے۔ لیکن اس سے بھی عذر کر دیا گیا کہ جب کام لینا منظور نہیں تو پھر دیکھنے سے کیا حاصل۔ فضول اخلاقی ذمہ داری عائد ہوگی۔ خط لانے والے صاحب اس عذر کو شدید ناقدری اور بے اعتنائی سمجھے، ہمارے پاس ٹھہرے بھی نہیں۔ غصہ میں اٹھ کر چلے گئے۔ جلدی کے تعارف میں نام اور پتہ کی بھی پوری نوبت نہ آئی۔ البتہ ہمارے ایک معزز دوست جو اتفاقاً موجود تھے، اس واقعے سے متعجب اور محظوظ ہوئے۔ رات کا وقت تھا۔ آنکھوں میں خواب کا نقشہ پھر گیا۔ یہ صاحب نوجوان تھے، چہرہ پر داڑھی کا آغاز تھا، جیسے کہ عربی مدارس کے طالب علم ہوتے ہیں۔ بعد کو افسوس ہوا کہ ان کو سمجھا منکر اخلاقاً همان بنا کر کیوں نہ رکھا۔ پھر پتہ نہیں کہاں ٹھہرے، کب واپس گئے۔

میر محمد اسماعیل صاحب قادیانی نے  
بحیثیت ڈاکٹر، خلیفہ صاحب کی صحت  
کے متعلق جو رائے لکھی ہے، اوپر درج

۹۔ خلیفہ صاحب  
قادیان کی صحت

ہو چکی ہے۔ ان کے نزدیک عیاشی سے انسان کی صحت برباد ہو جاتی ہے لیکن خلیفہ صاحب کو وہ اس بلا سے محفوظ سمجھتے ہیں۔ مزید برآں تباہی صحت کے اور بھی اسباب ہو سکتے ہیں، اگرچہ عام صورت وہی ہے جو میر صاحب نے لکھی ہے، یعنی عیاشی۔ بہر حال اسباب جو کچھ بھی ہوں، میاں صاحب خلیفہ قادیان کی صحت مسمول سے زیادہ خسرتہ معلوم ہوتی ہے۔ ذیل میں سال بسال چند مصدقہ رپورٹیں قابل غور ہیں :-

(۱) "قادیان - ۲۰ - فروری ۱۹۳۸ء

آج ۲۰ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ منظر ہے کہ حضور کو سردی کی وجہ سے، نیز زکام کی کثرت کے باعث اعصابی کمزوری کی شکایت ہے۔ کل آٹا فانا حضور کو ضعف بصارت کا حملہ ہو گیا۔ جو دو تین گھنٹے کے بعد رفع ہوا۔ سر کے چکروں کی بھی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔"

(صحت کی رپورٹ بابت ۲۰ - فروری ۱۹۳۸ء

مندرجہ اخبار الفضل قادیان)

(۲) "ڈاکٹر حسنت اللہ صاحب شملہ سے ۲ - تاریخ کے خط

میں تحریر فرماتے ہیں :-

"سیدنا حضرت المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ  
الغزیر نے آج صبح ۹ - بجے کے قریب طبیعت کا حال بتاتے ہوئے

فرمایا :-

”معلوم ہوتا ہے، مجھے اعصابی کمزوری بہت ہو گئی ہے۔  
 آج نماز سے پہلے جو طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے تھراپیٹرنگا  
 کر دیکھا گیا تو میٹر پچھرا ۹۵ رہا۔ یعنی نارمل سے بہت نیچے  
 تھا۔ فرمایا یہی وجہ ہے کہ مجھے آج کل صبح کی نماز بیٹھ کر ادا کرنی  
 پڑتی ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضور کا بلڈ پریشر خون کا دباؤ  
 بھی بہت تھوڑا ہے۔ یہ دونوں علامتیں اعصابی کمزوری کی ہیں۔  
 حضور نے فرمایا کہ شملہ کی آب و ہوا، دراصل، موافق نہیں آئی۔  
 احباب حضور کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا جاری رکھیں۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ - نمبر ۲۲۲)

مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۷ء

(۳) ”سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایڈہ اللہ  
 بنصرہ العزیز آج جب خطبہ جمعہ کے لئے منبر پر کھڑے ہوئے  
 تو ضعفِ دل کی تکلیف ہو گئی، اور حضور بیٹھ گئے اور بچے منٹ  
 تک بیٹھے رہے۔ اس دوران میں ڈاکٹر حسنت اللہ صاحب نے  
 دوا پلائی، اور حضور نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا۔ دس بجے شب  
 کی ڈاکٹری اطلاع منظر ہے کہ خدا کے فضل سے اب ضعفِ  
 دل کی تکلیف میں تخفیف ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے  
 دعا فرمائیں۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ - نمبر ۱۲۳ - مورخہ یکم جون ۱۹۲۷ء)

(۴) ”سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ شاید گرمی کی شدت کی وجہ سے دو چار دن سے مجھے تنفس کی خرابی کی تکلیف ہے۔ رات کے وقت یہ تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے، اور بعض دفعہ تو کئی کئی گھنٹہ تک باری رہتی ہے۔ ابھی میں خطبہ کے لئے چل کر آیا تو میرا سانس اتنا پھول گیا تھا کہ پریٹ میں سماتا نہیں تھا۔ منبر پر بیٹھنے سے آرام آیا تھا، مگر کھڑے ہوتے ہی پھر وہی دورہ شروع ہو گیا ہے، اس لئے میں مختصراً اور آہستہ بول سکونگا۔“

..... حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر فرمایا تھا کہ تکلیف کی وجہ سے منبر پر بیٹھ گئے، اور قریباً آٹھ منٹ تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا:.....

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ - نمبر ۱۳۰)

مورخہ ۱۱ - جون ۱۹۲۱ء

(۵) ”سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق شب کی ڈاکٹری اطلاع منظر ہے کہ گزشتہ چار دنوں میں جنور کو بخار ہوتا رہا، گھٹنے میں درد بھی رہا۔ ۲۷ - تاریخ کو تقریر کے بعد گھٹنے کے درد کے علاوہ پاؤں میں بھی درد نقرس نمودار ہو گیا۔ ۲۸ - کو گھٹنے کے درد میں کمی آگئی، مگر پاؤں کا درد کچھ بڑھ گیا۔ ۲۹ - کہ بھی درد رہا، اور آج ۳۰ -



الفصل قادیان جلد ۳۲ - نمبر ۲۷ - مورخہ ۱۵ - نومبر ۱۹۲۶ء

قصہ مختصر یہ کہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی صحت مدت سے خراب ہو رہی ہے۔ ضعف اعصاب، ضعف قلب، تقرس، پیش، تنفس، طرح طرح کے مرض لپٹ گئے ہیں، جن کے دورے اٹھتے رہتے ہیں۔ رہے امراض کے اسباب، سو میاں صاحب جائیں یا اللہ جانے۔

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی صحت

تو اور بھی خراب رہتی تھی۔ چنانچہ آگے

کتاب میں حالات درج ہیں۔ شاید یہی

## ۱۔ مرزا صاحب کی صحت اور وفات

سبب ہو کہ مرزا صاحب قادیانی کے استعمال میں مشک، عنبر، مروارید، ایون، شکھیا، ٹائیک وائٹن (TONIC WINE) مرغ، فاختہ، میتر، بیڑا ایسے مقویات کا ذکر زیادہ پایا جاتا ہے۔ بہر حال مرزا صاحب قادیانی کی صحت اور وفات کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش ہے۔ مزید تفصیل کتاب میں درج ہے، جو قابل دید ہے :-

(۱) دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپری

حصہ میں، اور دوسرا بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں

دوران سر ہے، اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب۔ اور یہ دو تول

مرضیں اس زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعوائے

مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا (گو یا دعوائے کے یہ دو العام

ملے۔ للمؤلف برنی)۔

(مرزا قادیانی صاحب کی تالیف حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۶ - منقول از  
قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ - نمبر ۲۷ -  
مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

(۲) "مسیح موعود دوزد چادروں میں اترے گا۔ ایک چادر  
بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے  
کے حصہ میں ہوگی۔ سو میں نے کہا کہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح  
موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا، کیونکہ تعبیر کے علم میں  
زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ  
میں ہیں، یعنی ایک درد سر کی بیماری اور دوسری کثرت  
پیشاب اور دستوں کی بیماری (عیسے مسیح علیہ السلام کا معجزہ  
تھا کہ بیماریوں کو تندرست بلکہ مردوں کو زندہ کرتے تھے، اور  
مسیح موعود یعنی بزعم خود مرزا قادیانی صاحب کی نشانی خود امراض  
ہیں۔ تاہم کمرہ سر کی بیماری اور پیشاب اور دستوں کی بیماری!  
مرزا قادیانی صاحب یوں تو تاویلوں کے بڑے استاد ہیں۔ لیکن  
واقعی یہ تاویل سب سے بڑھ گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ تعبیر والے زرد  
رنگ کو عشق و محبت کی علامت مانتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں  
میں دو لہا دلہن کو زرد اٹن ملتے ہیں، زرد کپڑے پہناتے  
ہیں۔ للمؤلف یرنی۔)

(مرزا قادیانی صاحب کی تالیف تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۳ -



منقول از قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ نمبر ۲۷  
مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۸ء

(۳) ”مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے۔ ایسی ہی میرے لائق حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں جو اوپر کی چادر ہے، اور وہ دوران سر ہے، جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں، اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے، اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ (بعض دیگر دماغی امراض خاص کر مرگی میں یہ کیفیت گزرتی ہے۔ در دسریں تو بیشتر تکلیف دہتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب نے اپنی خرابی صحت میں ہسٹیریا مرض بھی ظاہر کیا ہے۔ للمؤلف برنی)۔ اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے، جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے، جس کو ذیابیطس کہتے ہیں۔ معمولی طور پر مجھے ہر روز پیشاب کثرت سے آتا ہے، اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور بعض اوقات قریب تئو دفعہ کے دن رات میں پیشاب آتا ہے اور اس سے بھی صنعت بہت ہو جاتا ہے“

(مرزا قادیانی صاحب کی تالیف ضمیمہ برائین احمدیہ حصہ پنجم  
صفحہ ۲۰۱۔ منقول از اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۶ نمبر ۲۷  
مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۸ء)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی صحت کی جو خرابی تھی اوپر بیان ہوئی  
اب ان کی وفات کو لیجئے۔ مرزا قادیانی صاحب اپنی تخریبات میں مرض  
ہیضہ کو قہر الہی کا ایک نشان قرار دیتے ہیں۔ جو گمراہوں گستاخی پر بطور  
عذاب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض علماء اسلام سے خاص کر حضرت مولانا  
ثناء اللہ امرت سہری علیہ الرحمۃ سے جو مرزا قادیانی صاحب کے مقابلے ہوئے  
تو ان میں مرزا صاحب نے یہی بددعا کی کہ جو کاذب اور منقری ہو، اُس پر  
مرض ہیضہ کی شکل میں موت وارد ہو۔ اور فریق مقابل سے پہلے نازل ہو  
گو یا جو پہلے مرے اور مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر مرے، وہ منقری کذاب  
مانا جائیگا۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب کا دعوائے اور انجام ملاحظہ ہو:-

”بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الهدی۔۔۔۔۔

..... اگر میں ایسا ہی کذاب و منقری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات

آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں (یعنی اخبار الہدیٰ پیشہ امیر میں) للمولف برنی (

مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔

(چنانچہ یہی واقعہ ہوا۔ للمولف برنی)۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور

اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ (اس اشتہار کے سوا سال بعد ہی

مرزا قادیانی صاحب اس دنیا سے گزر گئے۔ للمولف برنی) اور آخر

وہ ذلت و مسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی

ناکام ہلاک ہو جاتا ہے، اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا

خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔

اور اگر میں کذب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ کڈہین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہے، یعنی طاعون، ہیضہ وغیرہ تھک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (واقعہ کیا ہوا؟ اس اشتہار کے سوا سال بعد ہی یعنی اوائل جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی صاحب ہیضہ کے مرض میں دنیا سے رخصت ہوئے اور حضرت مولانا بعد کو مدت دراز تک بصحت و عافیت دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ آخر زمانہ تک قادیانیت کی سرکوبی کرتے رہے، اور کبر سنی میں طبعی طور پر رحمت رب سے جانے۔ اللهم لطف برنی)۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں، محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک! ..... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک، میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے

ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! (چنانچہ یہ دعا  
مرزا قادیانی صاحب کے حق میں لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔ للمولف  
برنی)۔

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان  
تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں، تو میں عاجزی سے  
ٹیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر۔  
مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون، ہیضہ وغیرہ امراض ہلکے  
سے۔ بجز اس صورت کے وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری  
جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توبہ کریں  
جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا  
رب العالمین (واقعی ثابت ہوا کہ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے  
قادیانیت کے مقابل جو جہاد کیا، وہ فرض منصبی تھا۔ اور اسی  
ماموریت کی برکت تھی کہ وہ مرزا قادیانی صاحب کی تمام بددعاؤں  
کے برعکس آخر تک کامران رہے۔ للمولف برنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۲۰)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو  
اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ  
ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں

بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی اس کی بنیاد رکھی گئی۔

اگرچہ مرزا قادیانی صاحب کی موت صریحاً مرض ہیضہ سے واقع ہوئی تاہم عرصہ تک اس کو چھپانے کی کوشش ہوتی رہی اور مسلمانوں پر ہیضہ کی طعن ہوتی رہی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو :-

محمد عاشق نائب صدر مجلس اعزاز قصور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے حد بدزبانی کیا کرتا تھا، ۲۹ جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرتناک موت مر گیا۔ قصور کے دوسرے احباب کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ (لیکن مرزا قادیانی صاحب کن کن کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے، جو ہیضہ میں خاتمہ ہو گیا۔ قادیان کے احباب کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ للمولف برنی)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ - نمبر ۳۰)

مورخہ ۲ - اگست ۱۹۳۶ء

جب ہم نے اپنی تالیف قادیانی مذہب کے ابتدائی ادیشنوں میں مرزا قادیانی صاحب کی وفات کا ذکر لکھا تھا کہ مرض ہیضہ سے انتقال ہوا تو قادیانی صاحبان بہت چراغ پا ہوئے، برا فروختہ ہوئے۔ مثلاً پہلی کتاب "تصدیق احمدیت" (مصنفہ سید بشارت احمد صاحب قادیانی) میں تنبیہ لکھی گئی کہ حضور (مرزا قادیانی صاحب) کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے، "دوسری کتاب "ہمارا مذہب" (مصنفہ علی محمد صاحب قادیانی) شائع ہوئی تو اس میں الزام دیا گیا کہ جناب محقق

برنی صاحب بالقابہ نے حضرت مسیح موعود کے وصال کے متعلق لکھا ہے کہ ہیسٹہ سے واقع ہوئی، مگر یہ منجملہ آپ کے افتراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افترا ہے۔ ناپاکی شاید ہیسٹہ سے پیدا ہوئی۔ اگر افتراء ناپاک سمجھا جائے تو واقعہ اور بھی زیادہ ناپاک ہوگا۔

غرض کہ قادیانی صاحبان ڈرتے مرہے کہ اگر مرزا قادیانی صاحب کی وفات کا باعث ہیسٹہ ظاہر اور ثابت ہو جائے تو خود قادیانی دعویٰ کے بموجب مرزا صاحب کی نبوت و مسیحیت پر پانی پھر جائیگا۔ اُلٹا قرالی کا نشانہ بنا پڑیگا، لیکن بات کھل گئی تو کیا کریں۔ ع کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

چنانچہ مختصر کیفیت ملاحظہ ہو، تفصیل آگے کتاب میں درج ہے :-

(۱) "خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵-مئی

۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز

کے بعد خاکسار باہر مکان میں آیا، تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ

صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے

بستر پر جا کر لیٹ گیا، اور پھر مجھے نیند آگئی۔ رات کے بچھلے پر

صبح کے قریب مجھے جگا یا گیا، یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور

بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت

مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی صاحب) اسہال کی بیماری

سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے، اور ادھر ادھر معالج

اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا، کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی، اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔ (حالانکہ اسہال تو مرزا صاحب کو معمولاً آتے رہتے تھے۔ للمولف برنی)

(میرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۷، مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲) خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے، جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے، اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے، اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا، تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تھی تو آپ اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چار پائی پر ہی لیٹ گئے، اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔

”تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ میں نے کہا، نہیں، میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست

آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکے۔ اس لئے چار پائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے، اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا، اور پھر آپ کو ایک تے آئی۔ جب آپ تے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چار پائی پر گر گئے اور آپ کا سر چار پائی کی لکڑی سے ٹکرایا، اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ (اسہماں تو مرزا قادیانی صاحب کا قدیم مریض تھا، جس کے وہ مدت العمر عادی رہے، لیکن ان دستوں میں عجیب سمیت تھی کہ آنا فانا مرزا صاحب بیدم ہو گئے۔ پھرتے بھی ساتھ آئی۔ یہ ہیضہ نہیں تو پھر اس کو کیا کہیے۔ للمولف برنی) اس پر میں نے گھبرا کر کہا "اللہ! یہ کیا ہونے لگا۔" تو آپ نے کہا، یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں!

(سیرۃ المہدی صفحہ ۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳) "حضرت مرزا صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس

رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سوچکا تھا۔ جب آپ کو بہت

تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا)



صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا۔ میرا صاحب مجھے وہابی ہرینہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ (گویا زبان بند ہو گئی، جیسی کہ اکثر ہرینہ میں آخر وقت خشکی سے ہو جاتی ہے۔ لکھنؤ لٹ برنی)۔ یہاں تک کہ دوسرے دن دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خسر میرزا ناصر نواب صاحب قادیانی کے خود نوشتہ حالات مندرجہ "حیات نامہ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۴) ہانگ کانگ سے ایک مبلغ نے لکھا ہے کہ "یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات مرض ہرینہ سے ہوئی۔ (ہرینہ کی خبر ہرینہ کی طرح دور دور تک پھیل گئی۔ لکھنؤ لٹ برنی) نیز اور باتیں بھی اعتراضی رنگ میں وفات کے متعلق کرتے ہیں۔ (شاید یہ کہ روایت ہے کہ آخری وقت قے میں منہ کی راہ سے غلاظت خارج ہوئی۔ استغفر اللہ لکھنؤ لٹ برنی)۔ اسی لئے کسی صحابی سے اس وقت کے حالات لکھوا کر بھیجے جائیں۔ لہذا ناظم صاحب تحریک جدید کے حکم کی تعمیل میں عاجز نے مفضلہ ذیل مضمون لکھا ہے جو فائدہ عام کے لئے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ فقط

محمد صادق عفی اللہ عنہ

۲۱۔ نومبر ۱۹۳۷ء

”وصال سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے۔ کاغذ، قلم، دوات منگاکر حضور نے لکھا خشکی بہت ہے، بات نہیں کی جاتی، ایسے ہی کچھ اور الفاظ بھی تھے، جو پڑھے نہ گئے۔“ (گویا آخر وقت کلمہ بھی زبان سے نہ نکلتا ہوگا۔ دل کا حال کسی کو کیا معلوم! بظاہر وہ اس قدر بدحواس معلوم ہوتے تھے کہ ان کی تحریر بھی پڑھنے میں نہ آسکی۔ مرضِ ہیضہ میں بھی خشکی کی بہت شدت کا نیت ہو جاتی ہے حقیقتِ حال سے اللہ ہی بہتر واقف ہے۔ البتہ بظاہر بڑی عبرت معلوم ہوتی ہے۔ للمؤلف برنی)۔

(مرزا صاحب کے خاص صحابی محمد صادق صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۷۴ مورخہ ۲۴ - نومبر ۱۹۳۷ء)

(۵) ”چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے جو لاہور میں سکونت پذیر ہیں، لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میری زبان سے یہ نکل گیا کہ ”خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے“ وہ بزرگ جھٹ بول اٹھے کہ ”یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمود (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ  
 (مکالم الدین) کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا، میں نے اس  
 بزرگوار سے دریافت کیا کہ آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھا؟  
 ارشاد ہوا، دیکھا تو نہیں، مگر میں جو کہتا ہوں سچ ہے،  
 میں نے آیت وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ کی طرف  
 توجہ دلائی مگر بے سود۔ مجھے بہت تعجب ہوا بالکل ایسے  
 ہی الفاظ (کہ موت کے وقت منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا  
 للمؤلف برنی) مخالفین حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام  
 کے متعلق کہتے ہیں، اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔  
 رچودھری محمد اسمعیل صاحب قادیانی لاہوری کا بیان جو  
 قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۷  
 نمبر ۱۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا،

(۶) ”جو شخص یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس  
 کے الہام و کلام سے مشرف ہوں، حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ  
 کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام و کلام سے مشرف ہے،  
 وہ بہت بڑی موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور  
 قابل عبرت ہوتا ہے“ (واقعی یہ قول کتنا سچا ثابت ہوا۔ للمؤلف برنی)  
 (مرزا قادیانی صاحب کا ارشاد)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۵ - مورخہ ۲ - مارچ ۱۹۴۲ء)

# ۱۔ قادیانیت اور سیاست

قادیانیت بڑی حد تک سیاسی تحریک ہے۔ یہ تحریک انگریزوں

کی سرپرستی میں جاری ہوئی اور خوب پھلی پھولی۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی

صاحب فخر یہ اقرار بلکہ اعلان کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت سرکار

انگریزی کا خود کا شستہ پودا ہے اور واقعی انگریزوں نے بھی اس

پودے کی خوب آبیاری کی۔ انگریزوں کی غرض یہ تھی کہ قادیانیت

پھیلے تو خود قرآن اور رسالت کی اساس پر مسلمانوں میں نفاق، شقاق

اور افتراق پھیلے، اور ملت اسلامیہ کا رہا سہا اتحاد پاش پاش ہو

جائے۔ پھر قادیانی تعلیم کے بموجب جہاد بالسیف منسوخ ہو جائے

اور اس کی جگہ انگریزوں کی وفاداری جزو ایمان قرار پائے تو اسلامی

سیاسیات میں انگریزوں کے لئے راستہ کشادہ اور ہموار ہو جائے

حتیٰ کہ قادیانی تمناؤں اور دعاؤں کے بموجب انگریز اسلامی ممالک

پر قابض ہو جائیں، حکمران بن جائیں اور ان کے سارے عاقلیت میں

دلاں قادیانیت بھی فروغ پائے، جیسے کہ ہندوستان میں انگریزی

سرپرستی سے قادیانیت کو فروغ حاصل ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ

رَاجِعُونَ۔ چنانچہ اس کی تفصیل ذیل میں پیش ہوگی۔

خود مرزا قادیانی صاحب، تحریک کا سرکارا انگریزی کے ساتھ کیسا

تعلق سمجھتے ہیں، صرف چند اشارات ملاحظہ ہوں۔ خوشامد، حاجت کسی

بات میں بھی تکلف نہیں، اور تکلف کی گنجائش بھی نہیں، جبکہ بقول

مرزا قادیانی صاحب، قادیانی جماعت سرکار انگریزی کی نمک پروردہ ہے اور نمک صلائی کی اہمیت تو بہر صورت مسلم ہے :-

(۱) خود کا ششہ پورا — میری اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں، مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدقِ دل اور اخلاص اور جوش و فاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں، عنایتِ خاص کا مستحق ہوں۔۔۔۔۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت

مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے، اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیا میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کا ششہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط، اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے۔ (اشارہ کی خوب کہی۔ للمؤلف) کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ (ایک خاص عنایت و مہربانی کی نظر، عاقل را اشارہ کانست۔ للمؤلف برنی)

ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا، اور نہ اب فرق ہے۔ (البنتہ اللہ کی راہ میں جہاد بالسیف، خاص کر انگریزوں کے مقابلے میں) قادیانی صاحب کے نزدیک منع اور حرام ہے۔ اللہ کے دنیا داری! للمؤلف برنی۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔ تاہر ایک شخص نے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔ (مقطع کا بند قادیانی سخن سازی کا اچھا نمونہ ہے۔ للمؤلف برنی)۔

اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں (تاکہ معاملات میں سرکار ان کا خاص خیال رکھے۔ للمؤلف برنی)۔  
 (۱) خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔ وغیرہ  
 (اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں۔ للمؤلف برنی)۔

(درخواست بجنور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبال منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مؤلف میر قاسم علی صاحب قادیانی)۔

(۲) نمک پروردہ جماعت — غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیکنامی حاصل کردہ اور مورد مزاحم گورنمنٹ ہیں۔ (نمک پروردہ اور مورد مزاحم گورنمنٹ! یہی قادیانی جماعت کی مختصر مگر جامع خصوصیت ہے۔ للمؤلف برنی)۔ اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے، جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں لوگوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادئے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ (گویا خود کاشتہ پودے کے نمونہ کے پھل)۔ للمؤلف برنی) آپ کے ملاحظہ کے لئے لکھ دوں: "مریدوں کے ناموں کی سرکار کو اطلاع دینا بہت ضروری ہے، تاکہ حسب درخواست ان پر ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر رہے۔ للمؤلف برنی)۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقتبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مؤلف میر قاسم علی صاحب قادیانی)۔

(۳) "میں نے صد ہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ (انگریزی)

کی تائید میں شائع کی ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ (خدا نہ کرے مسلمان اس طرح دین فروشی پر اتر آئیں۔ للمؤلف برنی)۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع دوں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں۔ جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا، وہ ظاہر کر دیا۔ (مرزا قادیانی صاحب نے اشتہار شائع کر دیا گورنمنٹ کو ہرگز اطلاع نہیں دی۔ رہا صلہ کا سوال، سو اس کی بابت گونا گون رنگ میں متعدد درخواستیں موجود ہیں جو کہیں کہیں خودداری سے بھی تجاوز کر گئی ہیں۔ للمؤلف برنی)۔

(مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مندرجہ  
تبلیغ رسالت جلد چہارم۔ حاشیہ صفحہ ۲۶۔ مؤلف  
میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۴) حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ ہمدی معبود ہوں، اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے، (گورنمنٹ برطانیہ مرزا قادیانی صاحب کی تلوار ہے یا خود مرزا قادیانی صاحب گورنمنٹ برطانیہ کی تلوار ہیں کہ سلام کا خون ہو۔ للمؤلف برنی) جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی (یعنی سرکار برطانیہ کی زیر حمایت مرزا قادیانی



صاحب کے مقابل علماء اسلام کی کچھ نہیں چلتی۔ لٹو لف برنی، اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح و بغداد سے کیوں خوشی نہ ہو۔ د ضرور خوشی ہونی چاہیے کہ مرزا قادیانی صاحب کی دعاؤں کی برکت سے بغداد شریف انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔ لٹو لف برنی، عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں یعنی اسلامی ممالک میں ہر جگہ سرکار برطانیہ کا دور دورہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ قادیانی سیاسی جذبہ کا یہی دعویٰ ہے، یعنی برطانیہ کی غلامی۔ نوذ باللہ۔ لٹو لف برنی)

( اخبار الفضل قادیان جلد ۶، نمبر مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۸ء )

بہر حال جب سرکار انگریزی کی تائید کے آثار قادیانی معاملات میں ظاہر ہونے لگے، تو دنیا طلب لوگ جو بالعموم دین کی اہمیت کم سمجھتے ہیں، ترقی کے شوق میں قادیانیت پر گرنے لگے، کہ گویا زندگی کی کشمکش، خاص کر سرکاری ملازمتوں میں، سرکاری ٹھیکوں میں، اور دوسری سرکاری کارروائیوں میں ان کا میدان اور ہموار ہو گیا۔ اور ہر طرف سرکاری محکموں میں قادیانی صاحبان کی آؤ بھکت ہونے لگی۔ چنانچہ دنیا طلب لوگ کس طرح قادیانیت کی طرف لپکے، اس کی کیفیت خود مرزا قادیانی صاحب کی زبانی مختصراً قابل شنید ہے:-

”ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ

میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذمی عزت عہدہ دار ہیں جو ڈپٹی کلکٹر اور ایکسٹرنل سسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ دجاو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے واقعی سرکار کے معزز عہدہ داروں کو جلد از جلد قادیانی مرید بنا لایا تاکہ سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ بھی ایک مجرب نسخہ تھا۔ اس کے بعد رئیسوں کو، جاگیرداروں کو، اور بالآخر نوجوان تعلیم یافتہ جو تلاش معاش اور حصول ملازمت پر مجبور تھے، ان کو بھی قادیانیت میں ہی کار براری اور کامیابی کا راستہ سہل اور قریب نظر آیا۔ چنانچہ وہ بھی اسی راستہ پر بڑے ورنہ نفس دین سے ان کو جو دلچسپی ہو سکتی ہے، معلوم ہے خدا نخواستہ سب پر یا اکثر پر تو نہیں، البتہ بہت سی کمزور طبیعتوں پر یہی دور گذر گیا۔ اللہ تعالیٰ پھر ہدایت عطا فرماتے۔ لٹولف برنی، ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار، اور اکثر تعلیم یافتہ ایف اے اور بی اے اور ام اے، اور بڑے بڑے تاجر (ایسے تاجر جن کے سرکار سے کاروباری معاملات رہتے ہیں۔ لٹولف برنی، اس جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل، اور علم اور عزت و اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے نامور تھے، یا رئیس، جاگیردار اور تعلقہ دار، اور نوابوں کی اولاد تھے۔ اور

ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل سے تھے۔ جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطبِ وقت سمجھتے تھے، وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے، اور ہوتے جاتے ہیں۔  
 (آخر میں قطبوں اور ولیوں اور غوثوں کی اولاد کا مبالغہ بلکہ غلو بھی ظاہر ہے۔ لکھنؤ لبریری؛

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان زیر عنوان، مرتزک احمدی، مندرجہ اخبار الحکم قادیانی خاص نمبر جلد ۱۳، نمبر ۱۸ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۲ء

حاصل کلام یہ کہ سیاسیات کے تعلق سے قادیانیوں اور انگریزوں میں تو چولی دامن کا ساتھ ہے یا ساتھ تھا، لیکن ہندوستان میں ہندو بھی سیاسی اعتبار سے قادیانی تحریک کو اپنے مطلب کے موافق سمجھتے اور سیاست دان ان کی تائید کرتے تھے، چنانچہ چند سال ہوتے، حال ہی کا مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو بالقابہ نے قادیانیت کی تائید کا بیڑا اٹھایا تھا اور ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمۃ سے بحث تک نوبت آئی۔ یہ بحثیں رسالوں اور اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ یہاں ان کی گنجائش نہیں۔

قادیانی صاحبان بھی پنڈت جی کی اس حمایت اور طرف داری سے بہت خوش ہو گئے، اور جب پنڈت جی ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو لاہور تشریف لائے تو قادیانی صاحبان نے دل کھول کر گرجوٹی سے ان

کا اسٹیشن پر استقبال کیا۔ چنانچہ ذیل میں مختصر کیفیت قابل ملاحظہ ہے:-  
 مدد اگر پنڈت جو اس ہر لال نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے  
 کے لئے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے جیسا کہ اجراء  
 نے کیا ہوا ہے، تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا، لیکن اگر  
 اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی  
 پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا جو  
 انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دئے جانے  
 کے لئے لکھے تھے، اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ  
 ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے  
 کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف  
 ہے، تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے  
 آ رہا ہو ایک قادیانی سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال  
 بہت اچھی بات ہے۔“

د میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار  
 الفضل قادیان جلد (۲۳)، نمبر ۲۸۶ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۲۶ء  
 قصہ مختصر انگریز تو سرپرست ہی ٹھہرے، ہندو جو بائبل میں  
 تھے وہ بھی سیاسی نظر سے قادیانیت کا خیر مقدم کرتے تھے کہ ان  
 کو اسلام کی وحدت اور مرکزیت توڑنے میں اس سے بہت مدد ملنے  
 کی توقع تھی یا یوں کہیے کہ ایک جداگانہ ہندوستانی اسلام بنانے کی

توقع تھی۔ چنانچہ اس پہلو پر ڈاکٹر شکر واس صاحب کی مندرجہ ذیل  
 صراحت غور طلب ہے۔ اس کو قادیانی جماعت لاہور نے اپنی جس  
 شقیق کے ساتھ شائع کیا ہے وہ بھی ساتھ ہی درج ہے۔ یہ لاہوری  
 جماعت ایک طرف مرزا قادیانی صاحب کی مرید اور متبع ہونے کا  
 دعویٰ کرتی ہے اور دوسری طرف مرزا صاحب کی تعلیم میں قطع برید  
 کر کے مسلمانوں کو بھی خوش اور مطمئن رکھنا چاہتی ہے کہ ان سے بھی  
 اپنے کاموں میں مالی اور اخلاقی بدد پاتی ہے۔ غرض کہ عجب دوئی  
 میں مبتلا ہے۔ آدھا تیترا، آدھا بٹیر، یہ معاملہ ہے۔

مد قرآن مجید، احادیث صحیحہ، اور مسلمانوں کا اجماع جو تو اتر  
 سے ثابت ہے، وہ ایک ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے تاقیامت نبی ہونے پر ہے۔ بائبل کی شہادت، اور  
 کتب مقدسہ ہنود، بدھ اور نصاریٰ کی گواہی اسی ایک  
 نبی کے متعلق ہے۔ بدھ سے پہلے بیسیوں بدھ ہو چکے، مگر  
 آنے والا بدھ میتزبیا نام صرف ایک ہے۔ اوتار ہندوؤں  
 میں متعدد ہو چکے، مگر آنے والا دشمن اوتار صرف ایک ہی تھا،  
 ختم نبوت کے ان روشن دلائل اور قولوں کی متفقہ شہادت  
 کے بعد دشمنان اسلام کا نقطہ نگاہ بھی قابل غور ہے۔ جب  
 تک مسلمانوں کا نبی ایک ہے۔ کتاب ایک ہے، اور قبلہ ایک  
 ہے، مسلمان دشمنوں کی نگاہ میں زندہ قوم ہیں۔ اس لئے

دشمنانِ اسلام کا حملہ ہمیشہ ان تین چیزوں کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرے مسلمان قرآن سے منہ موڑ لیں اور ان کا قبلاہ ایک نہ رہے یہ دشمنانِ اسلام کی انتہائی تمنا ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے خود دوسرے پارہ کے شروع میں کیا ہے۔ جمال الدین افغانی کی اتحادِ اسلامی پیدا کرنے والی کوششوں کو مٹا میٹ کرنے کے لئے دشمنانِ اسلام نے بابی اور بہائی مذہب پیدا کئے، اور اب کانگریس اس غرض سے قادیانی یا محمودی مذہب کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے۔ مگر مسلمان جب تک ارضِ حرم کے اندر ہے، زندہ ہے۔ جب بھی وہ اس سے باہر قدم رکھے گا، وہ دشمنانِ اسلام کا شکار ہو جائیگا

از حریم کعبہ چوں آہور مید

تا وک صیاد پہلوش درید

د قادیان کو ارضِ حرم بنا کر، مکہ معظمہ کی چھاتیوں کے ڈوہ کو خشک بنا کر، مسلمانوں کو تکفیر کی چھری سے ذبح کر کے کوئی شخص اسلام کی خدمت نہیں کر سکتا، بلکہ یہ ساری باتیں دشمنانِ اسلام کی عین خواہش اور انتہائی تمنا ہیں۔ جس طرح یہود نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر ساریہ کو قبلاہ بنایا اور برباد ہوئے اور ہوتے رہیں گے، اسی طرح کوئی مسلمان بھی

ارض حرم کے بالمقابل قادیان کو قبلہ بنا کر نہ صرف عزت حاصل نہیں کر سکتا، بلکہ زندہ بھی نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیان کی ان خانہ بر انداز کو شششوں میں ہندو اور کانگریس برابر کا حصہ لے رہے ہیں۔ مسجد نبوی کے مقابل ایک اور مسجد ضرار کی تعمیر میں معاون و مددگار ہو رہے ہیں، چنانچہ بہت دن نہیں گزرے ڈاکٹر شنکر داس نے اخبار "ہند سے ماترم" میں لکھا۔

ہندوستانی قوم پرستوں کو اگر کوئی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیت کی تحریک ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جس قدر احمدیت کی طرف راغب ہوں گے اسی طرح قادیان کو بکے تصور کرنے لگیں گے، اور آخر کار قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں اگر کوئی تحریک عربی تہذیب اور پان اسلامزم کا خاتمہ کر سکتی ہے تو وہ یہی احمدی تحریک ہے۔ جس سے ڈاکٹر کی مراد موجودہ محمودی تحریک ہے، دبیچ پوچھتے تو یہ لاہوری جماعت کی تاویل ہے، ورنہ ڈاکٹر صاحب کی صراحت پوری طرح قادیانیت پر چسپاں ہوتی ہے۔ (المؤلف برنی)

جس طرح ایک ہندو کے مسلمان بن جانے پر اس کی شرم و عار عقیدت، رام، کرشن، وید، گیتا، اور رامائن سے

اٹھ کر حضرت محمد صاحب، قرآن مجید، اور عرب کی بھومی  
 دارض حرم، پر منتقل ہو جاتی ہے، اسی طرح جب کوئی  
 مسلمان احمدی د محمودی بن جاتا ہے، تو اس کا زاویہ نگاہ  
 بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد میں اس کی عقیدت کم ہوتی  
 چلی جاتی ہے، اور جہاں پہلے اس کی خلافت عرب میں  
 تھی، اب وہ قادیان میں آ جاتی ہے۔ ایک احمدی خواہ  
 وہ دنیا کے کسی گوشہ میں بھی ہو، روحانی شکستہ (وقت)  
 حاصل کرنے کے لئے وہ اپنا منہ قادیان کی طرف کرتا ہے،  
 راخبار بند سے ماترم،

مدپس کانگریس اور ہندو دنیا مسلمانوں سے کم از کم جو  
 کچھ چاہتی ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک کا مسلمان اگر ہر دوار کی  
 نہیں تو قادیان کی ہی جا ترازیارت کر لے۔ گو یا ہندوستان  
 کے باہر حرمین شریفین کے ساتھ عقیدت کا تعلق نہ رہے۔  
 للمؤلف برنی، ہندو اخبارات اور پولیٹیکل لیڈروں کے یہ خیالات  
 ہندوستان کے مسلمانوں کو نہایت وضاحت سے بتا رہے ہیں  
 کہ گذشتہ دنوں قادیانی ہٹلر دمیال محمود احمد صاحب خلیفہ  
 قادیان للمؤلف برنی، اور کانگریس کے جو اہر آنریبل پنڈت  
 جو اہر لال نہرو بالقابہ۔ للمؤلف برنی، میں جو چھینٹا چھٹول ہو رہی  
 تھی (یعنی سرگوشی ہو رہی تھی للمؤلف برنی) وہ اس سمجھوتہ کی بنا پر



تھی کہ محمود د خلیفہ صاحب قادیان، مسلمانوں کی اس قوت کو توڑنے کے لئے کیا کرے گا، اور کانگریس اس کے معاوضہ میں کیا دیکھی، دیکھا چکر تھا۔ نعوذ باللہ۔ للمؤلف برنی،

د قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۱۷، نمبر ۶۹  
مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۲۵ء

قادیانیت میں پس پردہ جو مقاصد اور منصوبے کار فرما تھے ان کا مختصر اسادہ خاکہ اوپر پیش ہوا۔ اب بقدر ضرورت مزید تفصیل ذیل میں پیش کرتے ہیں تاکہ بخوبی توضیح و تصدیق ہو جائے اور مسلمانوں کو اندازہ ہو جائے کہ طویل تعافل کے بعد بالآخر جب وہ قادیانیت سے باخبر ہوئے اور اس کی چال اور اس کا حال سمجھے تو بیداری کی بدولت کیسے کیسے فتنوں سے ان کو نجات حاصل ہوئی۔ ع

رسیدہ بود بلانے ولے بخیر گذشت۔ یہ ناپخیز خود بھی قادیانیت کے چکروں سے لاعلم تھا۔ ۱۳۵۲ھ کے ربیع الاول شریف میں قادیانی صاحبان ناپخیز سے اچھے تو قادیانیت کو سلجھانے کی فکر شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں یہ کتاب ”قادیانی مذہب“ تیار ہو گئی ع خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما درای باشد۔ قالحمد لله

مندرجہ بالا صراحت سے

۱۶- قادیانی و قادیانیت کا غوغا واضح ہو گا کہ قادیانیت

بڑی حد تک انگریزی سیاسیات کا کرشمہ ہے، جو دین کے فریب میں نمودار

ہوا۔ اسلام کی تاریخ میں ایسے فتنے پہلے بھی نمودار ہوتے رہے ہیں، اور دین و ملت کو تھوڑا بہت نقصان پہنچاتے رہے ہیں، چنانچہ قادیانی سیاسیات کی روداد کتاب "قادیانی مذہب" میں تفصیل سے درج ہے۔ برہم ایک سادہ خاکہ ذیل میں بھی پیش ہے، جو عبرت آموزی کے لئے کافی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب میں انگریزی وفاداری کا یہ جوش و غلبہ ہے کہ جو کوئی اس میں ان سے اختلاف کرے، اس کو وہ احمق، نادان بلکہ حرامی اور بدکار قرار دیتے ہیں۔ اس معیار سے ان کی اخلاقی ذہنیت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ وفاداری کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:-

مہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے کہ خدا کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلانے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں، جس طرح ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے۔ اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پس پا کرے۔

خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا، جیسا کہ اس کا شکر ادا کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا

نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہ کیا۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن کو رمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور رحمت عطا کرے، درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں، اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسرے چھوڑنا لازم آتا ہے۔

و بعض احمق نادان سوال کیا کرتے ہیں کہ اس کو رمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے، کیوں کہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے، اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے۔“

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتاب شہادت القرآن کا نتمہ بعنوان عد کو رمنٹ کی توجہ کے لائق ہے منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۷، صفحہ ۲۰۹ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء

مرزا قادیانی صاحب کے نزدیک انگریزوں کے ساتھ وفاداری کا معیار یہ ہے کہ چاہے کچھ گزر جائے ذرا بھی خون و چرا نہ کرے، بلکہ برداشت نہ ہو سکے تو خود ملک بدر ہو جائے۔ جہاں سینگ سہائے چلا جائے، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

و حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

غیروں سے اب لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے  
 تم خود ہی غیرین کے محلِ منرا ہوئے  
 جو کوئی شخص اس گورنمنٹ کے ملک میں رہتا ہے، وہ گو یا  
 اس بات کا عہد کرتا ہے کہ میں اس کی اطاعت و فرمان برداری  
 کروں گا۔ پس جب تک وہ اس کے ماتحت ہے، اس کا فرض  
 ہے کہ اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرے اور اپنے  
 اس عہد کو پورا کرے۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ مجھ پر ظلم ہوتا ہے۔  
 مجھ سے انصاف نہیں کیا جاتا، تو اسے چاہیے کہ اس حکومت  
 سے نکل جائے۔ ہم ایسے شریر اور مفرد لوگوں کو جو گورنمنٹ  
 کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلاتے رہتے ہیں، کہتے ہیں  
 کہ اگر تمہارے نزدیک گورنمنٹ ظالم ہے تو اس کے ملک کو  
 چھوڑ دو۔ اڈر تمہارا جو جی چاہے کرو۔ (اپنے زمانہ میں مرزا  
 قادیانی صاحب غالباً کانگریس کو بلا مت کر رہے ہیں، اور  
 یوں تو مسلم لیگ کی بھی ان کے زمانہ میں ابتدا ہو چکی تھی۔ اور  
 اس کو بھی وہ مشتبہ سمجھتے تھے۔ للمؤلف برنی)

شمار الفضل قادیانی، نمبر ۲۸، مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء  
 سرکار انگریزی کی اطاعت اور وفاداری کے متعلق مرزا قادیانی  
 صاحب اور ان کے متبعین کے ارشادات کی کوئی کمی نہیں، حتیٰ کہ مرزا  
 قادیانی صاحب نے اپنی جماعت قادیانی کے اصول اور عقائد میں یہ شرط

داخل کر دی کہ وہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہ رہے، چنانچہ  
ملاحظہ ہو:-

۱، پورے بائیس برس سے ہمارے امام دمرزا غلام احمد قادیانی صاحب، اس خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ پچاس کے قریب ایسی کتابیں، عربی، فارسی، اور اردو میں تالیف کی ہیں جن میں بار بار مسلمانوں کو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کی اطاعت کی ترغیب دی ہے اور جہاد کی ممانعت کی ہے، اور وہ کتابیں نہ صرف برٹش انڈیا میں بلکہ تمامی اسلامی ممالک میں شائع کر دی ہیں، اور اس مضمون کے اشتہارات بھی شائع کئے ہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے اصولوں اور عقائد میں یہ شرط داخل کر دی ہے کہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہ رہے۔ ہر ایک جو آپ کی دمرزا قادیانی صاحب کی بیعت کرتا ہے اس کو اپنے اندر یہ تبدیلی کرنی پڑتی ہے کہ وہ درحقیقت اس گورنمنٹ کا سچا خیر خواہ بن جائے (واقعہ بھی یہ ہے کہ قادیانی جماعت بقول دمرزا قادیانی صاحب ابتداً سرکار انگریزی کا خود کاشٹہ پودا ہے، اور تک خوار جماعت ہے، اور اس سرکار کی سرپرستی میں وہ دل کے جو صلی نکالتی رہی، لیکن زمانے پٹا کھایا ہے تو اسے بھی ابن الوقتی کی شرم و ندامت دامن گیر ہوئی کہ سرکار انگریزی کی حمایت میں وہ جس سیاسی بیداری کی مذمت اور مخالفت کرتی تھی، آج اپنے

سرپرست چلے جانے کے بعد اسی سیاسی بیداری کے تابع ہونا  
 پڑا۔ شاید پرانے سرپرست اب بھی دور سے کچھ اشک ثنوی  
 کرتے رہیں۔ (لٹولف برنی)

د قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجیوز بائبل ۱۹۰۲ء جلد ۱، ص ۲  
 مضمون انڈاڈیٹر رسالہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی، فی الحال  
 امیر جماعت قادیان لاہور)

(۱۲) مد جو شخص، کتاب، اذالہ ادہام میں حضرت مسیح موعود  
 علیہ السلام (مرزا قادیانی صاحب) کی یہ تحریر پڑتا ہے کہ ہر ایک  
 سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں  
 کی فتح ہو، کیوں کہ یہ لوگ ہمارے (یعنی قادیانی صاحبان کے)  
 محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سرپرست احسان  
 ہیں۔ سخت جاہل، اور سخت نادان، اور سخت نالائق وہ  
 مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کہنے رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر  
 نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں، اس سے  
 زیادہ بے ایمان اور کون شخص ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مسیح  
 تو کہتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا  
 کرنی چاہیے، اور یہ کہتا ہے کہ دعا کی کیا ضرورت ہے، انگریزوں  
 کو شکست ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ میں تو ایسے احمدی کو لعاشی  
 انسان سمجھتا ہوں، ممکن ہے معاملہ برعکس ہو۔ (لٹولف برنی)

اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی  
 دعا بہر حال قبول ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا منشا کسی اور پٹری  
 حکمت کے تحت اس دعا کو قبول کرنے کا نہ بھی ہوا تو بھی  
 اس شخص پر لعنت پڑ جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اللہ سے  
 غصہ۔ للمولف، کیوں کہ اس نے اپنے آپ کو اس صف میں  
 کھڑا کیا جو خدا تعالیٰ کے مسیح کے دشمنوں کی ہے۔ "دوہ کون  
 بد نصیب اور خوش نصیب قادیانی ہوگا، جس پر یہ بوجھاڑ  
 پڑی ہے۔ للمولف برنی"

داخلہ الفضل قادیان جلد (۲۸) نمبر ۱۲ مورخہ ۵ جون ۱۹۲۰ء

غالباً میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد ہے،  
 حاصل کلام یہ کہ سیاسی حیثیت سے قادیانی فرقہ بقول مرزا قادیانی  
 صاحب سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہے، اور ملک خوار جماعت  
 ہے۔ حتیٰ کہ اس جماعت کے اصول اور عقائد میں یہ شرط مرزا قادیانی  
 صاحب نے داخل کر دی ہے کہ وہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہ  
 رہے۔ یوں تو بکثرت بیانات اپنے اپنے محل پر درج ہیں۔ تاہم ذیل  
 میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کا خطبہ جمعہ بطریق انتخاب درج  
 کرتے ہیں، جس سے واضح ہوگا کہ آج سے تیس بتیس سال قبل جب کہ  
 انگریزوں کا ہندوستان میں زور تھا، قادیانی صاحبان کو انگریزی سرکار  
 کی حمایت کا کیسا لشہ اور گھنٹہ تھا، اور ملک کی سیاسیات میں قادیانی

جماعت کیا حیثیت رکھتی تھی۔

مذہبی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں، ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ، گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف، گورنمنٹ کی ترقی، اپنی ترقی، گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہیے۔ اگوا گورنمنٹ سے یوں مل جانا چاہیے کہ سے من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی؛ تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے؛

للمؤلف برنی

مد تو یہ حکماً ہو گیا کیوں کہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود نے خود اس کی تشریح کر دی ہے، لیکن اگر عقل و فکر سے دیکھیں تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ترقی اس گورنمنٹ سے وابستہ ہے۔ مشاہد سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس کے مطابق دیکھ لو کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں احمدیت کو ترقی ہوتی ہے۔ کابل کی سڑکوں کو دیکھ لو۔ وہاں ہمارے دو آدمی محض احمدی ہونے کی وجہ سے شہید کئے گئے۔ دروایت یہ ہے کہ جہاد کے خلاف سرکوشیاں



کرنے پر انگریزی جاسوس سمجھ کر ان کو سزا دی گئی۔ للمؤلف  
 برنی، اور اس وقت تک بھی وہاں علی اعلان احمدیت کا اظہار  
 نہیں ہو سکتا۔ پھر ترکوں کی حکومت ہے جہاں کے بادشاہ کو  
 امیر المؤمنین کہا جاتا ہے۔ حالانکہ خلیفہ صاحب قادیان بھی  
 امیر المؤمنین ہونے کا دعویٰ سے دار ہیں۔ للمؤلف برنی، وہاں  
 ہمارا ایک آدمی کتابیں لے کر پہنچا تو اس سے کتابیں لے کر  
 جلا دی گئیں۔ یہاں سے ایک اشتہار عربی میں شائع ہوا تھا  
 وہ وہاں چسپاں کیا گیا تو اس پر بڑی لے دے ہوئی اور آخر کار  
 اس کو اثر و ادیا گیا۔ قادیانی کتابوں کے غیر اسلامی مضامین تو  
 معلوم ہیں، اشتہار بھی اسی رنگ کا ہو گا۔ للمؤلف برنی،

مذہب تو دور کی باتیں ہیں۔ ہندوستان میں ہی دیکھ لو۔ جہاں  
 مسلمانوں کی کچھ ریاستیں باقی ہیں، جن کے متعلق حضرت مسیح اول  
 فرمایا کرتے تھے کہ ان کو خدا تعالیٰ نے اس لئے باقی رکھا ہے  
 کہ ان کو دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ اسلامی حکومت کی یہ حالت  
 تھی۔ ان میں سے ایک ریاست کا یہ حال ہے کہ احمدیوں کو مسجد  
 بنانے تک کی اجازت نہیں دی جاتی۔ مندر، گرجے اور گردوارے  
 تو بن رہے ہیں۔ ان کے لئے بڑی خوشی سے اجازت دی جاتی  
 ہے۔ لیکن اگر اجازت نہیں دی جاتی تو احمدیوں کو مسجد بنانے  
 کی نہیں دی جاتی۔ ایک اور ریاست ہے۔ جہاں کوئی احمدی بنا

اور جھٹ اٹھ کر کوئی نہ کوئی مقدمہ کھڑا کر دیا گیا۔ یہ سلوک ہے جو ہم سے کیا جاتا ہے (خود قادیانی صحابان کی طرف سے جو مقامی سازشیں اور ریشہ دوانیاں ملتے اور ریاست میں کی جاتی ہیں وہ اگر پیش نظر ہوں تو شکایت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ لٹولف برنی)

دو اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ برطانیہ کو دیکھئے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ہم سے ایسا سلوک کرتی ہے جو دوسروں سے نہیں کرتی بلکہ وہ ہم سے بھی اسی طرح پیش آتی ہے جس طرح دوسروں سے، لیکن اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر دوسروں کے دلوں میں شکر گزاری کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا تو ہمارے دلوں میں بھی نہ ہو، کیوں کہ اگر انہیں دین کی اشاعت کی ضرورت اور پرواہ نہیں ہے، تو ہمیں تو ہے۔ پس اگر ہمارے ساتھ گورنمنٹ کا سلوک ایسا ہی ہے جیسا کہ دوسروں کے ساتھ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر وہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمدردی نہ رکھیں اور اس کے شکر گزار نہ ہوں تو ہمیں بھی ایسا سلوک کرنا چاہئے، کیونکہ ہم سے بھی گورنمنٹ ویسا ہی سلوک کرتی ہے جیسا کہ ان سے، یہ دلیل بالکل بہودہ اور لغو ہے۔ "سلوک ایسا ہونے پر جو بار بار زور دیا گیا ہے، اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کے ساتھ گورنمنٹ کا جو بظاہر سلوک ہے، اس پر پردہ پڑا

ر ہے، حالانکہ وہ خود قادیانی تحریرات اور تحریکات سے  
صاف نظر ہر ہے۔ للمؤلف برنی

دو پھر ایک اور بات ہے، اور وہ یہ کہ ان لوگوں کے لئے  
امن ہے، لیکن ہمارے لئے نہیں ہے۔ ہر ایک ہمارا دشمن ہے  
پھر خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے اسی سلسلہ کو چنا  
ہے جو گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت ہے۔ اس لئے بھی مبارکباد  
کے قابل ہے۔ اگر کوئی سلطنت اس سے بڑھ کر اچھی اور عمدہ  
ہوتی تو خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی نشوونما کے لئے اسی کو چنتا، لیکن  
خدا تعالیٰ نے اسی کو چنا ہے، جو اس کی فضیلت کی بڑی دلیل ہے  
پس یہ حکومت جس قدر وسیع ہوگی، ہمارا سلسلہ بھی وسیع ہوتا  
جائے گا، اور ہمیں آزادی حاصل ہوتی جائے گی، بلکہ تائید و  
امداد حاصل ہوتی جائے گی۔ للمؤلف برنی، اس لئے اگر کوئی ہم سے  
پوچھے تو یہی کہیں گے کہ وہ علاقہ جہاں ہمارے آدمی قتل کئے گئے  
د یعنی افغانستان، گل کی بجائے آج ہی گورنمنٹ برطانیہ کے  
ماتحت آجائے تو ہم خوش ہیں۔ دتیس ہی سال کے اندر ۱۹۲۴ء  
میں واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ قادیانی قول کیسا شیطانی فریب تھا  
آج قادیانیوں کا کیا منہ ہے کہ افغانستان کو دکھائیں اور اسلامی  
ممالک میں تخریب دین کے لئے جائیں۔ للمؤلف برنی، کیوں کہ  
ہماری ترقی گورنمنٹ برطانیہ سے برطانیہ ہے اور خدا تعالیٰ کا

فضل اور ہمارا مشاہدہ اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ماتحت ہمیں کامیابی ہوگی۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ قادیانی دعاؤں کی برکت سے خود گورنمنٹ برطانیہ یہاں سے رخصت ہوگئی اور قادیانی صاحبان ہاتھ ملتے رہ گئے۔

ع۔ اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ للمؤلف برنی، ....

دوپس ہمارا دل تو یہی کہے گا، اور کہتا ہے کہ جن کی حکومت اور سلطنت سے ہمیں امن ملا ہے ان ہی کے فوائد سے ہمیں ہمدردی ہے۔ پھر جب ہمارا اصل مدعا اور مقصد دین کی اشاعت ہے۔ دیانت اسلام کی تفریق و تخریب ہے للمؤلف برنی، اور یہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہو کر حاصل ہو سکتا ہے، تو پھر کیوں ہم گورنمنٹ کی ہر طرح سے انداد اور ہمدردی نہ کریں فرض کرو کہ گورنمنٹ کے خلاف جو مشہور ہیں اور اس سے ہمدردی نہ کر کے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر کن کو؟ ان ہی کو جن کی آنکھ میں ہم کائنات کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ کیسی بددعا ہے؟ للمؤلف برنی، ان کو پارلیمنٹ بل جائے تو پہلا ایکٹ یہی پاس کریں کہ احمدیوں کو کاٹ ڈالو کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی ان کا داد چلا ہے، انہوں نے ہمیں نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کی۔ اور اس کی داد دے گی گورنمنٹ برطانیہ ہی سے ہوئی۔ لیکن اب تو غالباً

دل یہی کہتا ہوگا کہ باک رہا تھا جنوں میں کیا کیا کچھ: کچھ  
 نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ لئولف برنی

حضرت مسیح موعود نے جو اپنی کتابوں میں اس بات پر  
 خاص زور دیا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمارے تعلقات  
 نہایت وفادارانہ ہونے چاہئیں، اور ہمیں ہر طرح اس کی مدد  
 کرنا چاہیے حتیٰ کہ آپ نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں  
 کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب صرف مبری ہی جماعت  
 وفادار ثابت ہوگی۔ یہ یوں ہی نہیں لکھ دیا، خدا تعالیٰ کے  
 مامور کوئی لغو کام نہیں کرتے۔ (البتہ اگر مامور نہ ہوں اور  
 صرف مخالطہ میں مبتلا ہوں تو عجب عجب لغو کام کیا کرتے  
 ہیں۔ چنانچہ سرکاری وفاداری کا مبالغہ خود غرضی کے تحت،  
 خوشامد اور سازش تک بڑھ سکتا ہے، حتیٰ کہ لوگ سرکاری  
 پٹھو اور جاسوس سمجھیں۔ لئولف برنی) پس اس کے متعلق یہ  
 تو کہا نہیں جاسکتا کہ آپ نے نعوذ باللہ! گورنمنٹ کی خوشامد کرنے  
 کے لئے لکھ دیا ہے۔ (نعوذ باللہ کہنے سے خوشامد کا عیب  
 ظاہر ہے۔ لئولف برنی) کیوں کہ اگر آپ ایسا نہ لکھتے تو آپ  
 کو کیا خطرہ تھا۔ (خطرہ نہ یہی لیکن خسارہ ضرور تھا کہ گورنمنٹ  
 کی کھلی اور چھپی تائید اور امداد سے محروم رہتے اور اس کے  
 بغیر کم از کم ابتداء میں مشن چلنا دشوار تھا۔ لئولف برنی) آریا

ہندو، سکھ وغیرہ قومیں بھی تو اسی ہندوستان میں رہتی ہیں  
انہوں نے اگر نہیں لکھا تو انہیں کیا ہو گیا ہے۔ (لیکن وہ سکاڑھی  
تائید اور امداد کی اتنی خواہشمند اور جاہتمند بھی نہیں ہیں۔ لٹولف  
برنی) پھر ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کا رویہ گورنمنٹ کو پسند  
نہیں ہے، مگر باوجود اس کے گورنمنٹ انہیں گرفتار نہیں کرتی۔  
پھر حضرت مسیح کا کوئی ایسا دعویٰ بھی نہ تھا کہ گورنمنٹ کو اس کے  
متعلق کوئی کارروائی کرنی پڑتی۔ (البتہ مہدویت کا دعویٰ تھا اور  
ڈرتے تھے کہ اسے گورنمنٹ خطرناک نہ سمجھے، اس لئے صفائی  
بھی ضروری تھی۔ لٹولف برنی) آپ پر دشمنوں کا یہ اعتراض تھا  
کہ گورنمنٹ کی خوشامد کے لئے ایسا کرتے ہیں، لیکن یہ بالکل  
غلط ہے۔ آپ نے گورنمنٹ کی خدمت کی اور بہت بڑی  
خدمت کی۔ (نبوت جیسے بنیادی مسئلہ پر مسلمانوں میں بھوٹ  
ڈالنا۔ حرمین شریفین کی مرکزیت توڑنے کی کوشش کرنا حتیٰ کہ  
قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج قرار دینا، وہ بھی اس تشریح کے  
ساتھ کہ مکہ کی چھاتیوں میں دو دھنشاک ہو گیا ہے۔ جہاد بالسیف  
جس سے اغیار فکر مند رہتے تھے، اس کو اسلام میں منسوخ بلکہ  
حرام قرار دینا، خود اسلامی ممالک میں تبلیغ کے بہانے کچھ اور  
کام کرنا حتیٰ کہ اسلامی ملکوں کو اپنی سرکار کے تابع دیکھنے کی صحیح  
دیکھ کر آرزو کرنا، یہ کوئی معمولی و فاداری نہیں ہے۔ بلکہ دین و ملت

نثار کرنے پر یہ وفاداری حاصل ہوتی ہے۔ نوح بال اللہ اللہ لولف برنی،  
 مگر اس کے بدلہ میں کوئی امید نہیں رکھی، البتہ ملکہ و کٹوریہ کو جو ایک  
 خوشامد کا خط لکھا تھا۔ امید تھی کہ اس کے جواب سے عزت افزائی  
 ہوگی۔ مگر یہ امید بھی پوری نہیں ہوئی۔ کیوں کہ خوشامد سے یوں  
 طرح طرح کے فوائد حاصل ہوں، لیکن اخلاقی اور نفسیاتی توفیر حاصل  
 نہیں ہو سکتی بلکہ الٹی تخریب نصیب ہوتی ہے۔ لولف برنی، مگر باوجود  
 ان باتوں کے آپ نے گورنمنٹ کی وفاداری پر کیوں اتنا زور دیا  
 اس لئے دیا کہ اس سے ملک میں مسلمانوں کے خلاف زور  
 حاصل ہوا۔ لولف برنی، اس کی سوائے اس کے کوئی وجہ  
 نہیں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنا تھا جب کہ گورنمنٹ کے خلاف بعض  
 لوگوں کے خیالات پھیلتے تھے۔ (البتہ یہ تصور میں نہ آسکا کہ چند سال  
 بعد گورنمنٹ انگریزی خود رخصت ہو جائے گی، اور کوتاہ اندیشی کی  
 وفاداری سے شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا، چرکار سے یہ کند  
 عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ لولف برنی).....

مد بس حضرت مسیح موعود نے جو گورنمنٹ کے متعلق وفادارانہ  
 خیال رکھنے کی اس قدر کوشش کی کہ مشورے دئے۔ اس کی ترقی  
 کے لئے دعائیں کیں۔ اپنی کتابوں میں بار بار توجہ دلائی، تو یہ یوں ہی  
 نہیں تھا، بلکہ ایک پیش گوئی کے ماتحت تھا، کیوں کہ ایک ایسا زمانہ  
 آنا تھا جب کہ لوگوں کے خیالات میں تبدیلی ہونی تھی، مگر حضرت مسیح

موجود نے اس سے پیشتر ہی آگاہ کر دیا کہ تم اس سے متاثر نہ ہونا اور گورنمنٹ کے متعلق اپنے وفادارانہ اور ہمدردانہ خیالات رکھنا۔ پس میں بھی حضرت مسیح موعود کے تبلیغ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو آگاہ کرتا رہتا ہوں، اور اب بھی کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں جو ناپاک اور گندہ خیالات پھیل رہے ہیں (یعنی ملک کو آزاد کرانے کی جو جدوجہد جاری ہے۔ للمؤلف برنی) اس سے پورے طور پر بچیں، اور نہ صرف خود ہی بچیں، بلکہ دوسروں کو بھی بچائیں۔ (یعنی سرکار کی طرف داری میں پروہنگینہ کریں جیسا کہ اس تقریر میں کیا گیا ہے۔ للمؤلف برنی)

پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس قسم کے خیالات سے اپنے آپ کو بالکل بچائے، جو گورنمنٹ کے مخالف ہوں۔ پھر ان کے مٹانے کی پوری کوشش کرے، خصوصاً وہ لوگ جو مدرس ہیں خواہ بہاؤ کے اسکولوں کے یا باہر کے۔ انکی زیر نگرانی جو طلبہ ہوں وہ ان میں گورنمنٹ کی وفاداری کا بیج بوئیں طلبہ کے دلوں میں بویا ہوا بیج خوب پھل لاتا ہے۔ گورنمنٹ نے اس بات کو مانا ہے کہ وہ ایچی ٹیشن سخت خطرناک ہوتی ہے جو طالب علموں کے ذریعہ پھیلائی جاتی ہے، چنانچہ بنگال کے گورنر نے اپنی ایک تقریر میں یہی کہا ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے ہمیں بھی وہی ذریعہ اختیار کرنا چاہیے۔ یعنی طلبہ کے دلوں میں پورے



زور کے ساتھ گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات بٹھانے چاہتے ہیں  
 دہنا پختہ قادیانیت کی تبلیغ کے واسطے بھی قادیانی مدرسین طالب علموں  
 میں بھی طریق اکثر درپردہ اختیار کرتے ہیں۔ مالی امداد کا بھی لالچ  
 دیتے ہیں۔ لکھنؤ لکھنؤ برنی)

مذہبوں کے ہمارا کام دین کی اشاعت ہے، مادروہ وابستہ  
 ہے گورنمنٹ برطانیہ سے، اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے  
 کہ جس طرح بھی ممکن ہو، گورنمنٹ کی مدد اور تائید کریں۔ جس کے  
 صلہ میں گورنمنٹ بھی قادیانی تحریک کی مدد اور تائید کرے۔ لکھنؤ  
 برنی، اللہ تعالیٰ ہمارے جماعت کو اس بات کی سمجھ اور توفیق دے  
 کہ حضرت مسیح موعود کی باتوں کی تصدیق کرے، اور ان کو پورا  
 کر کے خدا تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کی اہل بنے۔ آمین۔  
 (خدا تعالیٰ کے انعامات تو کیا ملیں گے۔ البتہ گورنمنٹ کے  
 انعامات کچھ دن ضرور ملے، جس کے احسان میں گورنمنٹ کا کلمہ  
 پڑھنا پڑا۔ اور خود مرزا قادیانی صاحب نے احسان مندی  
 میں اپنی جماعت کو گورنمنٹ کا خود کا شتہ پورا تسلیم کیا، مگر خدا کا  
 سیاست کافی عبرتناک ہے۔ لکھنؤ لکھنؤ برنی)

د میناں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ  
 مندرجہ اخبار الفضل جلد (۴)، نمبر ۶، مورخہ ۶ مارچ ۱۹۱۷ء

اسلامی ممالک میں انگریزی تسلط کا امر مانا گیا  
 مرزا غلام احمد قادیانی

صاحب اور ان کے مشتملین کو یہ بھی آرزو اور تمنا رہی کہ اسلامی ممالک پر بھی کچھ نہ کچھ حکومت برطانیہ کا تسلط ہو جائے تاکہ انگریزوں کی سرپرستی اور حمایت میں قادیانیوں کو بھی وہاں کل کھلانے کا موقعہ ملے۔ یہ آرزو جا بجا تحریرات میں نمایاں ہیں۔ ذیل میں دو ایک نمونے ملاحظہ ہوں:-

دعا موجودہ زمانہ کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا۔ اور ان کے

قوانین احمدیت کی ترقی کے لیے ممد ہوں گے اور جہاں جہاں ان کی حکومت ہوگی، وہاں احمدیت کی تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ریا شیطان کی چالی سے، اللؤلؤ برفی، راستہ کھل جائے گا۔ اور اس کا عملی ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے کہ ہندوستان سے باہر جن

ممالک میں انگریزوں کی حکومت نہیں وہاں ہم نے جب تبلیغ کی تو ہمارے راستہ میں روکیں حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ (قادیانیوں کی سیاسی تعلیم سے صاف ظاہر ہے کہ وہ انگریزی حکومت کے کلہ گو

ہیں، پس انگریز بھی ان کی سرپرستی اور حمایت کرتے تھے، گویا چولی داہنے کا ساتھ تھا۔ اس سبب سے دوسری حکومتیں قادیانیوں پر جاسوسی

کا شبہ کرتی تھیں، اور کبھی کبھی اس کی اصلیت بھی ظاہر ہو جاتی تھی۔

اسلامی ممالک دینی اعتبار سے بھی نگرانی رکھتے تھے۔ اللؤلؤ برفی،

د اخبار الفضل قادیان جلد ۷، نمبر ۲ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء

۲، مد کیا یہ حکومت اپنی قیامت اور محنت کا رردائیوں سے اس

قابل نہیں کہ خدا کے مسیح موعود اور آپ کی جماعت کی طرف سے بموجب  
 صل جنائم الا احسان الا الاحسانہ اس کے حق میں اخلاص سے بھی  
 ہوئی دعائیں خدا کے عرش تک پہنچیں اور گورنمنٹ انگلشیہ عالیہ کی رعایا  
 سے ہر ایک فرقہ گورنمنٹ کے لاتعداد احسانوں اور بے شمار ہربانیوں  
 کی وجہ سے اس قابل ہے کہ وہ وفاداری کے ساتھ اس کی اطاعت میں  
 اپنے جان و مال کو نثار کرنے کی سعادت حاصل کرے، اور شکر گزاری  
 کے ساتھ پیش آئے، لیکن ہم احمدی سب فرقوں سے بڑھ کر گورنمنٹ  
 عالیہ کے ممنون احسان ہیں کہ اس نے ہر طرح سے ہماری جانوں، مالوں  
 عزتوں، آبروؤں بلکہ ہمارے دین و ایمان کی حفاظت کی۔ (گویا ہندوستان  
 میں انگریز نہ ہوتے تو قادیانیت کا نام و نشان نہ ہوتا۔ للمؤلف برنی)  
 جس کی بناء پر ہماری دعا ہے کہ اس گورنمنٹ کو آسانی گورنمنٹ ہر  
 میدان میں فتحیاب، اور کامیاب کرے اور بصرہ اور بغداد تو کیا چیز  
 ہے بلکہ ہماری تو دعا ہے کہ ساری دنیا میں اس کا راج ہو جائے۔  
 قادیانی دعا کا الٹا اثر ہوا کہ انگریزی حکومت جا بجا سے برخاست  
 ہو رہی ہے۔ چنانچہ ہندوستان سے بھی رخصت ہو گئی، جہاں تمام  
 قادیانی صاحبان شب و روز انگریزوں کے واسطے دعا میں لگے رہتے  
 تھے اور ان کو اپنا بڑا سر پرست اور محافظ سمجھتے تھے۔ للمؤلف برنی،  
 اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جس طرح مولیٰ کریم نے ہماری گورنمنٹ کو  
 دنیوی سلطنت عطا فرمائی ہے، اسی طرح روحانی اور دینی سلطنت

سے بھی کامل حصہ نصیب فرمائے (مطلب یہ کہ انگریز بھی مرزا قادیانی صاحب کے مرید ہو جائیں۔ حالانکہ قادیانی صاحبان خود ان کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ للمؤلف برنی)

دو برس جس گورنمنٹ سے مسیح موعود نے اپنے مشن کے تبلیغی مقاصد کو انجام دینے کا فائدہ اٹھایا، ضرور تھا کہ خدا اسے مسیح موعود کی طرف سے بڑھ کر دیتا۔ بس برٹش عیسائی حکومت کو بصرہ اور بغداد یا کسی اور ملک یا شہر کا ملنا مسیح موعود کے ساتھ اپنی نصف شعاری کے مطابق سلوک کرنے کی برکت ہے۔ اور نام کے مسلمانوں سے ملکوں اور سلطنتوں کا چھینا جانا، ان کی شامت اعمال اور مسیح موعود کے ساتھ بدسلوکی اور آپ کی تکذیب کی وجہ سے ہے۔ انگریز جو قادیانیت کے بڑے سرپرست تھے ان کی شہنشاہیت ٹوٹ رہی ہے، اور حکومت گھٹ رہی ہے اور اہل اسلام جن سے قادیانی صاحبان کو قادیانیت روکنے کی شکایت بلکہ عداوت ہے، ان کی حکومتیں بیدار ہو رہی ہیں، اور نئی نئی اسلامی سلطنتیں قائم ہو رہی ہیں مثلاً پاکستان، انڈیا اور نیز چین جہاں حکومت میں مسلمانوں کا اقتدار غالب ہے، غرض حق باطل پر غالب آیا۔ گرچہ کچھ دن باطل نے بھی خاصا زور دکھایا۔ للمؤلف برنی)

دو پھر ہم پر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ یہ بھی فرض ہوا کہ

آپ نے اپنی پاک تعلیم میں گورنمنٹ عالیہ کی اطاعت اور وفاداری  
کہ جزو مذہب قرار دے کر ہمیں ان منافق طبع مسلمانوں سے علیحدہ  
کر دیا جو ابھی تک انتظار میں ہیں کہ خوئی مہدی ایک جزا شکر لے کر  
آید اور تلوانوں اور سیاہ، سرخ پرچموں کے ساتھ کہیں سے ظاہر ہوگا  
اور سب عیسائی سلطنتوں کو مٹا کر ان تمام کے مسلمانوں کو حکمران  
بنادے گا۔ (قادیانی صاحبان کو ایسے خیال سے بہت ہیبت معلوم  
ہوتی ہے، اور وہ انگریزوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف مشتعل  
کرنا چاہتے تھے۔ لٹو لف برنی) کیا وہ لوگ جن کے یہ خیالات ہوں  
وہ ہر مجلس اور مقام میں اخلاص کے ساتھ، اور حقیقی طور پر گورنمنٹ  
کی وفاداری اور اطاعت شعاری کا دم بھر سکتے ہیں۔ اور اس  
کی فتوحات پر مسرت اور خوشی کا اظہار کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں،  
لیکن ہم چوں کہ اس برگزیدہ خدا کے ماننے والے ہیں کہ جس نے  
خوئی مہدی اور اس کے متعلق تمام خیالات کو توہمات ثابت کر کے  
دکھلا دیا ہے، اس لئے ہم کھلے طور پر اس رنگی کے ساتھ گورنمنٹ کی  
وفاداری، اور اطاعت کا اظہار کرتے ہیں، اور اس کو موجب  
ثواب سمجھتے ہیں۔ دسرکار انگریزی کو اپنی وفاداری کا حدود  
یقین دلانا اور مسلمانوں سے بدگمان اور برگشتہ کرنا یہ قادیانیوں  
کا بڑا مقصد ہے فریضہ تھا۔ لٹو لف برنی)

دہلیک عظیم ۱۸۰۱-۱۹۱۲ء میں انگریزوں کے عراق پر قبضہ کے بعد مولوی

غلام رسول صاحب راجیکی قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار  
الفضل قادیان جلد ۲۲، نمبر مورخہ یکم مئی ۱۹۱۷ء

## ۱۲- اسلامی جہاد کی قادیانی منسوخی

اسلام کا جہاد  
بالسيف بالخصوس

انگریزوں کے مقابل مرزا قادیانی صاحب نے حرام قرار دے دیا، اور  
وہ بھی اس انداز میں حرام قرار دیا کہ ضمناً انگریز اسلامی ممالک اور  
بالخصوص مسلمانان ہند سے بدظن اور برگشتہ ہو جائیں، اور اس خدمت  
کے صلہ میں انگریز قادیانیوں کی خوب قدر کریں اور ان کو اپنا سب  
سے بڑا حاشی اور طرفدار مانیں۔ چنانچہ قادیانیوں کی یہ کارگزاری مختصراً  
بطور نمونہ ملاحظہ ہو:-

۱، دو چند ایسے عقائد جو غلط نہیں سے، اسلامی عقائد سمجھے  
گئے ہیں، وہ ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو اپنا عقیدہ بنا لے وہ  
گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے۔ (اشارہ یہ کہ گویا ہندوستان  
کے مسلمان خطرناک ہیں۔ اور اس خطرہ کو قادیانی صاحبان رکھ  
سکتے ہیں۔ للمؤلف برہنہ)

۲، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء  
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۲۲ مرتبہ قاسم علی صاحب قادیان،  
(۲) میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے،  
و پھر ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیوں کہ

مجھ کو مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔ (پھر بعد  
مسلمانوں کے مقابل قادیانیوں سے بڑھ کر انگریزوں کو ن عزیز  
ہو سکتا ہے؟ للمؤلف برنی)

د اشہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت  
جلد ہفتم مرتبہ قاسم علی قادیانی صاحب)

(۳) میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر  
زور دے رہا ہوں کہ مسلمان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ  
فرض ہے، اور جہاد حرام ہے۔ (اس نئے دین کی انگریزیتنی  
بھی قدر کرتے کم تھی۔ للمؤلف برنی)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشہار مورخہ ۱۰ دسمبر  
۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۲۰ قاسم علی صاحب قادیانی  
(۴) میں نے صد ہا کتابیں جہاد کی مخالف تحریر کر کے عرب اور  
مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع  
کی ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشہار مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء  
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد چہارم ص ۲۶ مرتبہ قاسم علی صاحب قادیانی  
(۵) میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین  
اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھجروں، کیوں کہ اس کتاب کے  
صفحہ ۱۵۳ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور

میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو، اسلامی ممالک میں ضرور پھیرا کر دیں۔  
 انگریزوں کو خوش اور مطمئن کرنے کے لئے مرزا قادیانی صاحب  
 کیا کیا جتن کرتے تھے اور بار بار جتاتے تھے کہ نظر التفات پیدا ہو  
 لکھنؤ لکھنؤ برنی

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت  
 جلد دہم ص ۳۳ مرتبہ قاسم علی صاحب قادیانی

۶۱، مد پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس امر مخالفت جہاد کو  
 عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی کتابیں تالیف  
 کیں، جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپے خرچ ہوئے  
 اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور  
 بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ  
 کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ ایک اثر تو بہر صورت ظاہر  
 ہو گیا کہ مرزا قادیانی صاحب جہاد کے خلاف جہاد کرنے میں ہزار ہا  
 روپے خرچ کرنے کے قابل ہو گئے، اور دورداز ممالک میں اشتہار  
 ہونے لگی۔ انگریزی دستِ غیب کا یہ ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے۔  
 لکھنؤ لکھنؤ برنی

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت  
 جلد ہفتم ص ۶۲ مرتبہ قاسم علی صاحب قادیانی



یہ اسلام کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے کہ جس نیت اور مصلحت سے  
اسلامی جہاد حرام قرار دیا گیا، وہ نیت اور مصلحت خود بخود بیان ہو گئی،  
اور خود ہی حرام ثابت ہوئی، یعنی دنیا کی خاطر دین بچا گیا۔ انگریزوں  
کی خوشنودی کے واسطے اسلام میں تصرف کیا گیا۔ قرآن مجید میں بھی  
ایسے ظالموں کا ذکر جا بجا ملتا ہے جو دین میں تصرف کرتے ہیں۔ **تَعَزُّذٌ  
بِاللَّهِ مِنْ ذَالِكُمْ**۔ چنانچہ مختصراً اقرار ملاحظہ ہو۔

دو بار ہادل میں بے اختیار یہ بھی گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی  
اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں <sup>لفٹ</sup>  
جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر  
وغیرہ ان کے نام رکھوائے۔ اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں  
کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن گورنمنٹ عالیہ میری ان خدمات  
کی قدر کرے گی۔ (مگر شاید یہ یقین نہیں کہ ایک دن کہیں باز پرس  
بھی ہوگی۔ للمولف برنی)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء  
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۲۸ مرتبہ قاسم علی صاحب قادیانی،

غرض دین فروشی۔ ملت فروشی۔ وطن فروشی، غیرت فروشی، خوشامد

بجاہت۔ البقا۔ التماس۔ یہ خلاصہ تھا قادیانی سیاسیات کا۔ اور اس  
کے تحت سرکار انگریزی کی وفاداری جزو ایمان قرار دی گئی۔ اس پر

بھی سرکارِ دربار میں بے توقیری اور ناقدری کا گلہ شکوہ رہا۔ البتہ ملازمت اور معاش میں درخواستوں کے بموجب سرکاری عنایات و رعایات بخوبی حاصل ہو گئیں اور اسی لالچ سے بیشتر غرضمند قادیانیت کے حال میں پھنسنے لگے۔ حتیٰ کہ بقول مرزا قادیانی صاحب قادیانی فرقہ سرکار کا خود کا شتہ پودا جم گیا۔ اور سرکار کی نمک پروردہ جماعت قائم ہو گئی۔ جو خاص مراحم کی مستحق سمجھی گئی۔

بعض کم از کم سمجھ جو دنیا کے چنداں طالب نہ تھے۔ وہ مرزا قادیانی صاحب کے دینی ارتقا میں لپٹ گئے۔ مرزا صاحب اول تو مجرد بنے پھر محدث۔ پھر مہدی۔ پھر مسیح۔ بنی رسول۔ حتیٰ کہ قادیان کے غلام احمد قرآن کے احمد بن گئے۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ائیمہ احمد۔ رسول اللہ سے ہٹ کر مرزا قادیانی صاحب پر چسپاں ہو گئی، قادیان میں قرآن والی مسجد اقصیٰ بن گئی۔ نفل حج شروع ہو گیا۔ جو مکہ معظمہ کے نفل حج سے افضل قرار پایا۔ دنیا جہاں کے تمام مسلمان مرزا قادیانی صاحب کے انکار سے کافر بن گئے۔ گویا رسول اللہ کا کلمہ عملاً منسوخ ہو گیا۔ اور وہ دین ایمان کے واسطے بیکار ہو گیا۔ اسلام کا جدید مدار مرزا قادیانی صاحب کی نبوت رسالت قرار پایا۔ اور مرزا صاحب کا مدار کیا تھا۔ انگریزی سرکار نادرادو۔ نحوذ باللہ من ذالک۔

مرزا قادیانی صاحب کے فرزند امجد مہیاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جو رتبہ میں امیر المؤمنین اور اول العزیزین فضل عمر کہلاتے

ہیں۔ وہ بھی لازماً اسی نقش قدم پر چلے۔ تو نوبت یہ نہیں کہ خود قادیانی صاحبان جو کچھ غیر تمند تھے۔ قادیانی سیاسیات سے شرمانے لگے۔ اور شرم و حیا کی سزا میں اندھے کہلانے لگے۔ بہر حال عوام میں قادیانی سرکاری ٹوڈی مشہور ہو گئے۔ چنانچہ خود میاں خلیفہ صاحب کے اعتراف ملاحظہ ہوں:-

۱۱، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے۔ للمؤلف برنی) فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ (تعب کیا جبکہ گورنمنٹ کی تائید ہی قادیانیت کی جان ہو۔ للمؤلف برنی) مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیر دل سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہوں گا۔ کیونکہ تاہینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھیں کھلی نہیں ہیں۔ (گویا انہیں اندرونی بھید معلوم نہیں) کہ انگریزیت سے قادیانیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے مسیح سے عبا میں ہمہ آوردہ تست۔ کہ بقول مرزا قادیانی صاحب، قادیانی فرقہ انگریزی سرکار کا خود کاشتہ پودا ہے۔ للمؤلف برنی،

خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد (۲۰) نمبر ۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء

(۲) ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ تو شادی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے، بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی جاک اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے۔ (جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ للمؤلف برنی)

خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷۲، نمبر مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۳ء

مرزا قادیانی

## ۱۵۔ اسلامی ممالک میں قادیانی اثرات

زمانہ سے ہی قادیانی تحریک اسلامی ممالک کو تکتی رہی، اور جب کبھی موقع ملا گھس بھی گئی، اور کہیں کہیں مداخلت کا مزہ بھی چکنا پڑا پھر حال افغانستان، ترکی، عراق، شام، فلسطین اور بالخصوص مصر میں کیا کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے، مختصر کیفیت ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) دہم مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم (ساکن

علاقہ خوست ملک افغانستان) کی شہادت سے تخمیناً دو برس

پہلے ان کے ایماء اور ہدایت سے میاں عبدالرحمن شاگرد

رشیدان کے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے، اور پھر

ایک مرتبہ کئی کئی مہینے تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے ان کا ایمان شہداء اور کارنگ پکڑ گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے، اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں بھیجی گئیں جن سے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ (قادیانی) سلسلہ جہاد کا مخالف ہے۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور پہنچے تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے، اور میرے مرید ہیں، ملاقات ہوئی، اور انہیں دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شائع کیا تھا۔ اس سے ان کو بھی اطلاع ہوئی، اور وہ مضمون ایسا ان کے دل میں بیٹھ گیا کہ کابل میں جا کر جا بجا انہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں، کیوں کہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں، اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے ان کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

مدت یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمن کو پہنچ گئی اور یہ بھی بعض شہری پنجابیوں نے جو اس کے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے تھے اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص (مرزا غلام احمد قادیانی)

صاحب، کامرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے۔ تب امیر یہ بات سن کر بہت افروختہ ہو گیا اور اس کو قید کرنے کا حکم دیا تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو۔ آخر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کامرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے۔ تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے۔ (آسمانی نشان ظاہر ہوئے قادیانی صاحبان کو کیا دیر لگتی ہے۔ للمؤلف)

یہ تو میاں عبدالرحمن شہید کا ذکر ہے۔ اب ہم مولوی صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا دردناک ذکر کرتے ہیں...  
 ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مولوی صاحب خوشنویس علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینے میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور فیصلہ پا چکا کہ وہ شہادت پائیں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے۔  
 ”یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنانِ حکومت

مولا علیؑ

کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس بات پر مولوی اتفاق کر لیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اس کے برخلاف کر سکیں، پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف اس امیر کو مولویوں کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بے گناہ دیکھتا تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں اور اس عقیدے سے تو بہ کر لیں۔ تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دے جاؤ گے، اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا تا متواتر ہمائش کا موقع ملتا رہے۔

دو اور اس جگہ ایک اور بات لکھنے کے لائق ہے اور دراصل وہی ایک بات ہے، جو اس بلا کی موجب ہوئی، اور وہ یہ ہے کہ عبدالرحمن شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویوں کو خوب معلوم تھی کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے، جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابوں میں بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد درست نہیں، اور اتفاق سے اس امیر <sup>محمد</sup> عبید اللہ خاں کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف ہے اور پنجاب

شرانگیز بعض آدمی جو اپنے تئیں اہل حدیث کے نام سے  
 موسوم کرتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے۔ غالباً ان کی زبانی  
 امیر عبدالرحمن نے جو امیر حال (امیر حبیب اللہ خاں) کا  
 باپ تھا میری ان کتابوں کا مضمون سن لیا ہوگا، اور عبدالرحمن  
 (قادیانی) شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی کہ امیر عبدالرحمن  
 نے خیالی کیا تھا کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام  
 جانتے ہیں، اور یہ بات یقینی ہے کہ قضا و قدر کی کشش سے مولوی  
 عبداللطیف مرحوم سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت  
 میں بھی جہاد دیا کہ یہ زمانہ جہاد کا نہیں ہے۔ اور غلطی کے لفظ  
 سے مترشح ہوتا ہے کہ عبداللطیف قادیانی صاحب کو حرمت  
 جہاد کا مسئلہ بصیغہ راز پھیلانا چاہیے تھا۔ لیکن انہوں نے  
 اس کا جو عام اظہار کیا تو یہ ان سے غلطی ہوئی۔ چنانچہ  
 اسی اظہار کے مواخذہ میں موت کی سزا ملی۔ نظر انصاف  
 سے دیکھئے تو انگریزوں اور افغانوں کے سیاسی تعلقات میں  
 جو نزاکت تھی اس کے مدنظر افغانستان میں جہاد کے خلاف  
 تحریک پھیلانا گویا افغانوں کو انگریزوں کے خلاف بے بس  
 بنانا تھا، کہ خدا نخواستہ افغانستان بھی ہندوستان کی طرح  
 انگریزوں کا ماتحت ہو جائے۔ چنانچہ اسلامی ممالک کے  
 متعلق عام طور پر قادیانیوں کی یہ آرزو ظاہر ہوتی رہی کہ یہ



ممالک بھی انگریزوں کی حکومت میں آجائیں تاکہ قادیانیوں کو اپنی تبلیغ اور ترقی میں من مانی سہولت رہے، مسلمانوں کی کمزوری سے انگریز بھی پورا فائدہ اٹھائیں۔ یہ سازشیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جس طرح پامال ہوئیں وہ قادیانیوں کے حق میں بہت عبرتناک ہے کہ انگریزوں کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو یتیم یتیم سے معلوم ہوتے ہیں۔ شاید اب بھی توبہ کی توفیق نصیب ہو۔ (مؤلف برنی)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مضمون تذکرۃ الشہادتین مندرجہ رسالہ ریویو آف ریویو لائبریری لاہور جلد ۲۰، نمبر ۱۲۱، اگست ۱۹۰۳ء

۲۰، ترک عالم اسلام کی سب سے زیادہ آزاد خیال اور بعض سخت گیریوں کے نزدیک ایک لائبریری اور بے دین جماعت ہے، لیکن ان سارے حالات کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی کی اسلام کشی اور ایمان دشمنی کے خلاف ترک جیسے آزاد خیال بھی فریادگناں ہیں اور اس تحریک کو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں ستم قائل سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ حافظ نور اللہ آفندی نے جامع مسجد استنبول میں ترکوں کے ایک مجمع عام کے سامنے جس میں غازی مصطفیٰ کمال پاشا بھی موجود تھے، اس خطرہ سے مسلمانوں کو پورے طور پر آگاہ کیا اور اس کے خلاف عملی جدوجہد کی ترغیب فرمائی۔ آپ نے دوران تقریر میں فرمایا:۔

میں اور میرے چند رفقاء قادیانی فرقہ کی سرگرمیوں کا بھسی

سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ ترکی مدتوں تک شخصی حکومت کی زنجیروں میں جکڑا رہا، اور جب ملوکیت کی نحوست دور ہوئی تو غیر مسلم اقوام نے اسے تباہ کرنے کی ہر ممکن سازش کی۔ ہمیں آج تک کوئی موقع نہ مل سکا کہ عوام کو اس نئے فرقہ کے حالات سے مطلع کریں، اور انہیں بتا سکیں کہ اس فرقہ نے اغیار کی مدد سے شعائر اسلامی میں رخنہ اندازی کر کے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کس قدر کوشش کی ہے۔ ترکی کے تمام علماء قادیانی کی تعلیمات کو قرآن پاک کی تعلیم کے منافی خیال کرتے ہیں، اور ہر مسلمان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس فتنہ کے خلاف احتجاج کرے، اور ضرورت پڑے تو اس فتنہ کے استیصال کے لئے مالی مدد دیں۔ . . . . اور جہاد کرنے میں دریغ نہ کریں۔

داخبا رالنجم لکھنؤ۔ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۳۵ء بعنوان مدتحریک قادیانی  
اور ترک پاک

۱۳، در تیسرا مقام جہاں احمدیت ترقی کر رہی ہے اور جہاں اسے سمجھنے کی کوشش کی جا رہی ہے، عرب ہے، جس کے ساتھ فلسطین بھی شامل ہے۔ فلسطین میں ایک گاؤں احمدیہ جماعت کا مرکز ہے۔ یعنی وہ تقریباً سب کا سب احمدی ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ احمدی جماعتیں مصر اور شام میں بھی ہیں۔ فلسطین کے جس گاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ایسی جماعت ہے جو عملی طور پر احمدیت کو اپنی زندگی میں داخل کر رہی ہے۔ انہوں نے اپنے مدرسہ بھی جاری کر رکھے ہیں۔ لٹریچر بھی شائع کرتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ گویا تیسرا ملک عرب ہے جس میں شام اور فلسطین وغیرہ بھی شامل ہیں جو احمدیت کی روح کو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔“

امیال محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد (۲۶، نمبر ۲۶ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء) ص ۴، ”آنریبل چو دھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب، کے، سی، ایس، آئی جی فیڈرل کورٹ آف انڈیا نے تقریر فرمائی آپ نے بلاد عربیہ میں احمدیت کی تاریخ اور تبلیغ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ ”عرب ممالک میں احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی پہنچ چکا تھا۔ لیکن باقاعدہ طور پر تبلیغ ۱۹۲۷ء میں شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے ذریعہ قاہرہ میں شروع ہوئی۔“ ۱۹۲۷ء میں خود حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ولایت تشریف لے جاتے ہوئے شام اور فلسطین میں سفر کیا۔ ۱۹۲۵ء میں مولوی جلال الدین صاحب شمس کو سید ولی اللہ شاہ صاحب کی معیت میں بھیجا، اور شام اور فلسطین میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ ۱۹۳۱ء میں ان کی واپسی پر مولوی ابوالعطار صاحب کے

بھیجا گیا، اور انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے فریضہ تبلیغ ادا کیا، اور رسالہ البشیرۃ جاری کیا۔ آج کل وہاں مولوی محمد شریف صاحب کام کر رہے ہیں۔

مد جناب چودھری صاحب نے عینی مشاہدات اور اپنے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں احمدیوں کا اخلاص نہایت ہی قابل تعریف اور قابل رشک ہے۔ ان میں سے بعض ہر وقت احمدی کی تبلیغ میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کے لئے ان میں ایک جنون سا پایا جاتا ہے۔

جناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر بموقع سالانہ جلسہ قادیان بابت ۱۹۲۵ء۔ مندرجہ اخبار الفیصل قادیان جلد ۳۳، نمبر ۳۰ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء

(۵) یہ امر از حد طمانیت اور خوشی کا منظر ہے کہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر بلاد عرب بالخصوص بغداد عراق، اور مصر میں بہت مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض عربی جرائد کے مقالات، اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتب پر ان کے پاکیزہ خیالات کا ذکر قبل ازیں ان کالموں میں آتا رہا ہے۔ اب یہ دیکھنا موجب مسرت ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبات کے تراجم بھی عربی جرائد میں شائع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے بغداد کے مشہور اخبار "الاتحاد" کا ایک

پر چہ ہے، جس میں حضرت ممدوح کے ایک خطبہ جمعہ کا عربی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اس خطبہ میں حضرت امیر ابدہ اللہ نے مسلمانوں کے اتحاد پر زور دیتے ہوئے اس تحریک کا خیر مقدم کیا ہے، جس میں بلاد اسلامیہ اور پاکستان کے مسلمانوں کے باہم اتحاد کی طرح ڈالی گئی ہے۔

مدرسہ اہل بیت محترم دوست سید تصدق حسین صاحب قادری کے ممنون ہیں کہ ان کے توسط اور ان کی پیہم مساعی سے بلاد اسلامیہ جماعت احمدیہ کے نقطہ نگاہ اور اس کی خدایات دینیہ سے واقف ہوتے جا رہے ہیں۔ اس خطبہ کی اشاعت بھی سید صاحب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی کوششوں کو بار آور فرمائے۔ (کیسی گہری چال ہے کہ مرضی موافق باتیں کہہ کر ناواقفوں کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ اور توجہ طلبی کا مقصد قادیانیت کی تبلیغ ہے، اور قادیانیت کا جو چکر ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ للمؤلف برنی)

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۱۳۶

نمبر ۱۰ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۵ء

دیگر اسلامی ممالک میں جو ریشہ روانیاں پورے ہیں۔ وہ ایک طرف۔ ذرا حرمین شریفین کے مغل اور مدینہ منورہ پر قادیانی

توجہات ملاحظہ ہوں :-

۱۱۔ بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے  
 بار بار ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت پھیلنے کے لئے  
 اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے۔ اور دوسرے درجہ  
 پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا  
 میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ملک کا جہاز گذرتا  
 ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں  
 میں حضرت (مرزا قادیانی صاحب) کا نام پہنچ جائے۔ جہاں ہم  
 مدتوں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔  
 وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔ (۲) معلوم کیا اہمیت  
 تھی۔ لیکن روایت سننی تھی کہ مولوی احسان اللہ صاحب کے بعد  
 جدہ میں جو صاحب وائس کونسل مقرر ہوئے تھے۔ وہ قادیانی تھے  
 سرکار انگریزی کا زمانہ تھا۔ عجب نہیں حجاز میں اس طرح قادیانی  
 نے راہ نکالنے کی قدم جانے کی تدبیر کی ہو۔ بہر حال حکومت سعودیہ  
 کو بہت باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔ (۳) مولف برنی

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان)

جلد (۹) مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء

(۲) یہ اللہ کی طرف سے ذرائع ہیں۔ مکہ میں (قادیانی) مشن کی  
 تجویز ہے۔ ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے

تو وہ پچیس (۲۵) ہزار روپیہ مکان کے لئے دین گے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں۔ اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔

خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷، نمبر ۵ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۰ء

(۳) حضرت مولانا امیر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہند احمدیہ حیدرآباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ عنہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لیکر ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے ہالیوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہوئے۔ آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر لاک عرب میں تبلیغ کرنے کا تھا۔ انشاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب) سلم اللہ تعالیٰ یورپ و امریکہ میں جبکہ اسلام کابل بالاپور ہے۔ ضرورتاً کوہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہاں منور ہو گیا تھا۔ دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تاکہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے۔ عسماں یا مسلمان باز کر دند۔ رگویا جو مسلمان مدینہ منورہ میں آباد ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ

قادیانیت قبول کر کے وہ مسلمان نہیں گے۔ نعوذ باللہ للمولف برنی  
 اخبار الفضل قادیان جلد ۸، نمبر ۸، مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء

۱۶۔ مصر کا معرکہ عام طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کو علم نہیں  
 ہے کہ مصر میں بھی قادیانیوں کے ساتھ اور

بالخصوص قادیانی جماعت لاہور کے ساتھ ہمارا خوب معرکہ رہا اور  
 بفضلہ تعالیٰ ازہر شریف میں ہم کو فتح مہین حاصل ہوئی۔ قصہ تو طولانی  
 ہے، یہاں مختصر یادداشت درج کرتے ہیں۔ ممکن ہے آئندہ کبھی مفصل  
 روداد بھی عربی میں شائع ہو۔

اسلامی ممالک میں مصر کو علم دین اور مزوہ الحالی میں خاص امتیاز حاصل  
 ہے، چنانچہ عالم اسلام کا تعلیمی مرکز ازہر شریف تقریباً ہزار سال سے وہاں  
 قائم ہے، اور فی الجملہ وہاں مسلمان بھی زیادہ خوش ہیں۔ الحمد للہ اس لئے  
 یہ کیوں کر ممکن تھا کہ قادیانی صاحبان کی لچائی نظر میں مصر پر نہ پڑیں۔ چنانچہ یہ  
 وہاں جا گھسے۔ ایسے موقع پر قادیانی جماعت لاہور اپنی منافقت سے بہت  
 فائدہ اٹھاتی ہے۔ بلا تکلف مسلمانوں کو یقین دلا دیتی ہے کہ مرزا قادیانی صاحب  
 نہ تو نبی تھے، نہ نبوت کے مدعی تھے۔ خادم اسلام کی حیثیت سے اپنے آپ  
 کو مجدد کہتے تھے۔ چنانچہ ان کی ہدایت کی بنا پر ہم اسلام کی خدمت میں مشغول  
 ہیں۔ سید ہی سی بات، کون تعرض کرے، اور کیوں تعرض کرے۔ نادانیت  
 میں مسلمان کھلے دل سے مدد شروع کر دیتے ہیں، اور واقفیت ہوتے ہوتے  
 یہ خوب اپنا مطلب پورا کر لیتے ہیں، لیکن اب اس حال کا علم ہو رہا ہے۔ پہلی سی



غفلت باقی نہیں رہی۔ اس کے مقابل قادیانی جماعت قادیان اپنے مسلک میں زیادہ اخلاقی جرات دکھاتی ہے۔ وہ مرزا صاحب کے کثیر دعوتوں کے بد نظر مرزا صاحب کو بنی اور غالب شان بنی مانتی ہے، اور ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان کرتی ہے، لاہوری جماعت کی طرح قادیانیت کے معاملہ میں دنیا کو مغالطہ نہیں دیتی۔ حق باطل دوسری بحث ہے، لیکن جماعت لاہور کے مقابل جماعت لاہور سے یہ استقامت ضرور قابل قدر ہے، اور اسی خلوص کا یہ اثر ہے کہ جماعت لاہور سے کہیں زیادہ جماعت قادیان قادیانی فرقہ میں مقبول ہے۔ جماعت لاہور زیادہ تر مسلمانوں کی خوشنودی ڈھونڈتی ہے، لیکن مغالطہ کھل جانے پر ان کو یہ سہولت حاصل نہ رہے گی۔ چنانچہ قاضی محمد یوسف قادیانی اپنی کتاب "کتاب الحجاب" میں صحیح لکھتے ہیں کہ:-

بد لاہور احمدیہ بلڈنگس (قادیانی جماعت لاہور کا مرکز) میں کچھ لوگ رہتے ہیں جو نہ تو حضرت احمد مسیح موعود بنی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی، اور صادق رسول، اور آنے والا عیسیٰ نبی اللہ یقین کرتے ہیں اور نہ غیر احمدی مسلمانوں میں صدق دل سے شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ (بلکہ قادیانی ہو کر مسلمان رہنا چاہتے ہیں لیٹولف) قصہ مختصر اڈل قادیانی جماعت لاہور کے امیر نے اسی نفاق کی ترکیب سے ازہر شریف قاہرہ میں ڈور سے ڈالے، اور حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المرغنی شیخ الازہر کو قادیانیت کے معاملہ میں مغالطہ دے کر اس درجہ مطمئن کر دیا کہ دو قادیانی طالب علم جو البانوی تھے، جماعت لاہور کی طرف سے ازہر

کے کلیہ اصول دین میں داخل ہو گئے جہاں صرف مسلمان تعلیم پاسکتے ہیں۔ گویا اس ترکیب سے قادیانیت کی موافقت میں ازہر شریف کی عملی سند حاصل کر لی تاکہ وہ آئندہ عالم اسلام پر حجت بن سکے، اور اپنی کامیابی پر اس درجہ مطمئن ہو گئے کہ غالباً ان ہی دو قادیانی طالب علموں کے نام سے دو عربی رسالے قادیانیت کے متعلق اپنی تعبیر کے مطابق خاص ازہر شریف سے شائع کئے۔ ایک رسالہ "تعالیم الاحمدیہ" اور دوسرا رسالہ "الاحمدیہ کما عرفناھا" ہر دو کا نشانہ یہی کہ مغالطہ دے کر ازہر شریف میں قادیانیت کے لئے راہ ہموار کریں۔

اس سے مصر کے بعض واقف کار حلقوں میں اندر ہی اندر بے چینی پھیلی، لیکن علامہ شیخ ازہر کے مقابل آنا بھی خلاف مصلحت تھا، چنانچہ ہمارے پاس بھی مصر سے اضطراب کے خط آئے کہ جلد کچھ نہ کچھ تدبیر کی جائے، ورنہ مصر کے لبرہ ترکیب تمام ہے۔ چنانچہ مصر کے بعض معزز اجاب اور ازہر شریف کے اکابر علماء سے اضطراب کے خط آئے، مراسلت شروع کی گئی، اور یووائی ڈاک سے دونوں طرف خطوط دوڑنے لگے۔ خود حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر کو قادیانیت کے بارے میں نہایت مفصل یادداشت لکھ کر بھیجی گئی۔ علی ہذا حضرت علامہ شیخ عبد المجید اللبان عمید کلیہ اصول دین کو، حضرت علامہ شیخ ابراہیم الجبالی کو اور دیگر سربراہان اور وہ علماء ازہر شریف کو خطوط لکھے گئے۔ مصر کے مشہور اخبار الفتح کے مالک اور مدیر سید محبت الدین الخطیب سے بھی ربط پیدا کیا گیا کہ ممدوح کا حوصلہ دینی امور میں معروف و مسلم تھا۔ خدا کا

لاکھ لاکھ شکر کہ سنی مشکور ہوئی۔ ازہر شریف میں اچھے اچھے چونکا اٹھے کہ کیسے قادیانی دھوکہ چل گیا۔ چنانچہ حضرت شیخ الازہر نے فوراً ایک تحقیقاتی کمیٹی مدبجنتہ المتحقیق مقرر فرمائی، اور علامہ شیخ عبدالمجید اللبان اس کے صدر قرار پائے۔ شیخ ابرہیم الجبالی۔ شیخ محمد فتح الحنان۔ شیخ محمود آلوسی اور شیخ محمد العادوی، یہ چار علماء رکن مقرر ہوئے۔ ان میں آخر الذکر رکن جو مصری وفد کے ساتھ ہندوستان آئے تھے، لاہور میں مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور سے مل چکے تھے، اور قادیانی جماعت لاہور کے معترف اور موید مانے جاتے تھے۔

تحقیقاتی کمیٹی کی رہنمائی کے واسطے خود اپنی طرف سے، اور خود کمیٹی کے مطالبہ پر ہم کو یہاں سے کئی یادداشتیں بھیجی پڑیں۔ جن میں متعلقہ امور کی بابت مرزا قادیانی صاحب کی تحریرات کے بہت سے اقتباسات کا عربی ترجمہ درج کیا گیا۔ مزید برآں کافی تعداد میں قادیانی کتابیں بھیجی گئیں تاکہ یادداشتوں کے مندرجہ اقتباسات کی توثیق کر لی جائے۔ جرحی سوالوں کے جواب بھی لکھ کر بھیجے گئے، تاکہ ہر طرح حق تحقیق ادا ہو جائے۔ ادھر مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کی طرف سے بھی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ رسالے اور یادداشتیں چل رہی تھیں۔ اور یہ سب کام ان ہی دو البانومی طالب علموں کے نام سے انجام پاتا تھا۔ چنانچہ کیفیت ملاحظہ ہو ہمارے البانومی بھائی بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ان کے تازہ خط سے جو حالات معلوم ہوئے کہ وہ یہ ہیں کہ وہ تازہ ہنوز لاہور

یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کینیڈا جو ان کے بارہ میں تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جو مداد ضروری تھا وہ انہوں نے سارا ہم تک پہنچا دیا ہے، انہوں نے اپنی طرف سے پوری طرح اتمام حجت کر دیا ہے۔ آگے فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (فیصلہ خلاف ہوا۔ اور ہر دو طالب علم جامعہ ازہر سے خارج ہو گئے۔) مولف برنی مہر کے روزانہ اور ہفتہ وار اخباروں میں جو بیانات ان کے متعلق شائع کئے۔ ان کے تراجم قارئین کرام تک پہنچتے رہے ہیں۔ بچارے قادیانی مبلغ نے جو آجکل محمود بیت کی تبلیغ عربی ممالک میں کر رہا ہے۔ بہتر ازہر لگایا کہ کسی طرح اس کو بھی ازہر تک رسائی ہو جائے تاکہ وہ خلیفہ صاحب (میاں محمود احمد صاحب) کی خدمت میں ایک لمبی چوڑی رپورٹ دینے کے قابل ہو سکے، مگر یونیورسٹی مذکور نے مبلغ مذکور کو خطاب کے اہل نہ سمجھا۔ جس کی بھڑاس اس نے اپنے الفضل کے ایک تازہ پرچے میں نکالی ہے۔ اب قادیانی حضرات اس بات پر بہت تملدار رہے ہیں کہ ہمارے البانوی دوستوں نے اس جموٹ وافترا کا پردا چاک کر دیا ہے۔ جو آج تک یہ مصر اور دیگر عربی ممالک میں پھیلاتے رہے۔ اور جماعت لاہور کے کارناموں اور اس کے مسلک کو واضح طور پر دکھایا کہ جو کچھ خدمت اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ وہ حقیقت

میں جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے۔ قادیانی حضرات کو خدمت اسلام اور تائید دین حق سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ یہ قادیانی حضرات ہندوستان سے باہر جاتے ہیں۔ تو جماعت لاہور کے کارناموں کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور لفظ احمدی کے مشترک ہونے کی وجہ سے دنیا کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہماری مساعی کا نتیجہ۔ یہ قرآن حکیم کے ترجمہ ہیفت اسلامی لٹریچر یہ اسلام کی تائید میں کتابیں یہ سب کچھ حضور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اس جماعت کو ایک ترجمہ شائع کرنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۷ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۹ء

یوں تو قادیانی جماعت لاہور کے فریب اور مغالطوں کو واضح اور زائل کرنے کے واسطے اکابر جامعہ اندھیر سے ہم کو مسلسل مفصل مراسلت کرنی پڑی۔ ان کو کتابیں بھیجی پڑیں۔ اثباتات کے عربی تراجم بھیجئے پڑے۔ تاہم قادیانی جماعت قادیان نے بھی ان کا بھانڈا مھوڑ دیا۔ پائل کا یہی انجام ہوتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

مصر کے اخبار میں قادیانی مبلغ کا ایک بیان چھپا ہے.....  
آج تک تو قادیانی حضرات کو مصر میں بولنے کی جرأت نہ ہوئی،  
ہماری کامیابی کو دیکھ کر یہ کب خاموش رہ سکتے تھے۔ محض ہمارے

بھائیوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ان کا مبلغ فلسطین کے ایک  
 کونے سے بولا ہے کہ پیغامیوں یعنی ہمارے البانوی بھائیوں نے جو  
 کتب کمیشن کے سامنے پیش کی ہیں۔ بیشک وہ کتابیں تو حضرت مسیح موعود  
 کی تصنیف کردہ ہیں۔ لیکن ان میں آپ نے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے  
 ان سے دہوکہ نہ کھانا چاہیے۔ بعد کی کتب میں آپ کا اقرار موجود  
 ہے۔ یہ ہیں قادیانی مبلغ۔ یہ ہیں ان کے عقائد۔ اور یہ ہے حضرت  
 اقدس کی عزت ان کی آنکھوں میں۔ جب لوگ یہ پڑھیں گے تو ضرور  
 دل میں سوچیں گے کہ خدا یا یہ نبی کیسا ہے کہ کبھی کچھ کہتا ہے۔ کبھی کچھ  
 لیکن قادیانیوں کو اس سے کیا۔ ان کا مقصد تو پیغامیوں کو نیچا دکھانا  
 ہے۔ حضرت اقدس کی عزت رہے یا نہ رہے۔ سلسلہ بدنام ہوتا  
 ہے تو ہوتا رہے۔ (عبرت۔ للمؤلف برنی)

د اخبار پیغام صلح لاہور جلد (۲۷) نمبر ۴۹ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۹ء  
 بہر حال جَنَّةُ التَّحْقِيقِ، نے ہر طرح خوب تحقیق کی، اور تحقیق پختہ  
 ہو جانے پر دونوں قادیانی البانوی طلبہ کو کلیہ اصول دین سے خارج  
 کر دیا کہ مسلمانوں کے سوا اور کوئی اس کلیہ میں تعلیم نہیں پاسکتے۔ لاہوری  
 قادیانیوں کے پیر تلے سے زمین نکل گئی، مگر زیادہ وادیا نہیں کیا کہ اور  
 رسوائی ہوتی۔ مغالطہ آخر تک چلتا۔ ع چراکار سے کد عاقل کہ باز آید  
 پشیمانی۔

جَنَّةُ التَّحْقِيقِ نے ہمارے تعاون کی بہت قدر فرمائی۔ حالانکہ ہم نے صرف

اپنا دینی فرض ادا کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ اپنی تحقیقات کا حاصل ایک فتویٰ کی شکل میں مرتب کر کے عالم اسلام میں شائع کرے، اور اس فتوے میں بطور ضمیمہ ہماری بعض یادداشتیں بھی شریک رکھے۔ یہ ۱۳۵۸ھ کا واقعہ ہے۔ اسی زمانہ میں جنگ کے آثار نمودار ہونے لگے۔ پھر جنگ جیسی جلی، معلوم ہے، اُدھر علامہ محمد مصطفیٰ المرآعی شیخ الازہر کا بھی وصال ہو گیا۔ اس تجویز پر عمل کی نوبت نہ آئی۔ تاہم اس فتوے کے نفاذ کی مسرت کے اخباروں میں اشاعت ہوئی۔ چنانچہ مشہور عربی اخبار الفتح (قاہرہ) کے کئی پرچوں میں اس کا اعلان ہوا۔ مثلاً نمبر (۶۵۳) مورخہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ (نمبر ۶۷۷) مورخہ ۳۱ رمضان ۱۳۵۸ھ (نمبر ۱۶۷۸) مورخہ ۳۰ رمضان ۱۳۵۸ھ ہمارے تعلق سے بھی بعض امور قاہرہ کے اخباروں میں شائع ہوئے، مثلاً ایک مفصل مکتوب جو قادیانی تحریک کے متعلق ہم نے اپنے رفیق عبد الحمید کے نام لکھا تھا۔ وہ ضروری تمہید کے ساتھ بہ تمام و کمال اخبار الفتح کے نمبر (۶۷۱) مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۵۸ھ میں اطلاع عام کے واسطے شائع کیا گیا۔ ہم نے جو قادیانی کتابیں لجنۃ التحقیق کے واسطے بطور ثبوت بھیجی تھیں۔ ان کا ذکر بھی اخبار الفتح کے نمبر (۶۸۲) مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوا۔ اسی طرح لجنۃ التحقیق کے ساتھ ہمارے تعاون کی مختصر کیفیت اخبار الادستور قاہرہ، مورخہ ۱۵ رجب الحجۃ ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوئی، دوسرے مصری اخباروں میں بھی چرچا رہا۔

الحاصل قادیانی مغالطہ کے متعلق مصر میں بھی خاصی بیداری پھیل گئی،

چنانچہ قادیانی جماعت دلاہور، کے جو رئیس القادیانیہ مصر میں منتخب ہوئے تھے مولانا احمد حمدی اسماعیل، نائب ہونے کے بعد انہوں نے ایک مکتوب ہمارے پاس بھیجا اور لکھا کہ مد علاقہ مصر میں مذہب قادیانی کی کیفیت یہ ہے کہ جب سے میں اور میرے بھائی اس سے علیحدہ ہوئے ہیں، اور جب سے ظاہر ہو گئی قادیانیوں کی گمراہی، ان کی بدعتی اور وہ تمام چیزیں جن کو وہ اپنے ناپاک قلوب میں لوگوں سے چھپائے رکھتے تھے، جب سے وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد سے اب تک ان کے لئے کوئی جلسہ کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ (شعبان ۱۳۵۲ھ)

امیر صاحب قادیانی جماعت دلاہور کی کارگزاری تو اوپر بیان ہوئی۔ خلیفہ صاحب جماعت قادیان کی تحریک بھی اپنے طور پر چلتی رہی۔ چنانچہ اپنے ایک رفیق کا خط ماہ مئی ۱۹۳۹ء میں قاہرہ سے وصول ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ خلیفہ صاحب کے دونوں لڑکے یہاں آئے تھے، اور کچھ عرصہ تک یہاں رہنے کے بعد چلے گئے۔ اور یہاں اپنی ایک خاص جماعت بنا گئے۔ اس خط میں لکھا تھا کہ وہ لڑکے شیخ الازہر سے بھی ملے۔ یوں کوئی قادیانی جماعت کہیں بنائے، بنائے، بہر جماعت کے واسطے ہر جگہ کچھ نہ کچھ ممبر مل سکتے ہیں، اور اس زمانہ میں تو مصر میں انگریزوں کا بھی خاصا سونخ تھا۔ اور انگریزوں میں قادیانیوں کا خاصا سونخ تھا۔ ہر طرح کی سہولت حاصل تھی۔ بہر حال مصر میں قادیانی جماعت بننا عجیب نہیں۔ البتہ مغاٹے سے کراہی جماعت دلاہور نے اندہ ہر شرف میں جس طرح قدم جانا چاہا تھا



وہ دیانت سے بعید تھا۔

نظر بریں ہمارے سے ایک دوست نے قاہرہ سے ایک خط لکھا مئی ۱۹۳۹ء میں ایک دوسرے دوست کو حیدرآباد بھیجا، اور لکھا کہ۔

”آپ سے بارہا عرض کیا گیا کہ پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب ”قادیانی مذہب کے عربی ترجمہ کو نشر کرنے کی نہایت سخت ضرورت ہے، لیکن افسوس کہ آپ صاحبان اس کی جاننا توجہ نہیں فرماتے۔ حیف ہے کہ حیدرآباد جیسے ملک میں جہاں کے خود تاجدار نامدار اور ان کی رعایا مومنین کی خدمت میں ہر قسم کی قربانی کے لئے مشہور ہے۔ ایک معمولی ضخامت کی لیکن دین کی خدمت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہم کتاب ”قادیانی مذہب“ کا عربی ترجمہ چھپوانے کی کوئی صورت نہ ہو۔ اگر کتاب چھپوانا ہے تو موقع کو غنیمت سمجھ کر اس وقت چھپوا لیجئے، ورنہ اگر جنگ شروع ہو گئی تو پھر مصر، محاذ جنگ بن جائے گا، اور کتاب کا چھپوانا مشکل ہو جائے گا۔ نیز جنگ میں انگریزوں کی خدمت کی وجہ سے مصر اور دیگر قرب و جوار کے ممالک میں قادیانیوں کا پایہ زیادہ محکم ہو جائے گا۔ یہ فتنہ تو انگریزوں کی سیاسیات میں مسلمانوں کو ہر جگہ حیران پریشان کرتا رہا ہے۔ لہذا لکھنا، اس لئے قبل اس کے کہ یہ ہندسوں کی بیخ کنی نہایت ضروری ہے۔“

حاصل کلام یہ کہ مصر میں قادیانی جماعت بنتا عجیب نہیں، بسنے، لیکن ازہر شریف پر جو چھاپہ مارنا چاہتا تھا، وہ عالم اسلامی میں ایک فتنہ کھڑا کر دیتا مسلمانوں کو سخت دھوکا ہوتا کہ گویا ازہر شریف سے قادیانیت کو اسلام کی سند مل گئی۔ اور یہی امیر صاحب قادیانی جماعت لاہور کا منشاء تھا۔ اسی سے ان کی چالوں کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ بیٹھا ازہر کر ڈوے زہر سے بدتر ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

اپنے زمانہ میں حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر علیہ الرحمۃ نے اس فتنہ کا انسداد کر دیا۔ ان کے بعد شیخ الازہر حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس فتنہ سے خوب باخبر ہو گئے تھے۔ ہم پر بہت عنایت و شفقت فرماتے تھے، لیکن حضرت کا زمانہ مختصر رہا۔ اب ماشاء اللہ حضرت علامہ شیخ عبد الرحمن حسن شیخ الازہر کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید اور دعا ہے کہ ازہر شریف اب آئندہ بھی فتنوں سے محفوظ رہے، اور صراطِ مستقیم پر استقامت ہمیشہ جاری رہے، بطفیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہمارے پاس حیدرآباد میں تو ایک ایسے رفیق تھے جو عربی خط و کتابت اور تراجم میں ہم کو بہت قابلیت اور سرعت سے مدد دیتے تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی سلمہ کو اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں جزائے خیر دے کہ عربی تراجم میں ان کا تعاون حد کو پہنچ گیا تھا۔ یہی حال مصر میں دوسرے رفیق عبدالحمید السید مرحوم و مغفور کا تھا کہ وہ تمام کوششوں کا مرکز قاہرہ میں بنے ہوئے تھے،

ان کا خلوص اور ان کی جدوجہد بھی بے نظیر تھی۔ بلکہ سچ پوچھئے تو ان کے توسط بغیر قاہرہ میں اس پیمانہ پر کوشش اور کامیابی ہونی محال تھی۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں خدمت دین کا اجر اعلیٰ سے اعلیٰ انہیں عطا فرمائے۔ ان کے سوا بعض دیگر رفیق بھی قابل یادگار ہیں۔ خاص کر السید ابوالنصر احمد المحسنی الہندی، اور پروفیسر محمد ولی خاں مہندی ستیاح۔ جو مراسلت کے ذریعہ مفید مشورے اور معلومات مہیا فرماتے رہے۔

اپنے مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے مولانا سید محبت الدین الخطیب مالک مدیر اخبار الفتح نے بھی اس معرکہ میں کئی طرح پیش بہادری۔ اللہ تعالیٰ ان کے معاملات میں ان کی مدد فرمائے۔ آمین۔ قاہرہ میں اصل معرکہ تو ۱۳۵۸ھ میں پیش آیا، لیکن آپس کی مراسلت اور مشاورت کا سلسلہ قادیان کے متعلق کئی سال پہلے سے جاری تھا، اور وقت پر یہی سلسلہ کام آیا۔

شام میں بھی ہمارے ایک مخلص محب تھے، مختار ادیب علامہ السید محمد علی الحومانی جو مشہور مجلہ العربیہ بیروت سے شائع کرتے تھے۔ جب وہ حیدرآباد آئے تھے تو کتاب ”قادیانی مذہب“ کے جو تھے ادیشن کا مکمل عربی ترجمہ ان کے حوالہ کیا گیا تھا کہ وہ اس کو بیروت میں طبع کرادیں کہ وہاں کی طباعت نفاست میں مشہور ہے۔ طباعت کے نمونے اور تختینے بھی آئے مگر کام شروع ہونے کی نوبت نہ آئی۔ ان کی صحت خراب ہو گئی تھی۔ مدت سے کوئی خط نہیں آیا۔ خدا کرے بخیریت ہوں۔ نہ معلوم ترجمہ کا مسودہ کہاں ہوگا قصد ہے کہ منتخب مقامات کا عربی ترجمہ تالیف کر کے قاہرہ میں شائع کیا جائے انشاء اللہ

## ۱۔ ووکنگ مشن، لندن

قادیانی جماعت لاہور  
مشن کو بھی بطریق مغالطہ و مبالغہ اپنی کارگزاری کی شہرت کا ذریعہ بنا  
رکھا ہے، اس مشن کی جو اصلیت اور حالت ہے، کتاب میں درج ہو چکی  
ہے، تاہم یہاں بھی چند اقتباسات پیش کرتے ہیں کہ پروپیگنڈے کی  
قلعہ کھل جائے۔

۱، مفتوحہ دکنال الدین، صاحب ابتداء میں جب لندن پہنچے  
تو شروع میں معمولی طور پر کام شروع کیا، لیکن آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ  
نے وہ سامان پیدا کر دئے کہ مسجد کے دروازے کھل گئے پہلے اس  
مسجد اور ووکنگ کی بستی کو کوئی نہیں جانتا تھا، لیکن خواجہ صاحب  
مرحوم جیسا ایک زبردست قوت کا مالک انسان وہاں چلا جاتا  
ہے۔ جس کی کوششوں کے نتیجے میں آج ووکنگ کی غیر معروف  
بستی اور اس کی مسجد ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کا مرکز ہونے  
کے لحاظ سے مشہور و معروف ہے۔ مسلم کیا اور غیر مسلم کیا، سب  
اس تبلیغی مرکز سے واقف ہیں اور اپنوں اور بیگانوں میں اس  
مسجد کا نام روشن ہے۔ نصرت الہی کا، آج، یہ مرکز گنماہی کی حالت  
سے نکل کر تمام دنیا میں مشہور ہو چکا ہے۔ مسلمان اور غیر مسلمان  
مذہبی معلومات حاصل کرنے کا تعلق ہے، سب کے سب اس کی  
طرف رجوع کرتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر قادیانی جماعت لاہور کا ارشاد  
مندرجہ اخبار صلیح لاہور جلد (۳۸) نمبر ۲ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۵۵ء  
۱۲، ”حسن اتفاق کی بات ہے کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب  
مرحوم جب انگلستان گئے، تو انہیں کسی طرح دوکنگ مسجد پر قبضہ  
کرنے کا موقع مل گیا۔ (ہندوستان کے مسلمانوں کی تعمیر کردہ مسجد  
تھی، جس کی تعمیر میں ریاست بھوپال کا خاص حصہ تھا، انگریزوں  
کے اثر سے خواجہ صاحب کو وہاں قدم جانے کا موقع بہ آسانی مل گیا  
لؤلؤلف برنی) خواجہ صاحب موصوف اور غیر مبایعین (یعنی قادیانی  
جماعت لاہور) کی انجمن میں ہمیشہ حقیقت پسندی رہی۔ حتیٰ کہ خواجہ صاحب نے  
اعلان کر دیا کہ دوکنگ مشن کا احمدی جماعت سے کوئی تعلق نہیں  
ہے، (حالانکہ خواجہ صاحب قادیانی جماعت لاہور کے خود رکن  
تھے۔ لؤلؤلف برنی)۔ یہ اس لیے غیر مبایعین (قادیانی جماعت لاہور)  
جب اپنی تبلیغ بیرون ہند کا ذکر کرتے ہیں تو دوکنگ مشن کو غیر معمولی  
اہمیت دیتے ہیں۔ درحقیقت وہ معذور ہیں۔ کیوں کہ ان کا اور کوئی  
مشن ہے ہی نہیں۔ مغربی افریقہ میں جس مبلغ کا انہوں نے بھیجا تھا،  
وہ وہاں سے بھاگ آیا۔ الغرض غیر مبایعین (قادیانی جماعت لاہور)  
مجبور ہیں کہ جھوٹے بیچ دوکنگ مشن کو اپنا مشن قرار دیں۔ چنانچہ  
وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ ”اور اس نام پر شاید مسلمانوں سے ان کو  
کچھ رقم بھی مل جاتی ہے۔ لؤلؤلف برنی“

رکینیت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳، ۱۳۳، ۲۶۴ موزعہ ہر نمبر  
۱۹۴۵ء

(۱۳) مد اخبار الفضل قادیان، ۴ ستمبر ۱۹۴۶ء نظر سے گزرا۔  
مضمون مد ووکنگ مشن کا پیغامیوں قادیانی جماعت لاہور سے کوئی  
تعلق نہیں مطالعہ کیا۔ میں ویلز، انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ میں تین سال ۱۹۴۱ء  
تا ۱۹۴۴ء رہ کر آیا ہوں۔ میں نے ووکنگ مشن سے واقفیت حاصل کی  
تھی۔ الفضل کے مضمون کی میں تصدیق کرتا ہوں، اور اپنے معلومات  
حوالہ قلم کرتا ہوں۔ . . . . کنٹینٹ والوں نے امام صاحب  
ووکنگ کی ملاقات کا بندوبست کیا۔ . . . . امام صاحب (مولانا  
عبد المجید صاحب) اکیلے ہی آئے۔ ان کے لپکار کے بعد ملاقاتیں ہوئیں  
. . . . . سلسلہ احمدیہ سے تعلق کے بارے میں پوچھنے پر جواب  
دیا کہ لاہور کی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہندوستانی جوانوں کی  
رہائش کا بندوبست رخصت کے دوران میں ووکنگ میں تھا۔ . . . .  
. . . . . میں بھی ایک دفعہ ووکنگ میں ٹھہرا۔ ہمارے سپاہی مسجد  
کی جھاڑ پونچھ کرتے تھے ورنہ کوئی پرسان حال نہ تھا۔ میں نے بھی  
دونفل وہاں پڑھے اور فرش گرد آلود دیکھا۔

مد کسی حد تک امام صاحب بھی معذور ہیں۔ اس ملک میں زیادہ  
سردی ہونے اور کوئی نمازی نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ڈیرہ پہری  
نماز پڑھتے ہوں گے۔ ان دنوں میں امام صاحب کے سپرد ولائی ناجا

رومن زبان میں چھاپنے کا کام تھا۔ . . . . ایک دفعہ ہم دونوں  
 دوکنگ سے ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ گاڑی میں امام صاحب پر ف  
 صبح کرنے بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا کہ اب آپ شام گئے واپس آئیں گے  
 دن بھر لندن میں رہیں گے۔ نمازوں کی ادائیگی کیسے کرتے ہیں۔ آپ نے  
 جواب دیا کہ جس ہوٹل میں چائے پیتا ہوں، وہاں ہی کرسی پر بیٹھے بیٹھے  
 نماز پڑھ لیتا ہوں۔

معد پیغام صلح! اخبار میں نے ان سے لے کر پڑھا تھا۔ حیران تھا کہ  
 اس میں دوکنگ مشن کی آمد و خرچ دکھائی جاتی ہے۔ چندہ کا مطالبہ  
 ہوتا ہے، اور یہاں مولوی صاحب سرے سے انکاری ہیں کہ ہمارا  
 لاہور کی جماعت سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہمارے جوان ان کا ظاہری  
 نمونہ دیکھ کر اچھا اثر قبول نہیں کرتے۔“

(صوبہ دار میجر سلیم اللہ صاحب کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان  
 جلد ۱۳۲، نمبر مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

## ۱۸۔ مسلمانوں پر قادیانی یورش

قادیانیوں کی طرف سے جو ریشہ دوانیاں ہوتی رہیں، ان کی مختصر کیفیت  
 اوپر درج ہو چکی ہے۔ اور تفصیل کتاب میں درج ہے، چنانچہ ہندوستان میں  
 بھی جہاں شروع سے ہر وقت کا ساتھ ہے، قادیانیوں کے مقابل مسلمانوں نے  
 ہمیشہ بدافعت کا پہلو اختیار کیا۔ چنانچہ اب تک بھی یہی روش ہے، لیکن قادیانیوں

کی طرف سے جوں جوں جا رہا تھا اقدام بڑھتا گیا، ان کی ہمتیں بڑھتی گئیں، چنانچہ آج بھی یہ حملہ جاری ہے۔ ہندوستان کے مسلمان آج جس دور سے گزر رہے ہیں، اسے گزیرہ مناسب نہیں کہ آپس میں ذرا بھی چھیڑ چھاڑ کریں، چہ جائیکہ فرقہ دار حملے کریں۔ کم از کم اس وقت تو ایسے فتنے نہ پھیلانے چاہئیں جن سے ملت کی وحدت شکست ہو، لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ اس نازک دور میں بھی قادیانی فرقہ نے دست دہرازی جاری رکھی جس سے مسلمانوں میں ناگواری اور بے چینی پھیلی، از سر نو ہر طرف سے فریاد اٹھی اور کتاب قادیانی مذہب کا مطالبہ اس درجہ شدید ہو گیا کہ بدرجہ مجبوری اس کو مزید وضاحت کے ساتھ پھر شائع کرنا پڑا۔

آپ ہی اپنے ذرا جو روٹم کو دیکھیں: ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی، یوں تو قادیانی صاحبان کی طرف سے دور دراز ممالک کے کارناموں کی شاندار اطلاعیں شائع ہوتی رکتی ہیں کہ قادیانی مشن نے وہاں یہ کارگزاری دکھائی، وہاں یہ کامیابی حاصل کی، لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ ان میں کتنا مخالفت اور کتنا مخالفت ملا رہتا ہے۔ چنانچہ دوکنگ مشن لندن، جو سب سے زیادہ مشہور کی گئی۔ اس کی مثال کافی ہے، تبلیغ کا حاصل یہی ہے کہ اسلام میں نبوت اور تعلقات کی اساس پر فتنہ پھیلایا جائے۔ مسلمانوں کے ایمان خراب کئے جائیں اور بقول مرزا قادیانی صاحب فخر کیا جائے کہ عسماں را مسلمان باز کردند۔ دراصل قادیانیت کی زد تمام مسلمانوں پر پڑی ان ہی کے ایمان قادیانیت کا آب و دو انہ بنے۔ پھر بھی مسلمان صبر اور رواداری



پر قائم رہے، یا بول کہتے کہ مخالطہ میں مبتلا رہے۔ ہم قادیانی صاحبان کی شکایت ان پر قائم رہی۔ انگریزی حکومت میں قادیانی غلبہ کے مقابل مسلمانوں کی نوبت یہ ہو گئی کہ وہ

ہم آہٹ کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام پودہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا  
خنا پنچہ خانا پنچہ کے ساتھ مسلمانوں کا جو ربط رہا، خلیفہ صاحب قادیان خود  
اس کی مختصر صراحت یوں فرماتے ہیں :-

وہ اگر خدا نخواستہ ایسی صورت پیدا ہو گئی تو ہم مسلمانوں کے ساتھ

ہوں گے، جو حال ان کا وہی ہمارا۔ (قادیانی صاحبان میں سے بعض  
لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہم پر بہت مظالم ڈھائے  
ہیں۔ ہمیں ان سے نہیں ملنا چاہیے۔) پھر کس سے ملنا چاہیے؟ لؤلؤ  
برنی، میں ہمیشہ ان کو یہی جواب دیا کرتا ہوں کہ بتاؤ احمدیت میں کون  
زباہہ شامل ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ہمیں جس قدر ترقی حاصل ہوئی ہے  
وہ مسلمانوں میں ہی ہوئی ہے۔ (اور جن لوگوں سے مسلمانوں کو نقصان  
پہنچا، ان میں آپ خوب پیش پیش رہے۔ مرزا قادیانی صاحب کی سیاہی  
تحریرات شاہد ہیں۔) لؤلؤ برنی،

وہ میں نے بسا اوقات دیکھا کہ جب کبھی بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت  
آتی ہے، تو وہ ہمارے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اور ان کی عداوت  
بالکل کالعدم ہو جاتی ہے، جس سے پتہ لگتا ہے کہ انہیں ضرورت ہم سے  
کوئی حقیقی تعلق ہے، اور عداوت عارضی اور ظاہری طور پر ہوتی ہے،  
لیکن قادیانی عداوت کی بابت کیا ارشاد ہوتا، جو بطور مسلک دین

ملکت، حکومت، سلطنت، مسلمانوں کی سب متاعوں پر اپنے اور اپنے  
سرپرستوں کے واسطے صاف کرنا چاہتی ہے۔ (المؤلف برنی)

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار  
الفصل قادیان جلد (۱۳۵، نمبر ۸، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۲۷ء)

ایک زمانہ تھا کہ قادیانیت کو شہروں اور اعلیٰ طبقوں میں خوب فروغ حاصل  
ہو رہا تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب نے بھی بڑا فخر کیا ہے کہ ان کے مریدوں  
میں بیشتر معزز تعلیم یافتہ عہدہ دار، جاگیردار، اور دولت مند طبقے داخل ہوئے  
اور انگریزی سرکاری سرپرستی کا بھی لازمی نتیجہ تھا، چنانچہ حال تک یہ دور  
دورہ رہا۔ اس دوران میں مسلمانوں کی طرف سے مولوی صاحبان نے روک  
تھام بھی کی لیکن قادیانی پروپیگنڈا روکے نہ رکھا۔ غرض کہ تعلیم یافتہ اور خوشحال  
طبقوں پر قادیانی جا دو خوب چلا اگر قادیانی نہ بنے تو مغالطہ میں آکر کم از کم قادیانیوں  
کے مداح و معاون بن گئے۔ اچھے اچھے اس ابتلا کا شکار ہو رہے تھے لیکن  
عام طور پر تسلیم ہو گیا کہ کتاب "قادیانی مذہب" جو اچانک شائع ہوئی تو اس نے  
قادیانیت کے راز فاش اور نمایاں کر کے مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں میں پھل پڑا  
ڈی، اور تیزی سے بیداری پھیلی، جس نے قادیانیوں کی توقعات پر پانی پھیر دیا  
مثلاً حکیم الامتہ علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ، سر سید سلطان احمد رئیس بہار اور کتنے  
اکابر ملت نے بکثرت اس انقلاب کا اعتراف کیا۔ چنانچہ سر شاہ سلیمان علیہ الرحمۃ  
نے تو اس کتاب کو موجودہ زمانہ میں اسلام کی عظیم الشان خدمت قرار دیا۔  
کتاب کی تعریف کرنا اپنی کارگزاری جتنا مقصود نہیں بلکہ قادیانیت کے

عروج و زوال کا ایک سرسری خاکہ پیش کرنا مطلوب ہے، تاکہ آئندہ تاریخی بحث میں کام آئے۔

المختصر، حال میں جو قادیانیت کی حقیقت کھلی، اور ہوا خیزی ہوئی تو شہروں سے اس کے قدم اکھڑنے لگے۔ معزز تعلیم یافتہ اور خوشحال طبقے اس سے بیزار نظر آنے لگے۔ ادھر سرکار انگریزی کی سرپرستی بھی ہندوستان سے رخصت ہو گئی، تو اب قادیانی صاحبان کو بحالت مایوسی فکر ہوئی کہ کم از کم دیہات کے بھولے بھالے ناواقف مسلمانوں پر ہاتھ دراز کیا جائے۔ کچھ دنوں تک ان کو دام میں لانا دشوار نہ ہوگا۔ چنانچہ قادیانی جماعت لاہور کا آئندہ منصوبہ غور طلب ہے۔

مددگئی سالوں سے بار بار میرے دل میں یہ خیال آ رہا ہے کہ شہروں میں رہنے والے لوگوں میں دنیا کی کشش اور سیاسی میلان بہت بڑھ گیا ہے اور قادیانیت کا لالچ گھٹ گیا ہے۔ لٹولف برنی، نرائش، اہو و لعب کے سامان اور اسی قسم کی چیزوں نے ان کی توجہ کو اپنی طرف پھیر لیا ہے، اور وہ دین کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ دگویا قادیانیوں کی بات نہیں سنتے۔ لٹولف برنی، اگر ہم دیہات کی طرف توجہ کریں تو گو وہاں لوگ غریب ہوں گے، مگر کام وہیں سے نکل سکے گا۔ (جب دیہات کے مسلمان بھی قادیانیت کے فریب سے واقف ہو جائیں گے، تو پھر کام کہاں سے نکلے گا۔ لٹولف برنی)

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پنجام علی لاہور جلد (۱۶۱) نمبر مورخہ ۱۹۳۰ء  
۱۹۳۰ء، غالباً امیر صاحب جماعت لاہور کا ارشاد

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بھی قادیانی تبلیغ کے عجب عجب خواب  
دیکھتے ہیں، چنانچہ صاحب موصوف کے چند ارشادات بھی اس بارہ میں بطور نمونہ  
ملاحظہ طلب ہیں۔

۱۱۔ ہماری جماعت میں بہت تھوڑے سے دوست ایسے ہیں جو باقاعدگی  
سے تبلیغ کرتے ہیں، اور اس ایک حصہ کی تبلیغ کا یہ نتیجہ ہے کہ دو تین ہزار  
آدمی (بیشتر بلکہ تمام مسلمان۔ لؤلؤ لؤلؤ برنی) سالانہ ہندوستان میں احمدیت  
میں داخل ہوتے ہیں، لیکن اس رفتار سے تو ہمیں صرف ہندوستان کو اچھی  
بنانے کے لئے ہی کئی سو سال لگ جائیں گے (حساب سے تو ہزاروں،  
لاکھوں سال لگ جائیں گے۔ لؤلؤ لؤلؤ برنی) جب یہ رفتار ہماری ان  
لوگوں کے متعلق ہے جو دن رات ہمارے پاس رہتے ہیں تو باقی  
دنیا کو احمدی بنانے کے لئے ہمیں کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ (باقی لوگ  
شاید لاعلمی سے جلد باتوں میں آجائیں کہ ہندوستان کے مسلمان تو  
پھر بھی قادیانیت سے کچھ نہ کچھ واقف ہیں۔ لؤلؤ لؤلؤ برنی) کیا جماعت  
کی تبلیغ کا یہ ہی نتیجہ ہونا چاہیے۔ کہ بیعت والوں کی تعداد دو تین ہزار  
پر آ کر رک جائے۔ کیا عجب عنقریب وہ وقت بھی آئے کہ قادیانیت  
کی اسلام دشمنی خاص و عام سب کی سمجھ میں آجائے اور بیعت کرنا تو  
درکنار لوگ تو بہ کریں، اور اللہ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
اور زمین شریفین سے پھر اسی طرح وابستہ ہو جائیں۔ لؤلؤ لؤلؤ برنی)

۱۲۔ ہماری جماعت ہندوستان میں چار پانچ لاکھ کے قریب ہے۔

(اور انگریزوں کی سرپرستی میں یہ پچاس سال کی کمائی ہے۔ لٹو لف ہرنی) ابھی جو الکشن ہوا ہے، اس نے یقینی طور بتا دیا ہے کہ ہماری تعداد ہندوستان میں چار پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ . . . . تین لاکھ کے قریب تو پنجاب میں ہی ہے۔ اس کے علاوہ سندھ میں، سرحد میں، بہار میں، بنگال میں، اور دوسرے صوبوں میں، کسی جگہ دس ہزار، کسی جگہ پندرہ ہزار، اور کسی جگہ بیس ہزار ہے۔ (ان میں ایک خاصی تعداد انگریزوں کی زمین منت ہے کہ سرکاری ملازمتوں، ٹھیکوں وغیرہ میں قادیانیوں کو خاص سہولت حاصل رہتی تھی، اور ایسی ہی عنایت اور پرورش کی درخواست بطور خصوصیت مرزا قادیانی صاحب بھی موقع بہ موقع سرکار انگریزی سے کرتے رہتے تھے۔ لٹو لف ہرنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۲، نمبر ۱۱۶ مورخہ ۷ ابرہی ۱۹۲۶ء)

(۲) اجاب کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے اپنے ایک حال کے خطبہ میں (اخبار الفضل قادیان بحریہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۹ء) جماعت کو ارشاد فرمایا ہے کہ ہر احمدی اپنے ذمے لے کر سال بھر میں کم سے کم ایک دو نئے احمدی ضرور بنائے گا۔ اور خواہش فرمائی ہے کہ دوست بھی منظم طور پر وعدہ پیش کریں (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۷، نمبر ۳ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء)

(۳) ہندو مانیں یا نہ مانیں، انگریز مانیں یا نہ مانیں مسلمان مانیں یا نہ مانیں، لیکن حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس نے احمدیت کو قائم کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اب ہوائے احمدیت کے، اور احمدیت کے رہنما کے پیچھے چلنے کے کوئی علاج ان مشکلات کا نہیں، اور آہستہ آہستہ دنیا خود ایسا کہنے پر مجبور ہوگی (مسلمان اور ہندو نہ بھی، لیکن کم از کم انگریز جو جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ بازی بازی، بارش بارش باہم بازی۔ لٹولف برنی) اخبار الفضل قادیان جلد (۳۵) نمبر مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۲۷ء

ظیفہ صاحب قادیان کا ارشاد

(۴) ہندوستان میں تین بڑی مذہبی جماعتیں پائی جاتی ہیں، اور ساری دنیا میں بھی ان کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے، باقی تو ہیں کل آبادی کا پانچواں، چھٹا حصہ ہیں مسلمان اور عیسائی، پچاس پچاس کروڑ کے قریب ہیں، اور ہندو تیس کروڑ۔ یہ کل ایک ارب تیس کروڑ عظیم اکثریت ہے، دنیا کی کل آبادی دو ارب ہے۔ باقی ساری اور مذاہب مشترک گننے بنتے ہیں۔ اس حساب سے تو باقی تو ہیں کل آبادی کا تہائی حصہ قرار پاتی ہیں۔ ظیفہ صاحب نے پانچواں، چھٹا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ حساب سمجھ میں نہیں آیا۔ لٹولف برنی)

وہ ان تین قوموں کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاص طور پر مبعوث فرمایا گیا ہے، اور ان تین قوموں کو راہ راست پر لانا حضور کا اصل کام ہے۔ مسلمانوں کے لئے حضور کو مہدی مقرر کیا گیا، ہندوؤں

کے لئے کرشن اور عیسائیوں کے لئے مسیح بن کر آئے ہیں۔ (گوپامزہ قادیانی صاحب بذات خود ایک انوکھی ٹیلیٹ کے جامع ہیں۔ لولف برنی) اور یہ صاف بات ہے کہ یہ تینوں قومیں اگر ہندوستان میں ہی احمدیت کو مان لیں تو باقی دنیا کا ماننا کوئی مشکل نہیں۔ (موجودہ صورت تو یہ ہے کہ گویا ایک نعل ہاتھ آ گیا ہے۔ باقی تین نعل اور ایک گھوڑے کا عیسر آنا بھی کیا مشکل ہے۔ لولف برنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد (۳۵) نمبر مورخہ ۵ اپریل ۱۹۲۷ء)

## ۱۹- مسلمانوں کی بیداری قادیانیوں کی دشواری

کتاب قادیانی  
مذہب کا پہلا  
اڈیشن ۱۹۳۳ء

میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ہی مسلمانوں کی اور ملک کی طرف سے قادیانیوں پر جو رد عمل شروع ہوا۔ اس کی کیفیت قادیانی بیانیوں کے سخت اڈیشن پنجم کی تمہید پنجم میں تفصیل سے درج ہے۔ جو قابل دید ہے۔ ۱۹۳۴ء میں اڈیشن پنجم شائع ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۳۸ء و ۱۹۳۹ء کے چند اقبالیوں بطور نمونہ ذیل میں قابل ملاحظہ ہیں:-

۱۱۔ معینکن چونکہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ اس جماعت کی نشوونما ایسے طور پر ہو کہ ابتداءً اسے زیادہ سے زیادہ ابتلاؤں میں سے نہ گزرنا پڑے۔ اس لئے اس کے

نتیجہ میں ہم میں سے بعض کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ شاید ہم سے سخت قربانیاں طلب نہیں کی جائیں گی..... ہمیں جماعتی رنگ میں ایسی قربانیاں کرنی نہیں پڑیں جو انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن جماعت کو اس پچاس سالہ تاریخ سے بہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ آئندہ اس سے زیادہ قربانیاں نہیں کرنی پڑیں گی۔ جس قدر جلد ممکن ہو، اس خیال کو دور کر دینا چاہیے کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ یہی خیال ہماری بربادی کا موجب بن جائے۔

(چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی کی تقریر بہ مقام قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد (۲۶) نمبر ۱۱ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۸ء ص ۱۲)

۱۲) معترض جماعت اب ایسے حالات میں گزر رہی ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ قربانیوں کا مطالبہ کیا جانے والا ہے اور حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں کہ بہت جلد غیر معمولی تبدیلی رونما ہونے والی ہے۔ ایک تبدیلی تو نظر آ رہی ہے۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا آئندہ جماعت احمدیہ کے لئے اس قدر فراخ نہیں رہے گی۔ تفصیل کو میں نہیں جانتا، لیکن آثار دیکھ رہا ہوں، اور میں یہ جانتا ہوں کہ پچھلے سالوں کی نسبت آئندہ زیادہ سخت امتحان ہونے والا ہے۔ پس ہمیں ابھی سے اس بات کا فیصلہ کر لینا چاہیے کہ ہم اس کے لئے تیار ہیں یا نہیں اور اس کی صورت یہی ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیا موجودہ حقیر قربانیوں میں ہم پورے اتر رہے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہم ان سے جی چرکتے



ہیں، ایسی چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے گھبراتے ہیں تو پھر ہمیں  
اپنے امتحانوں کی فکر کرنی چاہیے۔“

دچودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی کی تقریر بمقام  
قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد (۲۶) نمبر مورخہ

یکم مئی ۱۹۳۸ء

۱۳۔ پس جہاں ہم نے اپنی مشکلات اور فرضوں پر غور کیا ہے  
اور ان امور پر بھی بحث و تمحیص کی ہے جو سلسلہ کے کاموں میں  
روک بن رہے ہیں، وہاں ہمیں ان خطرات کو نظر انداز نہیں  
کرنا چاہئے، جو ہمارے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ وہ خطرات  
یہی ہیں جن کی طرف کل بھی میں نے اشارہ کیا تھا، اور بتایا تھا کہ  
کہ جماعت اب ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی ہے کہ بعض حکومتیں بھی  
اسے ڈر یا اہمیت کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہیں۔ (ڈر اور اہمیت کی  
خوبی، حقارت اور نفرت کیوں نہیں فرماتے۔ للمؤلف برنی)  
اور ان میں ایک بیداری پائی جاتی ہے (یہ سچ ہے للمؤلف برنی)  
اور وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو اس جماعت کو تباہ کر دیا جائے  
یہ خطرات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ لیکن بعض عدالتیں ہیں  
جو اس رد میں بہہ گئی ہیں۔ (پنجاب ہائیکورٹ کا فیصلہ تو مشہور ہو چکا  
ہے۔ جس نے قادیانی صاحبان کی قلعی کھولی ہے، اور جس پر قادیانی  
صاحبان نے بری طرح داویلا کی ہے۔ للمؤلف برنی، اور وہ سلسلہ

کے خلاف ریمارکس کرتی ہیں۔ اگر واقعات ہی ایسے ہوں تو عدالتوں کی کیا شکایت؟ لٹولف برنی کہیں خفیہ رکارڈ جماعت کے خلاف تیار کیا جاتا ہے (ابتداء میں جب قادیانی تحریک کا زور تھا، اور سرکار میں رسوخ تھا تو خود بانی تحریک مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مسلمانوں کے خلاف خفیہ رکارڈ تیار کر کے سرکار میں داخل کرتے تھے۔ گردن خویش، آمدن پیش۔ لٹولف برنی کہیں مختلف ملکوں میں تبلیغ کے راستہ میں روکیں ڈالی جاتی ہیں، اور ہمارے مبلغین کو نکالا جاتا ہے۔ کہیں فون میں آپس میں اتحاد کر کے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں، اور وہ بظاہر ہمارے دوست نظر آتے ہیں، وہ اسی اتحاد میں ان کے شریک ہیں۔ ابتداء میں تعریف و توصیف کے جو بڑے بڑے سرٹیفکیٹ حاصل کئے تھے، اور جو تاحال فخریہ شائع کئے جاتے تھے، وہ کیا سمجھے جائیں مغالطوں کے سوا ان کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اصیلت کھلنے پر جو رنگ پیدا ہو رہا ہے وہ خود تسلیم ہے۔ لٹولف برنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار افضل قادیان جلد (۱۲۶) نمبر مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

۱۴۱۱ھ حرار اور بعض حکام نے ہمارے خلاف جو شور مچا پیدا کیا ہے، اس سے ڈر کر سارے مسلمانوں نے ہم کو علیحدہ کر دیا خود گورنر پنجاب نے ایک مرتبہ جو دھری ظفر اللہ خان صاحب

کہا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے مخالف صرف احرار ہیں سب قوموں اور فرقوں کے لوگ میرے پاس آ کر آپ کی شکایتیں کرتے ہیں، ..... اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری مخالفت بہت عام ہو گئی تھی۔ حتیٰ کہ وہ مسلم لیگ جس کے اجلاس بعض دفعہ نہ ہو سکتے تھے، اور وہ مجھ سے روپیہ لے کر اجلاس کرتی تھی، اسے بھی زکام ہوا۔ اور اس کی پنجاب کی شاخ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ احمدی (یعنی قادیانی صاحبان) اس کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہ کفرانِ نعمت کی انتہا تھی.....

بہر حال اس وقت تک ہم مسلمانوں کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے مگر مسلمانوں نے گزشتہ فتنہ سے مرعوب ہو کر ہمیں اسی طرح الگ کرنے کی کوشش کی، جس طرح دودھ سے کھنی نکال دی جاتی ہے۔ (بین اور بین اور کفرانِ نعمت کے حساب کو تو مسلم لیگ جانے یا میاں صاحب، البتہ لیگ کا زکام، اور دودھ کی مکھی لوگوں کے لئے دلچسپ خبر ہے۔) (مؤلف برنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد (۲۶) نمبر ۲۶ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۵) حکیموں کہ یہ فتنہ چند افراد کی مخالفت پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کے پشت و پناہ اور اس سے ہمدردی رکھنے والے (۳۸) کروڑ مسلمانانِ عالم تھے، اور صرف ان ہی کی مخالفت اس فتنہ کا موجب

نہ تھی، بلکہ حکومت کے بعض فرض ناشناس افسر اس فتنہ کی کامیابی اور جماعت احمدیہ کی تباہی کے سر توڑ کوششیں کر رہے تھے۔ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے تک اشتعال کی آگ بھڑک اٹھی تھی، جس کے شعلے ایران، مصر اور فلسطین تک جا پہنچے تھے، ڈاکٹر سر محمد اقبال جیسے تعلیم یافتہ طبقہ کے وہ افراد جن Moderate کہا جاتا تھا، اور جو اس سے قبل احرار کی انتہا پسند پالیسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور جن کا رویہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کے پیش نظر ہمیشہ احمدیوں سے ہمدردانہ رہا، وہ بھی اس موقع پر علی الاعلان جماعت احمدیہ کی تکفیر و تفسیل کے مشغلہ میں شریک ہو گئے۔ قادیانی پروپیگنڈے کا جب بھرم کھل جائے گا تو یہی نتیجہ ہونا چاہئے تھا جو ہوا۔ اللہOLF برنی

(اخبار الفضل قادیان کا خلافت جوہلی نمبر جلد ۲۴، نمبر ۹۸ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

۲۰۔ صند کی موجودہ سیاسیات میں  
قادیانیت کا مقام

ہوتا ہے۔ وہی ابنخام قادیانیوں کا ہوا۔ کبھی مسلمانوں میں ملے، کبھی ہندوؤں میں گھسے، ہندوت جو اہر لعل جی کے چھیتے بنے، وہاں دال



باہم شکر و شکر ہو کر رہیں۔ اگو یا ہندوؤں کی بات چلے، پاکستان نہ بنے۔ (مؤلف برنی) لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہم مسلمانوں کا ساتھ دیں گے (اگرچہ وہ کافر قرار دے جا چکے ہیں) مؤلف برنی، اگر وہ ہلاکت کے گڑھے میں گریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی بچائے گا (حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے کہ قادیانی مسلمانوں کو گڑھے میں ڈالنے کی فکر میں تھے، لیکن مسلمان بچ گئے تو ان کی وجہ سے قادیانیوں کو بھی عاقبت نصیب ہوئی۔ مؤلف برنی)

میں یہ تو نہیں کھتا کہ ان کی ہلاکت کے ساتھ ہماری ہلاکت ہوگی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ (نہیں کر سکتا؟!! مؤلف برنی) البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مسلمانوں کی ہلاکت ہمارے لئے بہت ضرر رساں ہوگی۔ (ہندوؤں کو ہلاکت نہیں۔ انگریز پہلے ہی رخصت ہو چکے۔ مسلمان بھی ہلاک ہو گئے تو پھر کس کا ساتھ ڈھونڈیں گے۔ مگر مسلمانوں کی ہلاکت کا داہمہ کیوں سر پر سوار ہوا؟ مسلمان تو پاکستان کے واسطے دعا کرتے ہیں۔ مؤلف برنی) مگر ہمارے ساتھ ہونے سے اللہ تعالیٰ انہیں بھی کوئی آنسج نہ آنے دے گا۔ ہم کو تو بہر حال بچنا ہی ہے۔ ہمارے طفیل میں وہ بھی بچ جائیں گے۔ (نفاق کا یہی کمال ہے کہ دونوں فریق کے ساتھ میل کی گنجائش رکھی جائے۔ خاص کر جب کہ ہندوؤں کی تفسیم ہونے نہ ہونے کا مسئلہ تصفیہ کے قریب ہو، میان صاحب نے

اپریل ۱۹۴۷ء میں یہ پیش بندی فرمائی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد جون ۱۹۴۷ء میں تقسیم کا اعلان ہو کر اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان قائم ہو گیا مگر میان صاحب اکھنڈ ہندوستان کی طرف مائل معلوم ہوتے تھے، لیکن بالآخر پاکستان میں مسلمانوں کی پناہ لینے پر مجبور ہوئے، اور لطیفہ یہ کہ اپنے آپ کو بزعم خود مسلمانوں کی پناہ سمجھتے تھے، ہمیں تفاوت رہ از کجاست تابجا۔ (مؤلف برنی)

دیں! بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد (۳۵) نمبر ۸ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۴۷ء

ہندوستان کے مسلمان تو کیا خلیفہ صاحب قادیان تو اسلام کی ترقی اپنے دم سے وابستہ سمجھتے ہیں کہ گو یا وہ عالم اسلام کے امام ہیں، اور خلیفہ صاحب کی جو حقیقت ہے، معلوم ہو چکی ہے، بہر حال بطور نمونہ ایک تعلق ملاحظہ ہو۔

ع۔ اس وقت اسلام کی ترقی اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے، جب کہ وہ ہمیشہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سنے گا، وہ جیتے گا، اور جو میری نہیں سنے گا، وہ ہارے گا، اور جو میرے پیچھے چلے گا، خدا تعالیٰ رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے، اور جو میرے راستہ سے الگ ہو جائے گا، خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیئے جائیں گے۔ (خود خلیفہ

صاحب کس حال میں مبتلا ہیں، عدم معرفت اور عادت کے سبب اس کا احساس غائب ہے، اور نہ وہ اتنا بڑا بول نہ بولنے لکھو لکھو برنی،

د میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار  
الفضل قادیان جلد (۳۲) نمبر ۲۶ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء

میاں صاحب بھی اپنی تربیت اور ماحول سے معذور ہیں۔ خود ان کے والد مرزا قادیانی صاحب مسلمانوں کے مستقبل پر اپنے تعلق سے بڑے بڑے حملے کرتے تھے، کہ گویا ان کے مرید نہ بنے تو مسلمان ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ خود ان کی مریدی میں مسلمانوں کی جو ہلاکت مضمحل تھی، وہ ان کی نظر سے غائب تھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب کی خوفناک پیشگوئی مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق قابل ملاحظہ ہے:-  
را، صد مقتدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں، وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائیں گے جیسا کہ یہود گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔“

د براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب،  
د، ص ۱۷۱ سے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا، اور حجت دبر بان کی رو سے سب پر ان کو



غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں، بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں  
صرف یہی ایک مذہب ہو گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ  
میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا، اور ہر  
ایک کو جو اس کو معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے، نامراد رکھے گا،  
اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

(تذکرۃ الشہادۃ ص ۶۴ مصنفہ مرزا قادیانی صاحب م منقول از  
اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸، ۲۹ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۲۰ء)

۲۱۔ موجود زمانہ کا سب سے بڑا  
انسان، خلیفہ صا قادیان

قادیاںیت نے اپنے  
واسطے جس بلند مقام  
کا تحیل قائم کیا ہے،

اس کے مد نظر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا جو مقام قرار  
پاتا ہے، وہ کتاب میں اپنے محل پر درج ہو چکا ہے۔ تاہم بطور نمونہ  
چند اعتبارات ذیل میں درج ہیں جو قابل ملاحظہ ہیں :-

۱۔ اسلامی دنیا پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت، بزرگی، اور  
بڑائی کا اعلان کلمہ اللہ اکبر کے ساتھ کرتی ہے۔ اہل اسلام کا نعرہ  
جنگ میں اور صلح میں ہر حال میں یہی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے  
اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے بعد طبعاً سب سے بڑا ہر زمانہ میں ہے،  
جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا برگزیدہ رسول بنا کر مخلوق کی رہنما  
اور راہ نمائی کے لئے بھیجا، اور ان رسولوں کے بعد ان کے

جانشین خلفائے راشدہ سب سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس صحیح  
قاعدے اور اصل کے ماتحت موجودہ زمانہ کے سب سے بڑے  
انسان حضرت مسیح موعود مہدی مسعود حضرت میرزا غلام احمد  
علیہ الصلوٰۃ والسلام گزرے ہیں، اور اب سب سے بڑا  
انسان اس رسول کا جانشین، اور خلیفہ برحق ہے، جس کی  
نسبت پہلے سے پیش گوئی ہو چکی ہے۔ اور تورات و طالمود  
میں بھی جس کا ذکر ہے، اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کا نہ صرف پیر موعود بلکہ خلیفہ موعود ہے۔ (یعنی میاں  
بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ المؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان کا خلافت جوہلی نمبر جلد ۱، ۲۷، نمبر ۲۹۸ مورخہ  
۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

(۲) وہ غرض سب سے بڑا انسان ہونے کے واسطے جو ظاہری  
اور باطنی خوبیاں، روحانی اور دنیوی برکات کسی شخص میں ہونی  
چاہئیں، وہ آج سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت مسیح موعود  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ موجود حضرت میرزا بشیر الدین  
محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ منصرہ العزیز میں پائی  
جاتی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان کا خلافت جوہلی نمبر جلد ۱، ۲۷، نمبر ۲۹۸ مورخہ  
۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

۲۰۔ لوگ اخباروں میں مضامین دیا کرتے ہیں کہ اس زمانہ کا سب سے بڑا زندہ آدمی کون ہے۔ گوئی گاندھی جی کا نام بیٹا، کوئی اتاترک کا، کوئی مسولینی اور ٹیلر کا، مگر حقیقت میں بڑا وہ ہے جس پر خدا کے فضل سب سے بڑھ کر ہوں اور وہ اللہ کے رسول کا جانشین حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین احمد خلیفہ قادیانیؒ، (اخبار الفضل قادیانی جلد ۲۶، نمبر ۲۸ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۸ء) ۲۱۔ مکرمی بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے جنہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے قابل رشک اخلاص اور محبت حاصل ہے اور دین کے لئے غیر معمولی قربانی اور غلبہ ایثار رکھتے ہیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور ۳ جولائی کو جو اخلاص چندہ تحریک کے متعلق لکھا ہے، وہ درج ذیل کیا جاتا ہے.....

..... اے امیر المؤمنین خلیفہ وقت! تیری شان بلند تک ہم دنیا کے کپڑوں کی رسائی نہیں (واقعہ سہی لیکن دنیا کے کپڑے ہونے کا اعتراف غالباً میاں صاحب کو ناگوار گزرے گا۔ مولف برنی، تو مظهر الحق والعلی، کانت اللہ نزل من السماء۔

اے فخرِ رسلِ قرب تو معلوم شد،

دیر آمدہ ذراہ دور آمدہ!

اور خود خدا نے مجھ پر ظاہر فرمایا کہ دو حاضرین کو لاکھ لاکھ  
خَلَقْتُ الْاَنْفُلَاکَ تیری ہی شان کے لئے ہے۔ پس میرے آقا

لَبَّيْكَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اَللَّبَّيْكَ لَبَّيْكَ يَا  
 خَلِيفَةَ الْمَسِيحِ الْمَنَانِيِّ! اَللَّبَّيْكَ لَبَّيْكَ يَا اَنْتَ  
 السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَنُبُّ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْمَتْرَابُ الرَّحِيمُ»

راخبار الفضل قادیان جلد (۲۶) نمبر ۱۷ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۳۲ء

۵، ہمارے جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہماری جماعت کا جو خلیفہ

ہوتا ہے وہ اپنے زمانہ میں، جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا

ہے، اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رو سے باقی جماعتوں

سے افضل ہے اس لئے ہماری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے

ایک شخص جب سب سے افضل ہوگا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ

سے یقین سے اسے بعد از خدا بزرگ توئی، یعنی خدا کے بعد تو ہی

سب سے زیادہ بزرگ ہے، کہہ سکتے ہیں.....

پس احمدی نے بھی یہ بات کہی ہے ان ہی معنوں میں کہی ہوگی، کہ

اس زمانہ میں جو لوگ ہیں ان کے لحاظ سے ہم اپنے خلیفہ کو بعد

از خدا سمجھتے ہیں، اور میں نے جیسا کہ بتایا ہے، اگر اُس نے

ان معنوں میں ان الفاظ کو استعمال کیا ہے تو یقیناً اس نے سچ کہا ہے

اس میں کیا شبہ ہے؟ اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں، میں

نے بھی بار بار بتایا ہے کہ جماعت احمدی کے خلیفہ کی حیثیت دنیا

کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے۔ دنیا میں خدا

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے۔ حالانکہ وہ دراصل

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا نمائندہ ہے۔ للمؤلف برنی، اور چونکہ دین دنیا پر مقدم ہے، اس لئے گوہم دنیاوی معاملات میں حکام کی اطاعت کریں گے، لیکن اگر دین کا معاملہ آئے گا تو پھر ان بادشاہوں کو ہمارے اطاعت اور فرماں برداری کرنا پڑے گی.....

دیکھو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہ احمدی ہے، اور وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے، اور پھر وہ یہ کہے کہ میں تمہارا حاکم اور میں تمہارا بادشاہ ہوں؟ لازماً وہ یہی کہے گا کہ دینی میدان میں میں ہی غلام ہوں، میں ہی شاگرد اور میں ہی ماتحت ہوں۔ عیسائیوں میں اس کی مثال موجود ہے، چاہے وہ کیسی ہی غلط مثال اور کتنے ہی غلط طریقہ پر ہو۔ (مثال کی غلطی میں کیا شک ہے۔ للمؤلف برنی) اور وہ یہ کہ جو بادشاہ پوپ کو مانتے ہیں وہ پوپ کو اپنا حاکم اور سردار سمجھتے ہیں، اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ ہیں ہمیں پوپ سے ملی ہیں۔ زمانہ وسطیٰ میں تو یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تو وہ پوپ کے پاس اپنی بادشاہیت کی منظوری کے لئے چھٹی بھجھتا، اور جب وہ اسے بادشاہ تسلیم کرتا تب وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا۔

دیکھو عیسائی اپنا مذہب ہی پیشوا پوپ کو سمجھتے ہیں، لیکن جماعت

احمدی کے نزدیک خلیفہ وقت اس کا مذہبی پیشوا ہے۔ پس جو بادشاہ بھی احمدی ہو گا وہ اپنے آپ کو خلیفہ وقت کا ماتحت اور اس کا نائب سمجھے گا۔ اور گود نیا وی معاملات میں اس کے احکام نافذ ہوں۔ مگر دینی معاملات میں حکومت، احمدی خلیفہ ہی کی ہوگی۔ اس لحاظ سے اگر اپنے موجودہ زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کرنے ہوئے کوئی شخص خلیفہ وقت کو بعد از خدا بزرگ توئی کہہ دے تو کہہ سکتا ہے، اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ . . . . شریعت اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ احمدی کے فقرہ کے بھی یہی معنی لئے جائیں کہ اس زمانہ میں جس قدر لوگ ہیں، ان سب سے جماعت احمدی کا خلیفہ بڑا ہے، تو اگر یہی معنی کئے جائیں تو اس سے پہلے انکا نہیں، بلکہ یقیناً ہم اس کے دعوے دار ہیں۔ (میاں صاحب کا یہ ارمان کہ عیسائی پوپ کی طرح وہ بھی قادیانی پوپ بنیں قابل بہرہ رسی ہے، للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار انفضل قادیان جلد (۲۵) نمبر ۱۹۹ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء)

میاں بشیر الدین محمود  
احمد صاحب خلیفہ  
قادیان چونکہ روحانیت

۲۲- خلیفہ صاحب قادیان کے  
عجب عجیب خواب

میں اعلیٰ مقام پر فائز سمجھے جاتے ہیں، عجیب عجیب باتیں سوچنے کے سوا ان کو خواب بھی عجیب عجیب نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند نمونے درج ہیں۔ ایک الہام مرزا قادیانی صاحب کا اپنے متعلق، دو خواب خود خلیفہ صاحب کے اپنے متعلق، اور ایک خواب ان کے معزز مرید آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقبابہ کے متعلق، چنانچہ ملاحظہ ہوں :-

۱۱) میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے سدر جہنمی روایا اور کشف اپنے قلم سے لکھ کر بھیجا جو اخبار الفضل قادیان میں شائع ہوا :-

۱۱) ایک رات میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے شدید محبت اور جذبہ عشق کے ماتحت کہ اس کی نظیر نہیں ملتی، مخاطب ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اے میرے رب! تو مجھے اپنی گود میں اٹھالے، اور اپنی برکتوں سے مجھے چاروں طرف سے ڈھانپ لے۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے بار بار کر رہا ہوں کہ آنکھ کھل گئی، اور اوپر کے الفاظ اہا نا زبان پر جاری تھے۔ (میاں صاحب کی دعا کہ مجھے اپنی گود میں اٹھالے، بچپن کے شوق کی نفسیاتی یادداشت معلوم ہے، مگر آپ اس زمانہ میں اردگرد کے سب لوگوں کو بہت عزیز تھے، اور خاص کر حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول تو حد درجہ محبت کرتے تھے۔ بہر حال جذبہ محبت کا تقاضا

کہ گود میں اٹھا لیا جائے، خواب میں، بیداری کا کوئی نفسیاتی  
 عکس معلوم ہوتا ہے۔ خواب میں بھی اکثر یا کبھی کبھی دل کے قدیم  
 یا جدید جذبات منعکس ہو جاتے ہیں، جو خواب دیکھنے والے  
 کی نفسیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں، جیسے کہ زیر بحث خواب  
 میں میاں صاحب اپنے تقرب اور بے تکلفی کا اظہار فرماتے  
 ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی گود میں جانا چاہتے تھے۔ للمؤلف برنی،  
 (میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کا خواب رقم فرمودہ خود  
 مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۳، ۱۸۸ مورخہ ۱۱ گت  
 ۱۹۲۵ء)

(۲) اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرماتا ہے  
 یا شمس ایاقہر! اے سورج! اے چاند۔ سورج کی خواہش  
 یہ ہے کہ وہ چاند کو روشنی دیتا ہے، اور چاند کی خواہش یہ ہے  
 کہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے۔ گویا اس میں اللہ تعالیٰ نے  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سورج کہا اور خود چاند بنا۔  
 اسی طرح عورت مرد سے نطفہ لیتی ہے، اور مرد نطفہ دیتا ہے  
 سورج کا قائم مقام مرد ہے، اور چاند کا قائم مقام عورت ہے  
 اس وقت بھی لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض  
 کیا کہ خود سورج بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چاند بنا یا ہے۔ (اس  
 ایچ بیچ کا منشاء صاف ظاہر ہے۔ نعوذ باللہ! علیٰ ہذا ایک موقع



پر مرزا قادیانی صاحب اس کے برعکس عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اوپر محسوس کر چکے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب (قادیانی مذہب) میں دوسری جگہ اس کا ذکر درج ہے،  
 للمؤلف برنی، اور اب بھی لوگ اعتراض کر سکتے ہیں کہ  
 (میں نے) اللہ تعالیٰ کو عورت دیکھا.....

..... وہ بہت ہی خوب صورت عورت ہے۔ میں نے اس  
 کی تھوڑی بکڑ کر کہتا ہوں کہ کیا تم بھی میرے ساتھ جنت میں رہو گی؟  
 اس نے کہا ہاں۔ میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں گی  
 ..... آخر ایک ایسی جگہ میں پہنچا ہوں

جہاں ایک میدان ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک  
 باغ ہے جس میں میرا مکان ہے۔ میرے پیچھے پیچھے وہ  
 عورت بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنت  
 میں میرے ساتھ رہنے کے لئے آئی ہے۔ وہ بہت ہی  
 خوب صورت عورت ہے۔ میں اس کی تھوڑی بکڑ کر کہتا  
 ہوں کہ کیا تم بھی جنت میں میرے ساتھ رہو گی۔ اس نے  
 کہا ہاں میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں گی۔ میں نے  
 اسے کہا کہ تمہیں میری بیویوں کے ساتھ رہنا پڑے گا۔  
 (رہنا پڑے گا؟) للمؤلف برنی، وہ کچھ حیرت ظاہر کرتی ہے  
 کہ بیویوں کے ساتھ! مگر اس نے انکار نہیں کیا۔ اس

وقت ایک دم میرے دل میں خیالی پیدا ہوا کہ یہ خوبصورت عورت اللہ تعالیٰ ہے، اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔ اس کے بعد میں آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب کے بیان کا اقتباس)

(سیاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۵، نمبر ۶، مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء)

دسمبر ۱۹۲۷ء کو سرایا تیسرا ہفتہ فروری ۱۹۲۷ء کا تھا کہ میں نے رویا میں دیکھا کہ میں مسجد مبارک میں ہوں اور محراب میں بیٹھا ہوں۔ چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب بھی میرے پاس ہیں۔ کچھ مقتدی بھی ہیں۔ ان میں چودھری صاحب کے ناموں چودھری عبداللہ خاں صاحب مرحوم و مغفور بھی بیٹھے ہیں۔ چودھری صاحب سے ایک ناپسندیدہ حرکت ہوئی، جس پر میں جلدی سے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا کہ لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹ جائے (معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناپسندیدہ حرکت ناقابل دید تھی۔ مؤلف برنی، مگر چودھری عبداللہ خاں صاحب مرحوم نے ان کو اپنے زمیندارہ طریق پر جیسا کہ ان کی عادت تھی، ایک طنز آمیز لہجہ میں تادیب کی اتنے میں میں نے نماز شروع کر دی۔ چودھری صاحب اس

وقت مسجد سے چلے گئے (عجب یہ لطفی ہو گئی۔ للمؤلف برنی) ✓  
 حد میں نماز پڑھ کر گھر آ گیا کہ وہ واپس آ گئے۔ اور  
 میں نے انہیں کہا کہ آپ نماز پڑھ لیں۔ انہوں نے مسجد میں  
 نماز شروع کر دی۔ اس وقت میں نے گھر سے جھانک  
 کر دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے، مگر منہ مشرق کی طرف  
 تھا (گو یا قبلہ کی طرف پشت تھی۔ للمؤلف برنی) رکوع کی حالت  
 میں میں نے انہیں دیکھا، اور ان کے پہلو میں ان کی سالی زہرہ بیگم  
 بھی نماز میں شامل تھیں۔ میں نے اس وقت دیکھا کہ دونوں نے  
 جوتیاں پہنی ہوئی ہیں، جو وہلی کی طرف کے طلائی کام والی  
 خوبصورت جوتیاں ہیں۔ ان کی خوبصورتی نہایت نمایاں  
 ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ خواب میں ہی چودھری  
 صاحب کو میں یہ خواب سنا تا ہوں، اور کہتا ہوں کہ خواب  
 اچھا ہے۔ یعنی انجام اچھا ہو گیا۔ (واقعی خواب میں بڑی جدت  
 اور بشارت ہے۔ للمؤلف برنی)

زمیناں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خواب  
 رقم فرمودہ خود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد (۱۳۲)  
 نمبر مورخہ ۹ مارچ ۱۹۲۶ء

۲۳۔ لیس لیسٹ، میرزا قادیان اور قائد اعظم { ہمیں تو  
 شخصی تقابل

کی ضرورت نہ تھی، کیوں کہ سرسید علیہ الرحمۃ، مرزا قادیانی صاحب آجہانی اور قائد اعظم علیہ الرحمۃ تینوں ہستیوں کے کارنامے دنیا پر بخوبی روشن ہیں۔ قادیانی اخلاق میں سرسید کو آجہانی لکھا گیا۔ جس طرح ملکہ و کٹوریہ کو آجہانی لکھا گیا۔ پس اس اتباع میں مرزا قادیانی صاحب کو بھی یہاں آجہانی لکھا گیا۔ اور سرسید کے مقابل بجا طور پر لکھا گیا۔ تاہم وضاحت کر دی گئی کہ کوئی غلط فہمی میں نہ رہے۔ بہر حال خود قادیانی صاحبان نے تقابل کی ضرورت سمجھی۔ پس ان ہی کا تقابل ذیل میں بغرض ملاحظہ درج ہے:-

۱۔ وہم ذیل میں کچھ اقتباسات حضور اقدس (یعنی مرزا غلام احمد

قادیانی صاحب) کے تحفہ رسالہ قبصر یہ سے پیش کرتے ہیں۔ یہ تبلیغی خط ملکہ و کٹوریہ آجہانی کو اس کی جوہلی کے موقع پر بطور تحفہ ارسال کیا گیا تھا۔ . . . . ہندوستان میں اس وقت سرسید آجہانی

قادیانی آجہانی ملاحظہ ہو۔ لائف برنی، مسلمانوں کے رہنمائے اعظم سمجھے جاتے تھے (اور قادیانیوں کو شاید اسی کا حسد

اور قلع تھا، لائف برنی، لیکن ان کی نظر صرف مسلمانوں کی دنیاوی بہبودی تک ہی محدود تھی۔ ملکہ و کٹوریہ یا قوم انگریز کو دعوت اسلام دینا ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ الغرض تحفہ

قبصر یہ تاریخ عالم میں ایک ایسی دستاویز ہے کہ جس کی نظیر سوائے انبیاء کے نہیں ملتی۔ اور جس کے مضامین سوائے ابن الوقت کے

کوئی نہیں لکھ سکتا، کہ اس کی چاپوسی سے خود دار کو شرم آئے  
 رہیں سرسید علیہ الرحمۃ کی اسلامی خدمات سو وہ اظہر من الشمس  
 ہیں۔ چاند پر خاک پھینک کر خود گرد آلود ہونے سے کیا حال  
 کہ قادیانی انگریز پرستی اب کوئی راز نہیں رہی۔ لٹو لٹا برنی

داخبار الفضل قادیان جلد (۳۵) ص ۳۱ مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۷ء

۲۱۔ چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ سید صاحب نے (یعنی

سرسید احمد خاں بانی محمدن کالج علی گڑھ نے) اپنے ایک دوست

کے نام جو سیالکوٹ میں رہتے ہیں، اس عاجز (یعنی مرزا غلام احمد

قادیانی صاحب) کی تالیفات کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ایک ذرہ کسی کو

فائدہ نہیں پہنچا سکتیں، یعنی بکلی صداقت سے خالی ہیں، اور نہ

صرف اس قدر بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ سید صاحب نے

ایک اخبار میں چھپو ابھی دیا تھا کہ کسی الہامی پیشگوئی کا ظہور میں آنا

یا کاشفات و مخاطبات الہیہ سے مشرف ہونا ایک غیر ممکن امر

ہے، اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ مجاہدین میں سے ہے

اور ایسے خیالات جنوں کے مقدمات میں سے ہے۔ اور اگر

یہ خیالات دل میں راسخ ہو جائیں تو وہ پھر پورا جنوں ہے۔ اگرچہ

اس وقت مجھے ٹھیک ٹھیک یاد نہیں ہے کہ سید صاحب کے اپنے

الفاظ کیا تھے مگر قریباً ان کا خلاصہ یہی تھا کہ سرسید علیہ الرحمۃ کے

الفاظ ایسے ہوں گے کہ انبیاء، اولیاء سے اعراض کئے بغیر مرزا

قادیانی صاحب کی حقیقت واضح ہو جائے۔ مرزا صاحب نے جو عام انکار کی جھلک دکھائی ہے، وہ مرزا صاحب کے الفاظ کا کرشمہ معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ للمؤلف برنی،

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۰

دعا، اس کے بعد وہ گروہ جو سرسید کی تحقیقات سے متاثر تھا کہنے لگا کہ کسی مسیح نے نہیں آنا، یہ تو مسلمانوں میں غلط اعتقاد عیسائیوں کی تعلیم سے پیدا ہو گیا تھا، اور ان میں سے بعض یہ کہتے سنائی دے گئے کہ وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ قابل بحث ہی نہیں، اور نہ اسلامی اعتقاد میں اس کی کوئی حیثیت ہے۔ یہ خواہ مخواہ

مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے، حالانکہ وفات مسیح کا مسئلہ ضروری نہ تھا تو سرسید نے کیوں اسے ثابت کرنے کے لئے صفحوں کے صفحے سیاہ کر ڈالے۔ (جس سے مرزا قادیانی صاف

کو بھی اس مسئلہ میں راہ ملی۔ للمؤلف برنی) کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وفات مسیح علیہ السلام کا اسلام کے ساتھ گہرا تعلق ہے (اور قادیانیت تو اسی سے شروع ہوئی اور اسی پر اس

کی بیل چڑھی۔ للمؤلف برنی)

راخبار الفضل قادیان جلد (۲۸)، ۲۹ مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۰ء

رہے مسٹر محمد علی جناح قائد اعظم علیہ الرحمۃ سو ان کا تقابل مرزا

قادیانی صاحب کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ طلب ہے:-

جدید مسلمانوں کے لیڈر اور مسلمانوں کے نمائندہ سر میاں فضل حسین صاحب فرماتے ہیں۔ اور اس وقت مسٹر جناب کے خیالات کانگریسی تھے۔ اور وہ کانگریس کی تائید میں تھے اور مسلم لیگ کا دائرہ اس وقت اتنا وسیع نہ تھا جتنا اب ہے کچھ عرصہ کانگریس میں کام کرنے کے بعد مسٹر جناب مسلم لیگ میں آ گئے، اور آہستہ آہستہ اپنی قابلیت منواتے چلے گئے، یہاں تک کہ تمام مسلمان لیڈران کے پیچھے لگ گئے، اور وہ مسلم لیگ کے صدر بن گئے۔

مدکبا مسٹر جناب دنیا کے سارے مسلمانوں کے نگراں ہو سکتے ہیں، اور کیا مسٹر جناب اسلامی دنیا کے تمام نقائص اور خرابیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ کیا مسٹر جناب یا کوئی مسلمان نمائندہ آج پھر ایمان کو اسی پہلی حالت میں قائم کر سکتا ہے جو حالت کفر و ادنیٰ کی تھی۔ ہر انسان جو عوج اور عقلمندی سے جواب دہ ہے گا وہی جواب دہ ہے گا کہ مسٹر جناب ہندوستان کے سیاسی لیڈر ہیں۔ دنیا بھر کے مذہبی لیڈر نہیں ہیں۔ یہ کام سوائے ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا جو موید من اللہ ہو اور جسے اللہ تعالیٰ خود مقرر کرے، اور وہ تمام مسلمانوں کا نگران ہو۔ مسلمانوں کے ہر مرض کا علاج کرنے والا، اور مسلمانوں کی ہر تکلیف کا مددگار ہو۔ جو اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کرنے والا ہو۔ آج ایسے

ہی شخص کی ضرورت ہے . . . . .

پس جس طرح ہر چیز اپنے موسم میں پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح نبوت اور خلافت بھی اپنے وقت پر پیدا ہو جاتی ہیں۔ . . . .

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور اسی رنگ میں آئے، جس رنگ میں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، اور دوسرے انبیاء مبعوث ہوئے تھے اور آپ کے بعد بھی اسی رنگ میں سلسلہ خلافت شروع ہوا جس طرح پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوا۔ اگر ہم عقل کے ساتھ دیکھیں اور اس کی حقیقت کو پہچاننے کی کوشش کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ یہ ایک عظیم الشان سلسلہ ہے۔ (اس عظیم الشان سلسلہ کے جو مذہبی منصوبے اور سیاسی کارنامے تھے وہ بخوبی ظاہر ہو چکے اور ظاہر ہو رہے ہیں، جن سے ثابت ہوا کہ قادیانیت عالم اسلام اور مسلمانوں کے حق میں ایک بڑا فتنہ اور خطرہ تھی، لیکن مدت کے مغالطہ کے بعد مسلمان واقف اور ہوشیار ہو گئے، جس سے قادیانیت کا عمل باطل ہو گیا۔ عرصہ رسیدہ ہو دہلائے دے بغیر گزشتہ رہے مسٹر جناح علیہ الرحمۃ، ملوان کے اسلامی کارنامے مسلم لیگ اور پاکستان کے تعلق سے دنیا پر روشن ہیں۔ المختصر قادیانی سازش یہ تھی کہ اسلامی ممالک بڑا نگریری قبضہ اور تسلط ہو جائے اور مسٹر جناح کی کوشش تھی کہ جدید اسلامی سلطنت پاکستان قائم ہو،



اسلامی ممالک سے بیرونی اثرات زائل ہوں۔ عالم اسلام کا  
دقار حکم ہو۔ اللهم لفت برنی

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے  
۲۴۔ قادیانیت کا ارتقا جو بڑے بڑے دعوے کئے

ہیں، ان کے چار مراحل نظر آتے ہیں۔ اول انہوں نے صرف  
مجدد اور محدث ہونے کا دعوے کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ختم نبوت پر بہت زور دیا۔ بنا برآں پیری مریدی کا سلسلہ شروع  
ہوا۔ اور مسلمانوں کو مرزا قادیانی صاحب پر طرزِ سخن و تشبیہ پر توجہ دینا  
اس کے بعد مرزا قادیانی صاحب نے بتدریج نبوت کی تاویل شروع کی۔  
اصطلاحوں کا پیچ اور لفظوں کا کھیل نکالا کہ بیانِ چہستان معلوم ہونے لگا  
کوئی کچھ سمجھا اور کوئی کچھ۔ اس صیر پھیر میں اپنے واسطے نبوت کی راہ  
نکالی۔ حتیٰ کہ تیسرے مرحلہ پر علانیہ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اور جو تھے  
مرحلہ پر تو بڑے بڑے انبیاء کے ہم پلہ ہو گئے۔ بلکہ فضیلت میں بڑھ گئے  
ع۔ میں تفاوتِ راہ از کجا سنت ناکجا۔ چنانچہ کتابِ قادیانی مذہب،  
میں یہ چاروں مرحلے بہت تفصیل سے درج ہیں، جو قابلِ دید ہیں کہ بہت  
سبق آموز ہیں۔ فی الجملہ یہ چاروں مرحلے بہت واضح ہیں۔ البتہ وقت  
ضرورت کبھی پچھلے مرحلے کی بات اگلے مرحلے میں بھی مرزا صاحب  
دہرا دیتے تھے تاکہ گرفت سے محفوظ رہیں۔ اسے مصلحت کہنے یا  
ابن الوقتی مرزا صاحب ضرورت کے وقت اس ترکیب سے آسانی

گریز حاصل فرمالتے تھے۔ ان بچوں اور چکروں کا نتیجہ یہ کہ مرزا صاحب کے مریدوں میں، مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جلد ہی دو جماعتیں بن گئیں۔ ایک قادیانی جماعت قادیان جن کے خلیفہ مرزا صاحب کے فرزند میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ اور دوسری قادیانی جماعت لاہور، جن کے امیر جماعت مولوی محمد علی صاحب قادیانی ہیں جو مرزا قادیانی صاحب کے مرید ہیں۔ چنانچہ ان دونوں جماعتوں میں جو فرق ہے، ذیل میں بیان ہوگا۔

دعوتِ نبوت سے قبل مرزا صاحب جو طرزِ بیان اختیار کرتے تھے، اس کا ایک نمونہ یہاں ملاحظہ طلب ہے۔

مجھے دعوتِ نبوت و خروجِ از امت اور میں نہ منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر حکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آجناہ کے بعد اس کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔ قرآن کریم کا ایک ٹوٹہ

یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آیتوں کے جو اللہ جل شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوتِ تامہ کی بعض صفات ظاہری طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہ لحاظ بعض وجوہ، نشانِ نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں۔ "دمیرزا قادیانی صاحب کس ترکیب سے نبوت شروع کرتے ہیں کہ کسی کو

شبہ تک نہ ہو اور سمجھتے ہیں کہ حالات نے موافقت کی تو صحیح شاید  
ہمیں بیضہ ہر آرد پر وبال۔ اشاروں کنایوں سے ابتدا کر کے  
دعوؤں تک بڑھ جانا مرزا قادیانی صاحب کا خاص کمال ہے۔  
للمؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۳۵ جلد ۳۳ مورخہ  
۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

دعویٰ شروع ہونے کے بعد گریز کی جو صورت بالعموم اختیار کی جاتی  
تھی اس کی مثال حلیفہ صاحب قادیان کے بیان میں ملاحظہ ہو:-  
مد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۵ مارچ کے  
خطبہ جمعہ میں جو الفضل ۳۳ مارچ ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔ حیات  
وفات مسیح اور مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
کی تبدیلی عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ مد حضرت مسیح موعود  
علیہ السلام نے پہلے لکھا کہ مسیح ناصری زندہ ہے مگر بعد میں وفات  
پیش کی اور جب لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے صاف طور پر  
فرمادیا کہ وہ میری غلطی تھی جب تک مجھے علم نہ تھا، میں وہی کہتا رہا  
جو جمہور مسلمانوں کا عقیدہ تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے حقیقت سے  
آگاہ کر دیا تو میں نے اسے بیان کر دیا، اسی طرح پہلے آپ لکھتے رہے  
کہ میں نبی نہیں ہوں مگر بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے اعتراض  
کیا تو یہ نہیں فرمایا کہ میرا تو پہلے بھی یہی مطلب تھا کہ میں نبی ہوں۔ نہیں

کا لفظ کاتب نے غلطی سے لکھ دیا۔ بلکہ سادگی سے اقرار کر لیا کہ مسلمانوں کے پرانے عقیدے کے مطابق میں اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا۔

د اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۹ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۴۰ء  
نئے نئے غیر قرآنی دعویٰوں سے جب دیندار مریدوں کو وحشت بدگمانی اور برگشتگی ہوتی تو مرزا قادیانی صاحب ان کو خوب لٹاڑتے چنانچہ ایک لعن طعن ذیل میں بطور نمونہ پیش ہے۔

وہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کر سکوں بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے، مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اقل ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبضہ وارد ہے۔ اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بلفم کی طرح مکاتریاں باقی رہ گئیں ہیں۔ اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دے جائیں۔ وہ ٹھک گئے اور در ماندہ ہو گئے اور نابالغ دنیائے اپنے دام تزدیر کے نیچے انہیں دبا لیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں

وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دئے جائیں گے۔ بجز اس شخص کے کہ  
خدا تعالیٰ کا فضل نئے سرے سے اس کا ہاتھ پکڑ لے۔“

فتح اسلام ص ۶۷-۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب منقول  
از اخبار الفضل قادیان جلد (۲۵) نمبر مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۳۷ء

۲۵۔ قادیانی تکفیر مسلمانین  
جب مرزا قادیانی صاحب

بکہ انبیاء میں بھی افضل بنی بن گئے۔ اور بنی کا انکار کفر ہوتا ہے پس  
تمام مسلمان جو مرزا قادیانی صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لائیں کافر  
قرار پائے۔ گویا تمام عالم اسلام پر کفر چھا گیا۔ چنانچہ یہ بحث کتاب  
میں تفصیل سے درج ہے۔ یہاں بھی مولوی نور الدین صاحب قادیانی  
خلیفہ اول قادیان کا فتویٰ بطور نمونہ درج ہے۔

۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا کہ..... ایمان بالمرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن  
مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالمرسل میں کوئی تخصیص  
نہیں۔ عام ہے خواہ وہ بنی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان  
میں ہو یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا  
ہے۔ ہمارے مخالف حضرت میرزا صاحب کی ماموریت کے  
منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فردعی کیوں کر ہوا۔ قرآن مجید  
میں تو لکھا ہے کہ لا فرق بین احد من رسولہ لیکن حضرت مسیح

موجود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

(اخبار الحکم قادیان نمبر ۲۱-۲۸ فروری ۱۹۱۱ء)

اس حوالہ میں حضرت خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمرہ انبیاء میں تسلیم فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کے نہ ماننے سے آیت لافرق بیت احد من مرسله کی خلاف ورزی ہوئی۔  
 دوسرا مسئلہ کفر و اسلام ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہ ماننے والے مسلمان ہیں یا نہیں۔ اس کا فیصلہ بھی حضرت خلیفہ اول فرما چکے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں.....  
 اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

(اخبار بدر قادیان ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

(خلیفہ اول) نے پھر ایک تقریر میں فرمایا، پہلے بنی آتے رہے۔ ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں پڑا ہو اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں۔ جو اب تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں۔ اور مطلب یہ کہ جب مرزا قادیانی صاحب بنی ٹھیرے تو مسلمان جو ان کو نہ مانیں منطقی قاعدے سے کافر ہوئے۔ لیکن اگر مرزا صاحب متنبی نکلے جیسا کہ مسلمان جانتے ہیں کہ وہ متنبی تھے تو پھر متنبی کو بنی ماننے والے قادیانی صاحب

کا کیا حشر ہوگا۔ خلیفہ صاحب نے اس صورت کو فراموش  
کر دیا۔ (مؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۰۸ جلد ۲۹ مورخہ  
۱۲ مئی ۱۹۴۱ء)

شروع میں تو مدت تک میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان  
مسلمانوں کی تکفیر میں بہت شدت دکھاتے رہے۔ چنانچہ کتاب  
میں تفصیل موجود ہے۔ وہ زمانہ انگریزوں کے زور کا تھا لیکن بعد میں  
ملاک کی سیاسیات کا نقشہ بدلتا نظر آیا اور مسلمانوں کی نظر بھی بدلتی ہوئی  
نظر آئی تو پھر فکر لاحق ہوئی۔ مرزا قادیانی صاحب کو پکا بنی مان کر اپنی  
سابقہ تکفیروں کے بد نظر یہ تو ممکن نہ تھا کہ مسلمانوں کی تکفیر سے تو بہ  
کر لیتے البتہ جو کچھ بن پڑا وہ یہ کہ تکفیر ذرا نرم کر دی جائے یعنی مسلمان  
رہے تو کافر نہ کہیں ان کا درجہ ہندوؤں سے بلکہ عیسائیوں  
سے بھی گھٹ گیا، یعنی گویا میاں صاحب کے نزدیک مسلمان اب  
تھوڑے کلاس کافر رہ گئے۔ یہ رعایت بھی بڑی عنایت ہے چنانچہ  
ملاحظہ ہو۔

مد خلاصہ کلام یہ کہ مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ  
ہے کہ چونکہ غیر احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار  
کیا ہے۔ جو خدا کا ایک برگزیدہ مرسل و مامور ہے۔ اور جن کے  
ماننے کے لئے خدا اور اس کے رسول نے سخت تاکید فرمائی ہے

اور اسے اس زمانہ کے لئے مدارِ نجات ٹھہرایا ہے۔ اس لئے آپ کا منکرِ اسلامی اصطلاح کی زد سے کافر ہے اور حقیقت کے لحاظ سے اسے کسی صورت میں بھی مسلمان نہیں سمجھا جاسکتا مگر باوجود اس کے غیر احمدیوں کا یہ کفر اس رنگ اور اس درجہ کا کفر نہیں جو ہندوؤں اور عیسائیوں میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ غیر احمدی مسلمان باوجود اس کفر کے ہمارے بہت قریب ہیں اور انہیں یہ بھی حق حاصل ہے کہ اسلام کی ظاہری اور عرفی تعریف کے لحاظ سے مسلمان کہلائیں۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے وہ یقیناً مسلمان نہیں۔“

( اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۱۲ مورخہ مئی ۱۹۴۰ء )

اول تو جب قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی صاحب دیگر انبیاء کی طرح نبی تھے، اور افضل نبی تھے۔ تو ان پر ایمان نہ لانے سے قدرتا ان کے نزدیک مسلمان کفر میں داخل ہو گئے۔ اس کے سوا ان کے نزدیک یہ فائدہ پہنچا کہ مسلمانوں کی تکفیر سے قادیانیت کی تشہیر ہو گئی۔ چنانچہ اس بارہ میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا نظریہ ملاحظہ طلب ہے:-

وہ ہیں یہ دو تین سوال ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے احمدیت کو چھپایا ہی نہیں جاسکتا۔ جب کبھی نماز کا موقع آئے گا اور ہم ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھیں گے، یا اگر جنازہ کا موقع آئے گا اور ہم ان کے



جنازہ میں شامل نہیں ہوں گے یا شادی بیاہ کا معاملہ ہو گا اور ہم انکار کریں گے تو احمدیت کی بات شروع ہو جائے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان مسائل سے ہم نے اسلام میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے، مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ بغیر ان مسائل کے تبلیغ ہو ہی نہیں سکتی۔

..... مدجب سارے مسائل ختم ہو گئے اور پھر بھی وہ یہی

کہتے رہے کہ آپس میں مل کر قادیانی اور لاہوری جماعت کو تبلیغ

کرنی چاہیے، تو آخر میں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ اور مسئلہ بھی ہے

جس میں ان کا اور ہمارا اختلاف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ یعنی

لاہوری جماعت، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس

پر وہ بڑے جوش میں آکر کہنے لگے، آپ نے یہ مسئلہ پہلے کیوں نہ

بتایا۔ اس مسئلہ کی موجودگی میں اختلاف صحیح اور جائز ہے۔ پھر

کہنے لگے تمہارے پاس وہ چیز ہے جس سے تم ترقی کر جاؤ گے اور

پنجابی (یعنی لاہوری) ترقی نہیں کریں گے۔

د میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ

اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۴۹ جلد ۱۳۳ (۱۳۳۳) مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء

یوں تو اندرونی اختلافات مثلاً امامت، خلافت یا فقہ کی بنا پر

مسلمانوں کے بعض فرقے بعض فرقوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں تاثر کرتے

ہیں مثلاً سب سے بڑھ کر شیعوہ سُنی۔ لیکن قادیانی صاحبان اختلاف نبوت کی بناء پر مسلمانوں کی نماز سے انکار کرتے ہیں کہ گویا مسلمان منکر نبی ہو کر کافر پھو گئے۔ چنانچہ یہ بحث بھی کتاب میں وضاحت سے درج ہے، یہاں صرف ایک نمونہ پیش کرتے ہیں کہ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں بالقابہ کو نماز میں کیا مرحلہ پیش آیا اور کیا صفائی پیش ہوئی۔

دو اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۱ء میں آنریبل چودھری

سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی طرف یہ بات منسوب کر کے کہ انہوں

نے لندن میں عثمانی امام خیر الدین آفندی کی اقتداء میں نماز جمعہ

پڑھی۔ جناب چودھری صاحب سے شہادت طلب کی تھی،

کہ وہ صحیح واقعات پر روشنی ڈالیں۔ یہ پرچہ جس وقت جناب

چودھری صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسی وقت

آپ نے ایڈیٹر پیغام صلح کو ایک رجسٹری خط لکھا جس میں واقعات

کی روشنی میں جہاں یہ ثابت کیا کہ انہوں نے کبھی کسی غیر احمدی

امام کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے حسب ذیل وسیع ارشادات سے ثابت کیا کہ غیر احمدی

انام کی اقتداء میں نماز پڑھنا قطعاً ناجائز ہے۔

مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۲۹ جلد ۲۹ مورخہ

۷ جون ۱۹۳۱ء

۲۶۔ قادیانی جہالت لاہور کی دوسری { رہیں دو قادیانی جنابیں

سوا اول قادیانی جماعت لاہور کو لیجئے۔ اس جماعت میں نہ تو اتنی مذہبی عقیدت ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کو علانیہ نبی مانیں اور نہ اتنی دینی جرات ہے کہ توبہ کر کے مسلمانوں میں شریک ہو جائیں۔ یہ لوگ بیشتر مرزا قادیانی صاحب کے ابتدائی اور متوسط دور کے ارشادات میں اپنی عقیدت اور اپنے مسلک کا حصر کرتے ہیں۔ ان کی مجدد، محدث، مہدی اور مسیح موعود کی حد تک مانتے ہیں۔ بتوت کے دعوتوں سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ اور اپنی تکفیر کا خطرہ مول لیتے ہیں۔ لیکن ایسا دھورا بننا یوں بھی نفاق ہے۔ دنیا کے خلاف ہے کہ دوسروں کو قادیانیت میں فریب دیا جائے، کوئی قبول کرے یا رد کرے، پوری قادیانیت پیش کرنی چاہیے۔ اور یہ اخلاقی جرات اور خلوص قادیانی جماعت قادیان کو حاصل ہے۔ اسی سبب سے قادیانی فرقہ میں جماعت قادیان زیادہ بااثر اور مقبول ہے۔ یوں خلیفہ صاحب قادیان سے کچھ قادیانیوں کے ذاتی اختلافات اور جھگڑے ہوں، یہ دوسری بات ہے۔ لیکن اس جماعت کی قادیانیت قطعاً زیادہ مستند اور محکم ہے۔ اور یوں تو خود امیر صاحب جماعت لاہور بھی اپنی جماعت میں شکایات و اعتراضات سے میرا نہیں ہیں۔ بہر حال جماعت لاہور اپنی مصلحتوں کے مد نظر آئے دن داویلا کرتی رہتی ہے کہ قادیانیت کی تبلیغ سے اسلام کو اور مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے مگر لطف یہ کہ خود بھی قادیانی بنی ہوئی ہے۔ اور دوسروں

کو بھی قادیانی بتانا چاہتی ہے۔ مگر اپنی طرح ادھر اور قادیانی کہ مرزا قادیانی صاحب سے ربط اور عقیدت بھی رہے اور ان کی خاص تعلیم اور دعوتوں سے انکار بھی رہے اور سب سے بڑی فکر یہ کہ مسلمانوں میں کبھی اپنا پایا جا رہے ہے۔ جماعت لاہور کا یہ چونکھا کھیل بہت اٹوٹھا معلوم ہوتا ہے۔

## ۲۷۔ قادیانی جمالاہو کا عقیدہ کا عمل

یوں تو قادیانی کے اکابر مرزا قادیانی صاحب کی زندگی میں اور نیز بعد کو بھی کچھ مدت مرزا قادیانی صاحب کی نبوت کے معتقد تھے، چنانچہ کتاب میں کافی صراحت موجود ہے لیکن بالآخر اس جماعت نے یہ محسوس کیا کہ نبوت کا دعویٰ مسلمانوں میں نہ چل سکے گا۔ اور تکفیر مسلمین سے بھی کسی وقت الٹی مصیبت آنے کا احتمال ہے۔ اپنے عقیدہ میں ترمیم کر لی۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی صاحب کی تحریرات کے مقابل بھی اپنی ترمیم قائم رکھی۔ چنانچہ ذیل میں چند اقتباسات درج ہیں، جن سے واضح ہو گا کہ بعد ترمیم بھی جماعت لاہور کو مرزا قادیانی صاحب کے ساتھ کسی عقیدت ہے۔ جماعت قادیان کے مقابل، عقیدہ میں کیا کیا فرق ہے۔ جماعت لاہور کا طریق عمل کیا ہے۔ اس کی کیا مصلحت ہے۔ نیز یہ کہ جماعت لاہور مسلمانوں کو کافر نہ سمجھی لیکن مرزا صاحب کے انکار کی بناء پر فاسق ضرور سمجھتی ہے۔ گویا خود بڑی

مومن متقی ہے۔ علیٰ ہذا جماعت قادیان کے ساتھ بھی اپنی نماز دست نہیں سمجھتی ہے کہ گویا مرزا صاحب کی نبوت کا عقیدہ باطل ہے۔

۱۱، "واللہ باللہ ثم باللہ ہم حضرت اقدس مرزا صاحب کو

یقیناً یقیناً سچا مسیح موعود، مہدی معبود یقین کرتے ہیں۔ اور آپ کو

آپ کی تمام باتوں میں کامل راستباز یقین کرتے ہیں۔ اور ہم دل

سے اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد سلام علیہ

ایک باخدا انسان تھے۔ خدا تعالیٰ کے پیار سے تھے۔ نہایت

مقدس تھے۔ البتہ یہ تعلیم ہم ان کی نہیں جانتے جو آج کل ان کو

نبی اللہ اور رسول اللہ بنانے کی قادیان کے گدی نشین یعنی صاحب

صاحب کی طرف سے دی جاتی ہے۔ کیوں کہ ہم جانتے ہیں،

کوئی مقدس ہم کو ہرگز قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں

دے سکتا۔ اور نہ خاتم النبیین کے بعد کوئی مقدس یہ کہہ سکتا ہے

کہ مجھ کو بھی آنحضرت صلعم کے بعد نبی مانو۔"

دکتاب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ

الہدیٰ ص ۵۶ مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری،

۲۲، ۲۳ اب میں قادیانی اور لاہوری جماعت کے عقائد اور

اصول کا بھی فرق بتا دوں تو بہتر ہوگا۔

۱۔ لاہور والے ہر ایک کلمہ گو اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

قادیان والے ہر ایک کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر، خارج از اسلام سمجھتے

میں کہ سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہوں ان کے نزدیک اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعود کو صادق بھی مانتا ہو مگر بیعت نہ کی ہو تب بھی وہ کافر خارج از اسلام ہے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو تب بھی وہ کافر از اسلام ہے۔

۲۔ حضرت مسیح موعود کو لاہور والے ایک عظیم الشان مجدد

مانتے ہیں، قادیان والے نبی مانتے ہیں۔ انہیں معنوں میں جو

اسلام کی اصطلاح میں نبی ہوتا ہے۔ خاتم النبیین کے معنی لاہور

والوں کے نزدیک نبوت کو ختم کرنے والے کے ہیں۔ اور قادیان

والوں کے نزدیک اپنی مہر سے نبی بنانے والے کے ہیں۔

۳۔ لاہور والوں کا یہ ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ

ابتدائی دعوت سے آخر تک ایک ہی دعویٰ تھا۔ اور قادیان

والوں کا یہ ایمان ہے کہ ۱۹۰۶ء سے پہلے حضرت مسیح موعود

اپنے دعویٰ نبوت کو سمجھتے نہ تھے اور جب مخالف علماء آپ کی طرف

دعوئے نبوت منسوب کر کے آپ کو کافر ٹھہراتے تھے تو آپ جو

ان سے خفا ہو کر مباہلہ کے لئے تیار ہو جاتے تھے اور خانہ خدا

میں کھڑے ہو کر دعویٰ نبوت کا انکار کرتے تھے تو نعوذ باللہ

یہ آپ کی نا سچی تھی۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کو سمجھ آگئی اور آپ اسی

نبوت کے نعوذ باللہ مدعی بن بیٹھے۔ جس دعویٰ پر آپ ۱۹۰۱ء سے

قبل لغتیں بھیجتے تھے، لاہور والے ان باتوں کو حضرت مسیح موعود

پر افترا جانتے ہیں۔

۴۔ حضرت عیسیٰ کی پیش گوئی احمد کے آنے کے بارے میں جو قرآن شریف میں مُبْتَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنَ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ کی آیت میں مذکور ہے، لاہور والے اس پیش گوئی کا مسداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھتے ہیں اور قادیان والے حضرت مسیح موعود کو۔“

د قادیانی جماعت لاہور کا اخبار کا پیغام صلح، مسیح موعود نمبر لاہور جلد (۲۸، نمبر ۳۱-۳۲ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۲۰ء)

۳۱۔ اسی قسم کا واقعہ ہندوستان کا بھی ہے۔ شروع شروع میں ہم پانچ سات آدمیوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ نہ تو حضرت مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ ہم میں سے کسی نے ان کو نبی مانا۔ یہ اشتہار مولانا مولوی عبدالباری صاحب لکھنوی فرنگی محلی کو بھی بھیجا گیا۔ انہوں نے جواب میں مجھے لکھا کہ الحمد للہ مجھے بہت بڑی غلط فہمی سے نجات ملی اور آج میرا دل مرزا صاحب کی طرف سے بدگمانیوں سے پاک و صاف ہو گیا۔ چنانچہ ان کے الفاظ شائع کئے گئے۔ غالباً امرتسر میں کانگریس کا اجتماع تھا۔ وہاں لوگ مولوی عبدالباری صاحب کے سر ہو گئے کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ ایک سند ان کے ہاتھ میں دیکھی مولانا عبدالباری نے ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اسلام کے اندر ایسے

ایسے لوگ پیدا ہوں جو نبوت کے مدعی ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ایسا نہیں چاہتے۔ تب انہوں نے فرمایا کہ جب یہ فریق حلف اٹھاتا ہے تو تم اس کی بات کیوں نہیں مان لیتے۔ درگوا تحقیق اور تنقیح کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اعلان پر ایمان لانا کافی ہے۔ خواہ اس کے دہو کہ میں ایمان خراب ہی کیوں نہ ہو بھائے اور مسلمان گمراہی میں کیوں نہ پر جایش کیا سطحی سرسری فتویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ لکھنؤ بمبئی تم کو یہ چاہیے کہ تم اس فریق کو جو ان کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرتا ہے غلطی پر مانو اور ان کو سچا مانو (خواہ ان کا اعلان سراسر غلط ہو، خلاف اصل ہو۔ لکھنؤ برنی) جس پر مکفر مولوی خاموش ہو گئے (شاید فتویٰ پر دم بخود ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

دمولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۱ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء) مجھے تو فاروقی صاحب کی بات پسند آئی۔ ایک قادیانی بزرگ ان کے پاس پہنچے اور تبلیغ کرنے لگے کہ وہ ان کے شکوک دور کر کے حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ثابت کر دیں گے۔ فاروقی صاحب نے اس تبلیغ کرنے والے کو کیا اچھا جواب دیا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم جانتے ہو کہ اس کا مجھ پر کیا اثر ہوگا،



میں ایسی صورت میں حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا قرار دیا گیا  
 (یہی خوف تو لاہوری قادیانیوں کو مرزا صاحب کی نبوت سے  
 انکار کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ دعویٰ نبوت سے مرزا صاحب  
 کا جھوٹ بہت نمایاں ہوتا ہے اور لوگ جاں میں نہیں بھینتے  
 للمؤلف برنی) تو یہ اس جماعت کی اپنی باتوں سے ایک  
 ردک حضرت مرزا صاحب کی قبولیت میں کھڑی کر دی ہے  
 خدا چاہے یہ بھی دور ہو جائے گی۔ (خدا چاہے تو صحیح حالات  
 معلوم ہونے پر لاہوری مصلحت کار از قاش ہو جائے گا کہ کس  
 طرح غلط بیانی سے مرزا صاحب کی قبولیت پھیلانے کی کوشش  
 کی جاتی ہے۔ للمؤلف برنی) غلط فہمیوں کے دور ہونے کی رو  
 چل پڑی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے، (بے شک خدا تعالیٰ  
 کا احسان ہے کہ مغالطہ رفع ہونے پر مسلمان قادیانی عقائد کے  
 فریب سے محفوظ ہو جائیں گے۔ للمؤلف برنی)

(مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کا خطبہ جمعہ  
 مندرجہ اخبار صلیح لاہور جلد ۱۳ نمبر ۳۳ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء)  
 ۵، دو لاہور احمدیہ بلڈنگس میں کچھ لوگ رہتے ہیں جو نہ تو وہ  
 حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ  
 کا سچا نبی اور صادق رسول اور آنے والا عیسیٰ نبی اللہ تعالیٰ  
 کرتے ہیں اور نہ غیر احمدی مسلمانوں میں صدق دل سے شمولیت

اختیار کرتے ہیں۔

ذکتاب الحیات مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی ص ۱۳۱  
 ۱۰، حد اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۱ء لکھتا ہے کہ  
 حد قادیانی بھائی ایسے بچے ثابت ہوئے ہیں کہ لاکھ ان کے  
 سامنے کوئی سر رکڑے۔ کلہ کا اقرار کرے۔ نمازیں پڑھے۔  
 روزے رکھے۔ حج کرے۔ جب تک وہ حضرت مسیح موعود پر ایمان  
 نہ لائے۔ نہیں بلکہ ایمان بھی لائے اور ظاہری بیعت نہ کی ہو تو  
 وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حد پیغام صلح نے جو اعتراض کیا ہے۔ دراصل یہ اعتراض  
 جماعت احمدیہ قادیان پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام پر ہے کیوں کہ آپ ارشاد فرما چکے ہیں کہ:-

حد خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص  
 جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا  
 مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔۔۔۔۔  
 (الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۲۳)

پھر غیر مبایعین یعنی قادیانی جماعت لاہور حضرت  
 مسیح موعود کو مجد و مانتے ہیں اور ان کے امیر جناب مولوی  
 محمد علی صاحب فتویٰ دے چکے ہیں کہ مجدوں کا ماننا ضروری  
 ہے اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔

✓ کتاب النبوة فی الاسلام ص ۱۸۵  
 مع اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص جو کلمہ کا اقرار کرتا ہو  
 نماز قبلہ رو پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، حج کرتا ہو اور زکوٰۃ  
 دیتا ہو مگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجدد نہ مانتا ہو تو  
 وہ مومن ہو گا یا کہ فاسق۔ اگر فاسق ہو گا تو غیر مبایعین (قادیانی  
 جماعت لابیوں کے متعلق کیوں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ لاکھ ان  
 کے سامنے کوئی سر رکھ لے، کلمہ کا اقرار کرے، نمازیں  
 پڑھے، روزے رکھے، حج کرے جب تک وہ حضرت  
 مسیح موعود علیہ السلام کو مجدد نہ مانے وہ فاسق ہی ہوتا ہے  
 دیکھو تو اچھی رہی کافر رہی فاسق ہی رہی۔ قادیانیت نے دھبہ  
 تو لگا دیا۔ المؤلف برنی،

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹، نمبر ۱۶، مورخہ  
 ۱۵ مارچ ۱۹۲۱ء)

(۷) مع ۱۹۲۳ء کی ابتداء میں جناب مولوی محمد علی اصحاب  
 کے ساتھ ایک معاملہ پیش آ گیا، جس میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ  
 کیا جماعت قادیان کی امامت میں نماز ہمیں حرام جانی چاہیے  
 یا ایسی مکر وہ کہ بہنزلہ حرام ہو۔ میں نے اس سوال کا جواب  
 صاف چاہا اور آخر مولوی صاحب نے فرمایا۔ مسیح تو یہ  
 ہے کہ اگر آپ جماعت علیحدہ رکھنا ضروری سمجھتے ہوں

تو نماز علیحدہ کرنی پڑے گی۔ " رگو یا لاہور کی جماعت کے قادیانی  
 قادیان کی جماعت والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اللؤلؤ برنی  
 د مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۷۷، ۱۷ جلد ۳۳ مورخہ  
 ۲۷ جولائی ۱۹۲۵ء

قادیانی جماعت  
 ۲۸۔ قادیانی جماعت کا قادیان کے عقیدہ کا  
 وعمل پر جماعت لاہور کی اوپلا

لگی رہی کہ مرزا قادیانی صاحب کی نبوت کا ڈنکا بجے، چنانچہ بہ بانگ  
 دہل انہوں نے قادیانی نبوت کا خوب اعلان کیا۔ اور جماعت لاہور کی  
 اپنی مصلحت میں یہ فکر دامن گیر رہی کہ نبوت کے دعوے پر پردہ  
 پڑا رہے۔ مبادا مسلمان بیدار ہو جائیں اور مخالفت بڑھ جائے،  
 ان کے نزدیک مرزا قادیانی صاحب کی عقیدت مجدد، محدث، مہدی  
 اور مسیح موعود کی حد تک مسلمانوں کے دلوں میں بٹھادی جائے تو  
 کافی ہے، عجب نہیں کہ بعد کو وہ نبوت تک ترقی کر جائے۔ ورنہ  
 ممکن ہے کہ مسلمانوں کی بیداری اور مخالفت سے عقیدت کی توجہ  
 ہی نہ آجائے اور تحریک قادیانیت کا خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ بالآخر  
 وہ صورت پیدا ہو رہی ہے، بلکہ ہو چکی ہے، جس کو قادیانی صاحبان  
 محسوس کرتے ہیں۔ اور ذرا ذرا زبان پر بھی لاتے ہیں یہاں  
 کے ماند آں راز سے کزو سازندہ محفلہ۔

بہر حال باطل کو چند روز فروغ حاصل ہو سکتا ہے، اور بالعموم ہوتا ہے۔ لیکن اس کو قیام نہیں کہ اس کی خاصیت ثمر سے ہے، اور ثمر عدم سے ملحق ہے۔ یوں باطل سسکتا رہے تو دوسری بات ہے تاریخ شاید ہے، اور شاید ہوگی، انشاء اللہ۔

بہر حال جماعت قادیان کے عقائد و اعمال کے متعلق قادیانی جماعت لاہور کی تنقیح و تنقید باحتصار ذیل میں درج ہے۔ تفصیل کتاب میں موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ جماعت قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا نبی سمجھتی ہے جس کے انکار سے کلمہ گو بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا غلو ہے جس سے غلط فہمیوں کا پیدا ہونا لازمی عمل تھا۔ چنانچہ مسلمانوں میں اس عقیدے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ (در اصل قادیانی جماعت لاہور کی مصلحت آمیز غلط بیانیوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوئیں، اور نہ قادیانی جماعت قادیان کا مذہب تو مرزا قادیانی صاحب کی تعلیم کے مطابق صاف اور واضح ہے۔ عقیدہ باطل ہے، لیکن جماعت قادیان قادیانیت کے ساتھ ایقان اور خلوص رکھتی ہے۔ جماعت لاہور کی طرح تاویل اور نفاق میں مبتلا نہیں ہے۔) (مؤلف برنی)

۲۔ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی پاکستان کانفرنس میں جو خطبہ

استقبالیہ پڑھا گیا، اس کا یہ اقتباس کہ ڈانگریزی سیاست نے اس مردم خیز خطہ میں وطنی نبوت کا انتظام کر دیا، تاکہ مسلمانوں کو مدینہ منورہ جانے کی ضرورت باقی نہ رہے اور عالمگیر اخوت اسلامی کا احساس فنا ہو جائے وغیرہ وغیرہ) بھی ان ہی غلط فہمیوں کا نتیجہ ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۱ء) مضمون مندرجہ

اخبار پیغام صلح لاہور ع ۱۴ جلد نمبر مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۱ء

(۲) مہ ختم نبوت جیسے عظیم الشان مسئلہ کو برباد کر دیا گیا،

اور اجرائے نبوت کا خطرناک عقیدہ جماعت میں جاری کر کے

امت مسلمہ کی وحدت اور امن کو تباہ کر دیا گیا۔ اب آئے دن

نبی آیا کریں گے اور لوگ کافر بنا کریں گے اور امت مسلمہ روز

ایک نئے نبی کے آنے کی وجہ سے کفر کے گڑھے میں گرتی

اور اس کی وحدت . . . . . ٹکڑے ٹکڑے ہوتی رہے گی

. . . . . دنیا بھر کے ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو کافر، خارج

از اسلام قرار دے کر اسلام کا تختہ الٹ دیا اور اس طرح

حضرت مسیح موعود کے مشن کو برباد کر دیا۔ حضرت اقدس آتے

تھے تھے تکمیل اشاعت اسلام کرنے اور اسلام کا تبلیغ کو دنیا کے

کناروں تک پہنچانے کے لئے، لیکن اس بدعتی خلافت نے

اپنے فتوے کفر کے ذریعہ مسلمانوں کی تکفیر کو دنیا کے کناروں

تک پہنچا دیا اور تیرہ سو سال کی محنت شاقہ سے جو لوگ مسلمان بنے تھے، انھیں بھی دائرۃ اسلام سے خارج کر کے پادریوں اور دیگر دشمنان اسلام کے مقاصد کی غیر ارادی طور پر تکمیل کر دی۔ اگر اس خلافت محمودیہ کی سلور جوہلی پر وہ لوگ بھی خوشیاں منائیں تو انھیں حق پہنچتا ہے.....

حضرت مسیح موعود کو ۱۹۰۱ء تک اپنا دعویٰ نہ سمجھنے والا ٹھہرا کہ ان کی سخت ہتک کی۔ گویا وہ ۱۹۰۱ء تک جو دعویٰ نبوت سے انکار کرتے رہے۔ اور ایسے مدعی پر لعنت بھیجتے رہے، تو یہ ان کی نادانی اور لاعلمی تھی۔ بقول محمودی صاحبان ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود یکایک اسی دعویٰ نبوت کے مدعی بن گئے جس پر کل تک لعنت بھیجتے رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے آدمی کے دعوے پر سے ایمان اٹھ گیا۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کچھ اور عرصہ زندہ رہتے تو کچھ اور ہی دعویٰ کر دیتے جو شخص ساہا سال خود اپنے دعویٰ کو سمجھ نہیں سکا، اس نے کسی دوسرے کو اپنا دعویٰ کیا سمجھانا ہے، اور ایسا شخص یقیناً مذہبی حیثیت سے حکم عدل نہیں قرار دیا جاسکتا۔.....

احمدی جماعت کو تمام دنیا میں بدنام کر دیا۔ خدمت دین کی وجہ سے جو عزت اور ہر دلعزیزی مسلمانوں کے دلوں میں اس جماعت کو حاصل ہوئی تھی، وہ خلافت محمودیہ کے غالبانہ عقائد

نے حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیا اور سلسلہ کی ترقی کو سینکڑوں برس پیچھے ڈال دیا۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۷ نمبر ۲۶  
۴ مئی ۱۹۳۹ء)

۱۳۔ اگرچہ فریق قادیان زبان سے یہ نہیں کہتا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت منسوخ ہو گئی یا آپ کا کلمہ منسوخ ہو گیا، لیکن وہ عملاً اسی اصول پر قائم ہیں۔ ایک شخص ہزار نمازیں پڑھے، روزے رکھے، حج کرے، زکوٰۃ دے اور اشہدات محمد بن رسول اللہ کا اقرار و اعلان کرتا رہے، لیکن پھر بھی قادیانی جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے۔ اس کی نانا بیکار، اس کا حج، زکوٰۃ اور تمام ارکان اسلام اس کو مسلمان نہیں کر سکتے، جب تک کہ وہ اس زمانہ کے نبی حضرت مرزا قاضی کی نبوت پر ایمان نہ لائے، یعنی عملی طور پر قادیانی جماعت یہ کہتی ہے کہ محمد بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور اب ان پر ایمان لانے سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایک نئے نبی پر ایمان لانے سے مسلمان ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا خیال ہے جو ایک مسلمان کے لئے جس کے دل میں ذرہ بھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور حرمت ہے، ناقابل برداشت ہے اور اس کے خون کو کھولا دینے والا ہے۔



د قادیانی جماعت لاہور کا پیغام صلح لاہور جلد ۲۸، نمبر ۱۱ مورخہ  
۱۲ مارچ ۱۹۴۰ء

۱۴) لیکن دوسری طرف جماعت قادیان اپنی عمارت کو  
غیر اسلامی اور تخریبی عقائد پر استوار کر چکی تھی اور دن بدن  
کوشاں تھی کہ اس عمارت کو زیادہ مستحکم اور بلند کیا جائے،  
قادیانی جماعت کے اس اقدام نے تمام اسلامی دنیا میں ایک  
منافرت کی روح پیدا کر دی اور اس سے ہندوستان میں  
چند ایک پولیٹیکل پیپیڈگیاں پیدا ہو گئیں جن سے ایک شدید  
رد عمل ہوا۔ اور تحریک احمدیت کے خلاف ملک کے کونے  
کونے میں زہر آلود لہر دوڑ گئی اور اس نے ساری فضا کو  
مسموم کر دیا۔ مسلمان جو کہ اس تحریک کو خالص اسلامی تحریک  
سمجھے ہوئے تھے، اس سے بدظن اور متنفر ہو گئے۔ یہ متنفر  
اور بدظن قادیانی جماعت کی بے راہ روی سے تھی۔ چاہیے  
تو یہ تھا کہ اس کی سزا صرف قادیانی جماعت کو ہی ملتی۔ لیکن  
ساتھ ہی جماعت لاہور جو اپنی ہیئت اور تعمیر میں خالص نہیں  
اور تبلیغی جماعت تھی، لپٹ میں آگئی اور بغیر کسی وجہ کے  
گیہوں کے ساتھ گھن کے مانند پسے لگی۔ . . . .  
ہمیں اپنی تعداد کو پوری کوشش کے ساتھ بڑھانا چاہیے اور  
جماعت تباہی بڑھ سکتی ہے جب ہم ان غلط فہمیوں کو دور

کردیں جو ہمارے متعلق تمام اسلامی حلقوں میں پھیلائی جا رہی ہیں۔ یہ غلط فہمیاں جب تک دور نہیں ہو سکتیں جب تک ہم ڈٹ کر قادیانی عقائد کا مقابلہ نہ کریں، خواہ ہمیں اس مقابلے کے لئے قادیان ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

د قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲، نمبر ۱۱ مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۳۹ء

مولوی محمد علی صاحب کو قادیانیت کی تبلیغ کی اتنی فکر ہے کہ تبلیغ کی خاطر وہ قادیانیت میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور قادیانیت کے اساسی اعتبارات سے گھبراتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

۱۱۔ ”در اصل میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب

خلیفہ قادیان) کے عقیدہ نبوت و تکفیر کی وجہ سے ہی احمدیت کی ترقی رُکی ہوئی ہے۔ عام لوگ زیادہ تحقیق نہیں کر سکتے۔

جب وہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا بڑا

حصہ جو قادیان میں ہے اور خود ان کا بیٹا اس عقیدہ کو

مانتا ہے، تو انہیں ایک زبردست ٹھوکہ لگتی ہے، ”اگر اب

تو بخوبی تحقیق و ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کی تعلیم کے بموجب

عقیدہ نبوت و تکفیر لازم ہے۔ پس لاہوری جماعت کے

واسطے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ ان کو اختیار ہے کہ قادیانی

فرقہ میں گھسے رہیں یا مسلمانوں میں واپس آجائیں۔ لٹولف برنی

۱) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ مندرجہ  
 اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۶، نمبر ۴ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۸ء  
 (۲) وہ اسی خلافت ہی میں اگر مسئلہ نبوت مسیح موعود کو اسلام  
 میں داخل ہونے کا ایک اصل قرار دیا گیا ہے، اور اسی کے  
 نہ سمجھنے کے باعث ہی اس وقت ان احمدیوں نے بڑی بڑی  
 غلطیاں کھائی ہیں جنہوں نے حضرت غلام احمد مسیح موعود کو  
 درحقیقت ایک مستقل نبی اور قادیان کو واقعہ میں ارض حرم  
 کے برابر سمجھ رکھا ہے۔ اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول  
 کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے ہمارے  
 مخالفوں کو موقع ملا ہے کہ وہ احمدیت کو ایک نیا دین اور  
 حضرت غلام احمد مہدی موعود کو ایک نیا پیغمبر اور قادیان  
 کو احمدیوں کے حج کی جگہ قرار دینے میں ہم کو مورد اعتراض  
 ٹھہرادیں۔“

۱) المہدی علیہ السلام مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری (۵۶)  
 (۳) قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے جسے وہ اٹھائے پھرتے  
 ہیں جس کا تعفن اب دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور عنقریب خود  
 ان کے اپنے دماغ اس تعفن کو برداشت نہ کر سکیں گے۔  
 قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۲ء  
 منقول از رسالہ فرقادیان جلد ۱۱، نمبر ۵، بابت مئی ۱۹۳۲ء

(۴) حق کیا کوئی بھی معقول انسان تسلیم کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی لوح نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی ابراہیم نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی موسیٰ نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی عیسیٰ نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی، جس کی یاد میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ائمہ دین اور علماء و اولیاء دعائیں کرتے ہوئے اس جہاں سے گزر گئے، وہ اس جہاں میں آیا اور چلا گیا، اور سوائے گمراہی اور ضلالت کے دنیا میں کچھ چھوڑ نہیں گیا۔ (تسلیم کرنے نہ کرنے کا سوال باقی نہیں رہا۔ جو کچھ اصلیت سے بچرہ اور تاریخ سے خود ظاہر ہو رہی ہے اور ہو جائے گی۔ لئولفد برنی)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۹، سورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۰ء)

## ۲۹- قادیانی جمالیہ کا نام

سے ایک دو ورق کشتی وصول ہوئی جس کا عنوان ہے پیغام احمدیہ اس میں جہاں تک قادیانیت کا تعارف درج ہے، وہ حسب معمول سخن سازی اور سخن پروری کا اچھا نمونہ ہے کہ واقعیت سے بعید ہے اور صداقت و دیانت کے مغائر ہے، کوئی جماعت جو مذہبی کہلاتی ہو، اس کے واسطے یہ چالیں نازیبا اور نادرست

ہیں۔ ناواقفوں کو دین میں دھوکا دینا، فریب میں لانا سراسر ناجائز ہے۔ اصل قادیانیت اور جماعت لاہور کی طرف سے اس کا یہ تعارف بڑھ کر وہی مقولہ یاد آتا ہے کہ عکس ہند نام زنگی کا فور۔

اسی دو ورقہ کے آخری صفحہ پر جماعت لاہور کا (۳۵) سالہ کارنامہ درج ہے۔ اول ان کے تبلیغی مشنوں کی فہرست سے جنکی ووکنگ مشن (انگلستان) سے ابتدا ہوتی ہے۔ ووکنگ مشن کا جو قصہ کتاب میں اور نیز مقدمہ میں درج ہے، اس سے ان کے مبالموں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ پھر برلین (جرمنی)، ہیگ (ہالینڈ) اور سان فرانسکو (امریکہ) کا نمبر ہے۔ وہاں کچھ کام ہوتا ہو گا۔ پھر برلین میں مسجد کی تعمیر تو امر واقعہ ہے، البتہ اس کی تفصیل تحقیق نہیں، تبلیغی مشنوں میں ان کے بعد نائیجیریا، الجیریا، ڈچ گیانا، برٹش گیانا، ٹرینیڈاڈ، انڈونیشیا، سیام اور برما کی فہرست ہے۔ ان مقامات میں بہت سی جگہ مسلمانوں کی آبادی خاصی ہے، اس کے سوا ہندوستان میں بھی تبلیغی جماعتیں جا بجا پھیلی ہوئی ہیں۔

غرض کہ قادیانی جماعت لاہور کی طرف سے بھی ہندوستان اور ہندوستان کے باہر مسلمانوں میں قادیانیت کی تبلیغ ہو رہی ہے جس سے اس جماعت کو فخر ہے اور جس کے اجر میں وہ مسلمانوں سے امداد چاہتی ہے۔ گویا مسلمان ان کو ہیبہ بھی دیں اور اپنا ایمان بھی ان کے

حوالہ کر دیں۔ ایمان تو ان کی بہن قادیانی جماعت قادیان بھی لیتی ہے، مگر اس کو مسلمانوں سے پیسہ کم ملتا ہے۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ قادیان کی قادیانیت گہری عثمانی ہے اور لاہور کی قادیانیت ہلکی گلابی۔ رنگ میں فرق ہے۔ لیکن اب جو بھید کھل رہا ہے تو مسلمانوں کی بیداری کہہ رہی ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش پامن انداز قدرت رامی شناسم  
چنانچہ لاہوری جماعت کی شکایت بڑھ رہی ہے کہ سابق کے مقابل  
اب مسلمان دن بدن کم ہاتھ آتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے پیسہ بھی کم ملتا ہے  
یوں بھی سچ پوچھئے تو قادیان کی عثمانی قادیانیت سے لاہور کی  
گلابی قادیانیت زیادہ مضرت رساں ہے، کہ یہ علت مشکل سے نشخیص  
میں آتی ہے اور ہلکے بخار کی طرح طبیعت میں بیٹھ جاتی ہے۔ چنانچہ  
کتنے بھولے مسلمان نادانستہ طور پر اس قادیانی دق میں مبتلا ہیں۔ اللہ  
تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ بیشک قادیان کی جماعت اپنے معیار سے  
مسلمانوں کو کافر سمجھتی ہے۔ لیکن لاہور کی جماعت بھی کیا کسی کرتی ہے  
وہ بھی مرزا قادیانی صاحب کے انکار کی بنا پر مسلمانوں کو فاسق سمجھتی ہے  
گویا لاہوری قادیانی مرزا قادیانی صاحب کو مان کر صالح ہو گئے اور مسلمان  
مرزا قادیانی صاحب کا انکار کر کے فاسق بن گئے۔ پس کفر ہو یا فسق،  
قادیانیوں کی باطل منافرت مسلمانوں کے حق میں فتنہ عظیم ہے۔ لیکن شکر  
ہے کہ کفر و فسق کا بے اصل الزام، خود الزام دینے والوں پر رجعت کرتا ہے

مومن محفوظ رہتا ہے۔

مسلمانوں پر سب سے زیادہ رعب لاہوری جماعت اپنی شائع کردہ کتابوں کا ڈالتی ہے۔ خواہ قرآن شریف کا ترجمہ ہو یا اسلام کے متعلق کوئی تالیف، اس میں جس حد تک قادیانیت کی آمیزش ہے، قابل احتیاط ہے، کہ عقیدہ کے فساد سے عمل بھی فاسد ہو جاتا ہے، اور اس فساد کا نتیجہ دین کی نعمتوں سے محرومی ہے، بریں ہم عیش گفتی ہنرش نیرگو، جس حد تک بھی ایسی کتابوں میں قادیانیت کے ماسواہ اسلام کی تعلیم پیش ہو، غنیمت ہے۔ تاہم مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیے، جماعت لاہور قادیانیت کے ایک بھندے سے تو نکل بھاگی، کہ وہ مرزا قادیانی صاحب کو نبی نہیں مانتی، ان کو قرآن مجید کا احمد نہیں مانتی، مرزا صاحب کے منکر کو کافر نہیں جانتی۔ پھر بھی وہ مرزا صاحب کو مجدد، محدث، مہدی اور مسیح موعود ضرور مانتی ہے اور ان کے منکر کو فاسق سمجھتی ہے۔ حالانکہ فاسق کے احکام و آثار بھی قرآن میں بہت سخت ہیں۔ غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ گو کو خواہ وہ کیسا ہی دیندار ہو، محض مرزا قادیانی صاحب کے انکار کی سزا میں کافر یا فاسق قرار دینا کیسا ظلم ہے، خاص کر جب کہ خود مرزا صاحب کے عقائد و اعمال خود تو بہ واستغفار کے طالب ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ توفیق رفیق حال ہو اور لاہوری جماعت دوسرے بھندے سے بھی نکل کر مسلمانوں میں شامل ہو اور اس کو حسن انجام حاصل ہو۔

مولوی محمد علی صاحب قادیانی جماعت لاہور کے امیر ہیں اور پوری حد تک وہی اس جماعت کے روح رواں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی صاحب ان کے مرتبی تھے۔ پیر و مرشد تھے۔ پس وابستگی لایم ہے۔ لیکن مرشد دین سے عزیز نہیں ہو سکتا۔ اگر مرشد نبوت کا مدعی ہے اور اس کی نبوت سے مرید کو انکار ہے تو پھر جو تعلق باقی ہے وہ محض نامی اور تاویلی ہے۔ اس صورت میں نہ اہمیت سے مراجعت بہتر ہے۔ مرزا قادیانی صاحب کی تائید میں کہا جائے کہ وہ اسلام کے تحفظ میں عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کرتے تھے۔ مناظروں کی حیثیت جو کچھ بھی ہو، کوئی وکیل کسی جائداد کے مقدمہ میں پیروی کرے اور مختار نام سے اس جائداد پر قبضہ کرنا چاہے تو ایسی وکالت کو کیا سمجھا جائے گا۔ نقش اسلام اور نبوت کے متعلق جو گلفشانیاں کی گئی ہیں۔ بیشتر تخیلات کی بحول بھلیاں ہیں جن میں اچھے اچھے سرگرداں پھرتے ہیں۔ چنانچہ جماعت قادیان لاہور کے بارہمی بحث و مباحثوں سے پچیدگیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

علی ہذا جس طرح مرزا قادیانی صاحب اپنے مناظروں کا احسان رکھ کر مسلمانوں سے اپنی نبوت منوانا چاہتے تھے اسی طرح یہ دونوں جماعتیں بھی، بلا لحاظ اس امر کے کہ باطل عقائد کی تبلیغ کرتی ہیں، مسلمانوں کی اپنی تبلیغ کا احسان دھرتی ہیں اور اس کے معاوضہ میں مسلمانوں کا ایمان لینا چاہتی ہیں کہ گویا وہ بھی مرزا صاحب کے حلقہ میں داخل ہو جائیں خواہ وہ حلقہ قادیان کا ہو یا لاہور کا۔



### ۳۰۔ قادیانی جماعت کا قادیان کے عقائد

صاحب کے تمام دعوؤں پر ایمان رکھتی ہے اور جماعت لاہور کی طرح نبوت کے دعوؤں سے اعتراض و انکار نہیں کرتی اور تذبذب و تلون نہیں دکھاتی، قادیانی فرقہ میں بہت زیادہ مقبول ہے۔ جماعت لاہور اپنی دورخی کے طفیل میں اسلام کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ کے واسطے مسلمانوں سے بھی امداد حاصل کر لیتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب کو مجدد۔ محدث مہدی اور مسیح موعود وہ بھی لازماً مانتی ہے۔ ادران کو نہ ماننے کی بناء پر وہ بھی مسلمانوں کو فاسق جانتی ہے۔ اور کطف یہ کہ خود دایلا کرتی رہتی ہے کہ جماعت قادیانی نے مسلمانوں کو مرزا صاحب کے انکار کی بناء پر کافر قرار دے کر اسلام میں بڑا فتنہ پھیلا دیا۔ گویا خود را نصیحت دیکر را نصیحت۔ بہر حال ذیل قادیانی جماعت قادیان کے عقائد بطور نمونہ باختصار درج کرتے ہیں۔ تفصیل کتاب میں موجود ہے، جو چاہے دیکھ لے

### ۳۱۔ مرزا قادیانی صاحب نبی اللہ رسول اللہ

غلام احمد قادیانی صاحب کو پکا نبی اور رسول مانتی ہے اور بلا تکلف اس کا اعلان کرتی ہے۔ چنانچہ چند اعلان ملاحظہ ہوں :-

۱۔ وہ اسلام میں خدا نے ایک عظیم الشان نبی بھیجا ہے تا وہ اس زندہ خدا کا لوگوں کو پہنچا دے جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ اور ان کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ جو قادیان

دہنجا ب میں مبعوث ہوئے۔“

د قادیانی اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵، نمبر ۲۶۳ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء  
 ۲۰۲ مع ایک دفعہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور سوال کیا کہ  
 قرآن کریم سے مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔ ایسے  
 لوگ اکثر آتے رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سارا قرآن ہی آپ کی  
 صداقت کا ثبوت ہے۔“

رمیاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان مندرجہ اخبار الفضل  
 قادیان جلد ۲۶، صفحہ ۵ فروری ۱۹۳۸ء

۱۳۱۱ مد مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح  
 مانتے ہیں جس کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر حضرت محمد  
 خاتم النبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بہ لحاظ نبوت کے انہیں ایسا  
 ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔“

د اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵، نمبر ۳۳ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۷ء  
 ۱۴۱۱ جو لیکن کیا امتی کہلانے سے آپ کی نبوت، نبوت تادمہ  
 کا بل نہ رہی یا آپ نبوت کے لحاظ سے پہلے نبیوں سے شان میں  
 کم رہے۔ ہرگز نہیں۔ آپ کا کسی پہلے نبی سے نبوت کے لحاظ سے  
 کم رہنا تو الگ رہا، آپ تو اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ خدا نے اس  
 امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی شان  
 میں بہت بڑھ کر ہے۔

معاں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا باوجود امتی نبی ہونے کے وہ درجہ ہے کہ ایسے نبی سے جو امتی نہیں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور نہ صرف کسی ایک بات میں بلکہ تمام شان میں بہت بڑھا ہوا ہے۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۴۲، نمبر ۳۵ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۱۷ء)  
 (۵) ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیسری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ”مَوَالِدِیْ اَرْسَلْنَا رَسُوْلًا لَّهٗ بِالْحَقِّ وَدِیْنًا لِّمَنْ عَلٰی الدِّیْنِ کَلِمَةٌ“  
 دمرزا قادیانی صاحب کی کتاب اعجاز احمدی ص ۱۱ اخبار الفضل

قادیان جلد ۲۹، نمبر ۲۸ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء

۱۶) ”مذکر می جناب پیر سراج الحق صاحب نعمانی جمال احمدی کے نام نامی اور اسم گرامی سے ہماری جماعت کے بہت کم لوگ ناواقف ہوں گے۔ آپ ان خوش قسمت اور بخت رسا رکھنے والے اصحاب میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض صحبت سے مستفیض ہونے کا ایک عرصہ تک خاص موقع نصیب ہوا ہے۔ آپ اس دلت تک موجودہ اختلافات کا حسرت ناک نظارہ بڑے صبر و سکون سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے اب آپ کا کاسہ صبر چھٹک پڑا ہے اور آپ کی مہر سکوت ٹوٹ چکی ہے، اس لئے آپ نے سے

اگر بینم کہ نا بنیاد چاہ است ؛ و گر خاموش نشینم گناہ است  
 کہ نہ نظر رکھتے ہوئے بہت عمدہ طرز سے اپنے درویدل کا اظہار  
 ایک خط کے ذریعہ کیا ہے جو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی  
 (سایاں محمود احمد صاحب خلیفۃ قادیان) کی خدمت اقدس میں بھیجا  
 کاش ہمارے گم گشتہ راہ برادران اس سے فائدہ اٹھائیں۔

.....  
 مع خبیث و طیب میں ضرور فرق ہونا تھا۔ اور اسی لئے وہ  
 رسول مبعوث ہوا تھا۔ جب سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نے مسیح موعود اور مہدی مہود ہونے کا دعویٰ کیا ہے،  
 تب سے میں نے برابر آنحضرت علیہ السلام کو کبھی نبی اللہ اور  
 کبھی رسول اللہ لکھا۔ اور ہمیشہ اس وقت تک کہ آپ کی وفات  
 یا شہادت ہو، تین روز پہلے تک سوائے اس القاب کے کچھ  
 لکھا ہی نہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیا یا رسول اللہ اور  
 الصلوٰۃ والسلام علیا یا نبی اللہ۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 نے کبھی بھی نہیں روکا کہ یہ القاب کیوں لکھتے ہو۔ میں نے خط کے اندر  
 بھی یہی لکھا اور لفافہ پر بھی یہی لکھا۔ اور بلکہ اس زمانہ میں جو کہ آغاز تھا  
 اور مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور خلیفۃ اقل رضی اللہ عنہ  
 یہ لکھنے میں جھجکتے تھے اور چند لوگوں نے مجھے اس سے منع بھی کیا  
 کہ لوگ اس سے بد کہتے ہیں اور ان کو ابتلاء آتا ہے۔ مگر میں نے

نہ مانا۔ کیوں نہ مانا؟ اس لئے کہ حق سے بد کہیں تو بد کہیں اور  
 رکھیں تو رک جائیں۔ جو ارواح سعیدہ ہوں گی وہ ضرور تسلی  
 اور اطمینان اور ایمان و ایقان حاصل کر کے، قبول کریں گی  
 اور پھر جب حضرت اقدس علیہ السلام بھی نہیں روکتے تو پھر یہ  
 کون روکنے والے ہیں۔ میں نے چھوٹے چھوٹے پرچے بھی  
 لکھے تو یہی پہلے لکھا کہ الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا رسول اللہ،  
 اور نبی اللہ۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بار بار فرمایا کہ سیر کے  
 لئے ہمیں رقعہ کے ذریعہ یاد دلایا کرو۔ میں نے جب کبھی یاد دہانی  
 رقعہ کے ذریعہ کی ہے تو اسی طرح لکھا کہ الصلوٰۃ والسلام علیہ  
 یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ اگر حضور سیر کے لئے تشریف لے جائیں  
 تو لوگ حاضر ہیں۔ بعض وقت جواب لکھ دیتے کہ اچھا آنا ہوں  
 اور کبھی تحریر فرمادیتے کہ آج فرصت نہیں، لیکن یہ کبھی نہیں  
 لکھا کہ یہ القاب مت لکھا کرو، میں رسول نہیں ہوں نبی نہیں  
 ہوں۔

مہاشیخ غلام احمد صاحب کو یہ واقعہ ضرور یاد ہوگا کہ ایک بزرگ  
 معمر کو طبلہ کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے ایک روز گول  
 کمرہ کے پاس آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میں جاز  
 چاہتا ہوں کہ چند روز کے لئے کو طبلہ ہو آؤں۔ اور حضرت نے  
 فرمایا کہ جا کر کیا کرو گے، زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور تم بیمار ہو

یہیں پڑے رہو۔ اس بزرگ نے کئی بار باصرار تمام کہا ان الفاظ میں کہ تو اللہ کا رسول ہے اور سچا رسول ہے، تو اللہ کا نبی ہے اور سچا نبی ہے، میں تیرے رسول اور نبی ہونے پر ایمان لایا ہوں، اور بے شک تو سچا رسول اور نبی ہے، میں تیرے حکم کے بغیر نہیں جاسکتا ہوں۔ ایم۔ اے صاحب د محمد علی صاحب قادیانی لاہوری؟، بھی وہاں رونق افروز ہوئے اور کئی احباب اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، اخبار الفضل قادیان جلد ۴۱، نمبر ۳۳ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء

۳۲۔ نبیوں کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کا خصوصاً !!

قادیانی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ہی دوسرے نبیوں کی

شکل میں بار بار ظہور فرماتے رہیں گے اور سلسلہ نبوت جاری رہے گا چنانچہ دو ایک صراحتیں بطور نمونہ ملاحظہ ہوں:-

۱، مع جہاں انھوں نے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) اپنی اولاد کے متعلق عام دعا کی وہاں تو ان میں بار بار رسول اور امام بھیجنے کی التجا کی، مگر جہاں مکے والوں کے متعلق خاص طور پر دعا کی تو وہاں صرف ایک رسول بھیجنے کی دعا کر دی۔

مع اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ بیشک مکے والوں کے متعلق انھوں نے یہی دعا کی تھی کہ ان میں ایک

رسول آئے، مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ رسول ایسا کامل تھا کہ اس پر اس قسم کی موت آہی نہیں سکتی تھی کہ اس کی تعلیم کا اثر لوگوں کی طبائع پر سے کلیتہً جاتا رہے، بلکہ مقدر یہ تھا کہ جب بھی طبعی طور پر یہ اثر جاتا رہے گا، خدا اسی رسول کو دوبارہ مبعوث کر دے گا، اور چونکہ اس رسول کو اپنے متبع اطلال کے ذریعہ بار بار دنیا میں آنا تھا، اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت سے رسول مانگنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

”غرض اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی تھی کہ ”ربنا وبعث رسولاً منھم“ تو اس ”رسولاً منھم“ سے مراد خاتم النبیین تھا۔ اور چونکہ خاتم النبیین کی نبوت میں بعد میں آنے والے تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت شامل تھی، اس لئے یہ ضرورت ہی نہ تھی کہ ”رسولاً منھم“ کی بجائے ”رسولاً منھم“ کہا جاتا۔ پس ہمیں اس آیت سے یہ نکتہ معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اپنی ذات میں ہی بعد میں آنے والے اور اماموں کی خبر دیتی تھی۔ آپ کے علاوہ دنیا میں اور کوئی ایسا رسول نہیں جو اپنی ذات میں آنے والے انبیاء کی خبر دیتا ہو۔“

زمیال بشیر الدین محمود احمد صاحب حلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸، نمبر ۱۶، مورخہ یکم اگست ۱۹۳۳ء

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے۔ آپ کے صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مثل ہیں اور آپ کے خلفاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے مثل ہیں۔ جو آپ سے محبت کرتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ جو آپ سے دشمنی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ جو آپ کے صحابہ اور آپ کے خلفاء اور آپ کی اولاد سے محبت کرتا ہے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپ کے خلفاء اور آپ کی اولاد سے محبت کرتا ہے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لیکن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کا دشمن ہے وہ یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کا دشمن ہے۔

معاذ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پہلا خلیفہ حضرت مولوی حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ تھے۔

ان دونوں خلفاء کو آپس میں شدید مشابہت ہے۔ . . . .

. . . . . کتنی شاندار صداقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے اور آپ کے



بعد خلیفہ اہل یعنی حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کا وجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اول یعنی حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود ہے۔

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۶۲ جلد ۳۲ مورخہ

۱۲ مارچ ۱۹۲۷ء)

۳۳۔ مرزا غلام احمد واصل قرآنی جملہ عقیدہ ہے قادیانیوں کا

کہ قرآن مجید میں جس احمدؑ کے آنے کی حضرت علیؑ علیہ السلام نے  
بشارت دی ہے وہ احمد خود مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، نہ کہ  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ اس قادیانی عقیدہ کی  
تفصیل کتاب میں موجود ہے۔ یہاں بھی مختصر حوالہ پیش ہے جو عبرت  
کے واسطے بہت کافی ہے۔

۱۱۔ اگرچہ یہ ایک مسئلہ امر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
ہی کیا باعتبار ذات اور کیا باعتبار وصف محمد و احمد ہیں، اور  
مسلمانوں میں سے آج تک کوئی ایسا فرقہ نہیں ہوا جس نے کبھی  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق بشارت مسموی (اسمہ)ؑ  
ہونے کا انکار کیا ہو۔ البتہ نصاریٰ نے اس امر کا ہمیشہ انکار ہی  
کیا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے زمانہ کے مثیل نصاریٰ  
محمودی قادیانی بڑے زور سے نصاریٰ کے قدم پر قدم مار

رہے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ  
 علیہ وسلم بشارت عبسوی (اسمہ احمد) کے مصداق نہیں ہیں،  
 کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم ذات احمد نہیں ہے۔ انا  
 لله وانا الیہ راجعون۔

مگر پھر یہ غالی لوگ کہتے ہیں کہ اسمہ احمد کی بشارت  
 کا مصداق حضرت مرزا صاحب مجدد زماں ہیں، کیونکہ ان کا  
 نام احمد ہے۔ (اور واقعہ یہ ہے کہ ان کا نام غلام احمد ہے۔  
 المؤلف بریلی)

قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۲۸ جلد ۲۹،  
 مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۱ء

(۲) محمد احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت  
 مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔ میں اس کے ثبوت میں  
 اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں اور تمام دنیا کے  
 عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کے لئے تیار ہوں،  
 حتیٰ کہ میں انعام رکھنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ اور اگر کوئی  
 میرے دلائل کو غلط ثابت کر دے اور قرآن کریم سے اور  
 احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت کر دے کہ احمد آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تھا نہ کہ صفت، اور یہ کہ جو نشانات احمد  
 کے قرآن کریم میں آتے ہیں، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں

ہوتے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشین گوئی  
اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقرر تاوان  
جو فریقین کو منظور ہو دینے کے لئے تیار ہوں۔“

امیاء بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر حلبہ سانہ  
۱۹۱۵ء: منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲، نمبر ۲۲، مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۴ء

۱۳) اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات  
پیش کرنے سے قبل ایک اصولی امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے؟  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ذاتی طور پر احمد نہ تھا، کیونکہ  
قرآن مجید اور کلمہ طیبہ میں آپ کا نام محمدؐ آیا ہے، اور رشتہ دانوں  
نے بھی آپ کا نام محمدؐ ہی رکھا، نہ کہ احمد۔ ہاں احمد آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام ضرور ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذاتی نام بھی احمدؑ ہے، کیونکہ الہامات  
میں خدا نے آپ کو محمدؑ احمدؑ نام سے خطاب کیا، اور اسی نام  
پر آپ بیعت لیتے رہے اور اس نام کو متعدد کتب میں حضور علیہ السلام  
نے درج بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ہے

احمد آخر زماں نام من است

آخریں جاے ہمیں جاہ من است

اور اس بارہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کو اپنے وجود پر چسپاں فرماتے

ہوئے آپ کو احمد نام کا صریح مصداق قرار دیا ہے۔ صرف  
اسی ایک آیت کو نہیں بلکہ اس کے مابعد کی آیت کو بھی اپنے وجود  
پر چسپاں فرمایا۔

د قادیانی اخبار الفضل قادیان جلد ۳۲، نمبر ۲۸، مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۴ء

### ۳۴۔ خلیفہ شہادتیں { چند حلف بھی ملاحظہ ہوں۔

۱۱۔ واللہ باللہ میں نے بارہا حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی  
نور الدین صاحب قادیانی) سے سنا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی یہ بشارت  
وہ ہمیشہ "ابو سلویٰ یأتی من بعدی اسمہ احمد" حضرت  
میرزا صاحب مسیح موعود کی دعا ہے اور آپ کا اصل نام احمد ہے۔  
محمد سرور قادیانی

۱۲۔ مد بیشک خلیفۃ المسیح رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ "ابو سلویٰ یأتی  
من بعدی اسمہ احمد" سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو مراد لینے تھے۔ (قاضی امیر حسین قادیانی)

۱۳۔ مد مجھے ایک دن یہ تمام سورہ صرف بجز صحبت پڑھائی  
تھی جس میں احمد والی پیش گوئی کا مصداق حضرت میرزا  
غلام احمد مسیح موعود کو قرار دیا تھا، اور تمام آیتوں کو جو اس  
پیش گوئی کے بعد ہیں اسی زمانہ پر چسپاں کیا تھا، اور میں بحیثیت  
آپ کا شاگرد ہونے کے گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کا یہی مطلب

بیان فرمایا کرتے تھے: (حافظ روشن علی صاحب قادیانی،  
 ۱۴، معین نے مختلف موقعوں پر حضرت خلیفۃ المسیح سے سنا  
 تھا کہ "مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد" والی  
 پیش گوئی حضرت میرزا صاحب کے متعلق ہے، اور یہ کہ آپ کا اصل  
 نام احمد ہے، غلام لفظ زائد ہے۔"

د میر محمد اسحاق صاحب قادیانی  
 ۱۵، "میں نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الرحمۃ کو اس بات پر  
 زور دیتے ہوئے اور قرآن کریم سے اس بات کو ثابت کرتے  
 ہوئے اپنے کانوں سے سنا ہے"

د محمد اسماعیل صاحب قادیانی مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

د اخبار الفضل قادیان جلد ۴، نمبر ۴۴، مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء

۱۵۔ نبوت میں رسول اللہ سے بڑھنا کہ کوئی واقعہ اب تک  
 ممکن ہے

علیہ وسلم سے کوئی نہیں بڑھا ہے۔ لیکن رسول اللہ سے بڑھ جانا ممکن ضرور  
 ہے۔ کتاب میں اس کی بھی صراحت موجود ہے۔ یہاں بھی نمونہ ملاحظہ ہو۔  
 ۱۱، "تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ صاحب کے معارف  
 میں سے یہ نکتہ معرفت قادیان سے شائع ہوا کہ انسان ترقی کرتے  
 کرتے آنحضرت صلعم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ اور جب قادیانی حضرات

کو اس کلمہ سے تو یہ کرنے کو کہا گیا اور سمجھا پایا گیا کہ یہ کلمہ کسی طرح بھی صحیح نہیں، تو مقلدین نے یہ کہنا شروع کیا کہ جناب کبھی شاگرد بھی اسٹا سے بڑھ جا یا کرتا ہے۔ اور جب یہ سمجھا پایا گیا کہ شاگرد تب ہی استاد سے بڑھ سکتا ہے جب کہ استاد ناقص ہو۔ ورنہ کامل استاد سے کوئی بڑھ سکتا ہی نہیں۔ اس لئے میاں صاحب کے منہ سے خدا جانے کس حالت میں یہ کلمہ نکل گیا ہے، اس کو آپ رو کر دیں، تو بھی حق کو قبول نہ کیا جو بہت ہی قابل افسوس بات ہے۔“

مولوی عمر الدین صاحب قادیانی لاہوری کا مضمون مندرجہ بالا پیغام صلح لاہور جلد (۳۲)، نمبر ۳۲، سورخہ ۸، اگست ۱۹۳۷ء

۱۶۰۰ء حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ مندرجہ ”الفضل“ سورخہ ۸، نومبر ۱۹۳۹ء میں حسب ذیل سطور شائع ہوئی ہیں۔

”اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں اتنی غیر محدود ہیں کہ انہیں کئی طور پر طے کرنے کا خیال کرنا بھی کفر ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سب طے نہیں کیں۔ بیشک اپنے مقام کی سب کین اور آپ سب سے آگے ہیں۔ مگر یہ کہ خدا تعالیٰ کا احاطہ کر لیا ہو، یہ غلط ہے۔“

”اس پر ایک صاحب نے بعض اعتراضات کرتے ہوئے حضور سے ان کے جواب طلب کئے ہیں۔ وہ سوال حضرت امیر المؤمنین

ایده اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جواب کے ساتھ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

پہلا سوال - کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا مکمل قرب حاصل نہیں ہوا؟

جواب - اگر مکمل سے مراد یہ ہے کہ سب انسانوں سے زیادہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قرب حاصل ہے۔ اور اگر مراد یہ ہے کہ اس سے آگے قرب کی راہیں بند ہیں، تو یہ غلط ہے۔

دوسرا سوال - کیا کسی دوسرے انسان اس قرب سے جو آپ کو حاصل ہوا ہے، بڑھ کر قرب حاصل ہو سکتا ہے؟

جواب - اگر یہ مراد ہے کہ کوئی بندہ ایسا موجود ہے، تو جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ خدا نے دوسروں کے لئے زیادہ قرب کی راہ بند کر دی ہے، تو غلط ہے۔ (گو یاد رکھیں کہ رسول اللہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا ناممکن ہے، ناممکن نہیں ہے۔ شاید آئندہ خود میاں صاحب ہمت کریں، دنیا باسید قائم - للؤلؤف برنی)

راخبار الفضل قادیان جلد ۲، نمبر ۲۸۳ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۹ء

۳۹۔ بنی ائندہ بھی آئے رہیں گے قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ گو رسول اللہ

قائم البینین ہیں، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا

بلکہ آئندہ بھی خاص حیثیت سے نبی آتے رہیں گے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نبی بن کر آئے۔ نبوت کا یہ فلسفہ مرزا قادیانی صاحب کا سب سے بڑا کشفی اور عملی کارنامہ مانا جاتا ہے۔ اور یہی مسئلہ قادیانیت کی بنیاد ہے۔ لیکن قادیانی جماعت لاہور اس مسئلہ سے کتراتے ہیں، کھراتے ہیں، مٹاتے ہیں۔ پھر بھی قادیانیت کا برابر دم بھرتے ہیں اور مرزا صاحب قادیانی کے نام پر اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس ابتلاؤ کی وہی صورت ہے جو نے تاب و صل دارم، نے طاقتِ جدائی۔

بہر حال اجرائے نبوت کی تفصیل تو کتاب میں درج ہے، یہاں چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱) اگر کوئی شخص کسی نبی کی پیروی اور اطاعت کر کے نبی بن سکتا ہے تو پھر تمہیں کیا معلوم کہ اس وقت دنیا میں کوئی اور شخص بھی نبی نہیں بن چکا۔ آخر امت محمدیہ دنیا کے تمام حصص میں بھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ ہی ایسے بندگانِ خدا موجود ہیں جو کلمہ و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں و برداری میں منہمک ہیں۔ ہمارے پاس اس بات کا کوئی معیار ہی موجود نہیں کہ کس قدر اطاعت کرنے سے نبوت مل سکتی ہے۔ اور ہو بھی تو ہمیں ہر ایک کا پتہ ہی کہاں ہے؟ پھر کیا ایسے حالات میں یہ ممکن نہیں کہ افریقہ میں کوئی



اطاعت گزار ہی میں اس حد تک پہنچ چکا ہو، جہاں پہنچ کر  
اُسے نبوت بل سکتی ہے۔ تو پس اپنے ایمانوں کا فکر کرو اور  
جاؤ اخباروں میں ڈھونڈو، اشتہار شائع کرو کہ کہیں دنیا  
کے کسی کو نے میں کوئی نبی تو نہیں بن گیا۔“

دخبر الفضل قادیان جلد (۲) نمبر مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۱۶ء  
۱۲ء بلاشبہ اسلام تا قیامت باقی رہے گا اور کوئی  
ایسا نبی نہیں آسکتا جو اسلام کا شعثہ بھی مٹا سکے۔ لیکن  
جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد شریعت موسوی کی تجدید اور  
حفاظت کے لئے انبیاء آتے رہے، اسی طرح اسلام کی حفاظت  
کے لئے بھی انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ اور اس سے اسلام  
کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، بلکہ اس کی خوبی ظاہر ہوتی ہے  
کہ اس پر عمل کرتے ہوئے انسان روحانیت کے سبب سے  
اعلیٰ درجہ نبوت کو حاصل بھی کر سکتا ہے۔“

دخبر الفضل قادیان جلد (۱۲) نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۲۵ء  
۱۳ء مع لہالہ کے ایک گیبانی صاحب نے جو حضور سے  
یعنی خلیفہ صاحب قادیان، شرف ملاقات کرنے کے لئے  
آئے تھے۔ ملاقات کر کے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ حضور  
نے انہیں خطاب کرتے ہوئے نہایت لطیف عقلی و لائل کے  
ساتھ یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ہر قوم میں انبیاء آتے رہے

ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ آتے رہیں گے۔ حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام بھی ان رسولوں میں ایک برگزیدہ رسول تھے جنہیں خدا تعالیٰ لوگوں کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہا ہے۔ "ذخیرہ صحابہ قادیان بقول خود اللہ تعالیٰ کے ایسا سے المصلح الموعود تو بن ہی گئے تھے۔ اس کے بعد نبوت چنداں بعید نہیں۔ کیا عجب ہے کبھی موقعہ پا کر میاں صاحب ہمت کریں اور آئندہ انبیاء کے منجملہ فی الحال میرزا قادیانی صاحب کے ساتھ ایک نبی کا اور اضافہ ہو جائے شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر دباں۔ باقی نبی بعد کو آتے رہیں گے۔

المؤلف برنی

رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۲ نمبر ۲۹ مورخہ

۲۱ دسمبر ۱۹۲۶ء

۱۴۰۰ء خاتم النبیین کے بعد شریعت ذاتی اور براہ راست نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اب جو نبی ہو گا آپ کے ہی اتباع فیض سے ہو گا۔ یہ مطلب نہیں کہ نبوت اکتسابی ہوگی، یا محمد رسول کی وساطت سے یہ مراد ہے کہ وہاں کوئی دفتر و جہاں باقاعدہ دستخط ہو کر ترقی دی جاتی ہے۔ بلکہ صرف اس سے یہ مقصود ہے کہ آئندہ نبی آپ کی امت میں سے ہوں گے اور بس۔"

راخبار الفضل قادیان جلد (۵) نمبر ۳ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۹ء  
 (۵) اگر کوئی شخص ایک بال بھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کی تعلیم کے خلاف چلتا ہے، وہ اپنے ہاتھوں تباہی  
 کی بنیاد رکھتا ہے اور وہ جو اب وہ ہو گا، خدا تعالیٰ کے حضور  
 اس تباہی اور بربادی کا، اور دوسرے نبی کے آنے تک جتنے  
 گناہ ہوں گے، وہ ایسے لوگوں کی گردن پر ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار  
 الفضل قادیان جلد (۱۲) نمبر ۳ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۲ء)  
 (۶) مئی ۱۹۲۲ء کے خطبہ میں میاں محمود احمد صاحب نے

فرمایا تھا کہ کوئی نبی بغیر کتاب اور شریعت کے نہیں ہوتا۔ حضرت  
 مسیح موعود نبی ہیں تو ضروری بات ہے کہ وہ بھی کتاب اور شریعت  
 لادیں۔ پس اب جو قرآن ہے وہ حضرت مسیح موعود کا ہے اور  
 جو شریعت ہے وہ حضرت مرزا صاحب کی ہے۔ اور جس طرح  
 نبی زمانہ کے آنے سے گزشتہ نبیوں کے سامنے ایک دیوار  
 کھینچ دی ہے، اسی طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت نے  
 حضرت محمد رسول اللہ صلیم کی نبوت کے سامنے ایک دیوار  
 کھینچ دی ہے اور حضرت مسیح موعود بمنزلہ ایک سوراخ کے  
 ہیں جس میں سے محمد رسول اللہ صلیم اور گزشتہ انبیاء نظر آتے  
 ہیں، ورنہ قصہ ختم ہے۔

یہیں تک نہیں۔ ایک مرتبہ کسی سائل کا جواب دیتے ہوئے  
 میاں محمود احمد صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مد آئندہ جو بھی  
 نبی آئے گا اسے حضرت مسیح موعود کا متبع ہونا ضروری ہے؛  
 گو یا دوسرے لفظوں میں خاتم النبیین کے اگر محمودی معنی لئے جاتا  
 کہ اپنی اتباع کی مہر سے ہی بنانے والا، تو نتیجہ یہ نکلا کہ اب  
 ختم نبوت کی مہر حضرت مسیح موعود کے پاس ہے۔ گو یا محمد رسول  
 صلعم کو خاتم الانبیاء ہونے سے بھی جواب ہے۔ جب انھیں  
 نبی زمانہ کی کرسی سے اتار کر ان کی جگہ نئے نبی کو لایا گیا تو لازمی  
 بات ہے کہ ختم نبوت کی مہر کا چارج بھی نئے نبی کو دیا جاتا،  
 سو دے دیا گیا۔“

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۸ نمبر ۳۶  
 مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۰ء)

(۷) وہ اسے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا  
 رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا، یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی (پہلی)  
 کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دئے۔ (میرزا قادیانی صاحب کی  
 کتاب حقیقت الوحی، تہ ص ۱۷)

(منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲۹ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۱۸ مئی  
 ۱۹۲۱ء)

(۸) اس جگہ ہم اپنے غیر مبائع بھائیوں (قادیانی جماعت لاہور)

کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک صریح ارشاد پیش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ الاول سورہ القمر ص ۱۰۰ کذبت ثمود بالندم، کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔  
 بعد اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہ آنا ہوتا تو پھر انبیاء اور ان کے مخالفین کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ کوئی بھی سورہ خالی جاتی ہے جس میں انبیاء اور ان کے مخالفین کی ہلاکت کا بیان نہ ہو؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی اکرم کے بعد یہ سلسلہ جاری ہی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اب نبی آپ کی مہر سے بطور آپ کے ظل کے آئے گا۔“

درس القرآن حضرت خلیفۃ اول ص ۱۵۴

جو کس قدر واضح اور صاف بات ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ محض گزشتہ زمانہ کا فساد نہیں اور نہ ہی واقعات ماضیہ کا اعادہ ہے بلکہ آئندہ کے لئے ان بیانات میں پیش گوئیاں مذکور ہیں، حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر آئندہ کسی نبی نے نہ آنا ہوتا تو ان حالات کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ان حالات کا اس طرح بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ سلسلہ نبوت جاری ہے اور انبیاء علیہم السلام

وقتاً بعد وقت آنے والے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ اب کوئی نبی براہ راست یا مستقل طور پر نہیں آسکتا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی برکت سے اور شریعت محمدیہ کی پیروی میں اس فیضان کو پاسکتا ہے۔

یہ اس فرق کے علاوہ باقی ہر پہلو سے سلسلہ انبیاء علیہم السلام جاری ہے۔ اور ان کا ماننا و بسا ہی فرض ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے، اور ان انبیاء کے مکذبین کا وہی انجام ہوگا جو قرآن پاک میں مذکورہ انبیاء کے مکذبین کا ہوا ہے،

در سالہ فرقان قادیان جلد ۱، نمبر اکتوبر ۱۹۲۲ء

## ۳۳۔ مرزا قادیانی صاحب نبی اللہ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت

قادیاہیوں کا  
عقیدہ ہے کہ  
مرزا غلام احمد

قادیاہی صاحب نبی رسول ہیں۔ بلکہ بڑے عظیم الشان نبی رسول ہیں اور اکثر انبیاء سے بلکہ رسول کریم کے سوا تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ جب یہ رتبہ حاصل تھا تو پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہداء سے الجھنے کی کیا ضرورت تھی کہ فقرہ کس دیا، سے

کر بلا نیست سیر ہر آنم ہا صد حسین است در گریبانم  
علی ہذا امام المتقین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر حضرت غوث الامم  
غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اکابر ملت پر مرزا صاحب نے اپنی

فضیلت چٹائی، نوبت یہ پہنچی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 اپنی فضیلت چٹائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلال اور اپنے  
 آپ کو نبوت کے ظہور میں بدر قرار دیا۔ چنانچہ کتاب میں سب تفصیل  
 موجود ہے۔ یہاں بھی چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ ایسے ابتلاء سے جس قدر  
 توبہ استغفار کی جائے کم ہے۔ قادیانی جماعت قادیان سے تو شکوہ نہیں  
 کہ وہ مضبوطی سے قادیانیت پر قائم ہے۔ لیکن جماعت لاہور سے  
 شکوہ ضرور ہے کہ وہ اسلام کا دم بھرتی ہے اور مرزا قادیانی صاحب  
 کے نام پر بھی مرتی ہے۔ پس اپنے معیار پر قادیانیت کی تبلیغ کرتی ہے  
 چنانچہ جو مسلمان مرزا قادیانی صاحب کو مجدد، محدث، مہدی معبود اور  
 مسیح موعود نہ مانے، اس کو فاسق سمجھتی ہے۔ مسلمانوں میں گمراہی پھیلانا  
 چاہتی ہے اور لطف یہ کہ ان سے امداد کی بھی طالب رہتی ہے۔  
 ۱۰۰ میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے  
 پیٹ سے پیدا ہو کر پھر خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح  
 ابن مریم کو اس ہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے کبھی خدائی  
 کا دعویٰ کیا، تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گناہ گاروں سے  
 بدتر سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم  
 اس ہمت سے بری اور راست باز ہے۔ اور اس نے کئی دفعہ  
 مجھ سے ملاقات کی۔ لیکن ہر دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر  
 کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا

عالم تھا ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے فروتنی اور محبت سے میرے پرظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تب سے میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے گو مجھے حکمت مصلحت الہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے اور اس کی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دئے ہیں مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت کی رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بنا پر میرا آنا اسی کا آنا ہے۔ جو مجھ سے انکار کرتا ہے وہ اس سے بھی انکار کرتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا اور خوش ہوا۔ پس وہ جو مجھے دیکھتا اور ناخوش ہوتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نہ مجھ میں سے اور نہ مسیح ابن مریم میں سے۔ اور مسیح ابن مریم مجھ میں سے اور میں خدا سے ہوں۔ (بجدید قادیانی تثلیث نو عیسوی تثلیث سے بھی بطور گئی۔ (بلوٹ لوف برنی) مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔“

د قادیانی رسالہ ربوہ پو آف ریٹینز بابت ۱۵۰۶ء جلد ۱، نمبر ۹  
مضمون از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ایڈیٹر رسالہ مولوی  
محمد علی صاحب قادیانی، فی الحال امیر قادیانی جماعت لاہور  
۱۷، خدا کا مہیا مسیح وہ بزرگ ہستی ہے جس کے متعلق عرش سے



ذوالجلال خدا نے اپنی جماعتک للناس اماماً تذکرہ  
 ص ۲۴۹ کہ میں تجھے تمام لوگوں کا امام بناؤں گا۔ نیز فرمایا  
 ”فحان ان تعان وتعرف بین الناس“ (تذکرہ  
 ص ۶۲) وہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تجھے  
 لوگوں میں معروف و مشہور کیا جائے۔ نیز فرمایا۔ ”تقییم  
 الشریعة وتھی الدین“ کہ تو شریعت کو قائم کرے گا،  
 اور دین کو زندہ کرے گا۔ اور فرمایا مع تو جہاں کا نور ہے، تو  
 خدا کا دقار ہے، پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا تو کلمۃ اللہ  
 ہے۔ پس مٹایا نہیں جائے گا۔ (تذکرہ ص ۳۰۳) ”تو مسیح موعود  
 ہے۔ تیرے ساتھ ایک نورانی حربہ ہے، جو ظلمت کو پاش  
 پاش کر دے گا اور یسیر الصلیب کا مصداق ہوگا۔“  
 (تذکرہ ص ۲۲۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، مع خدا نے  
 یہ ہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ  
 رہے گا، وہ کاٹا جائے گا، بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔  
 (تذکرہ ص ۲۹۲) نیز حضور فرماتے ہیں، مع اسے تمام لوگوں  
 سن رکھو کہ یہ اس کی پیش گوئی ہے، جس نے زمین و آسمان  
 بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلائے گا اور  
 حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشنے گا۔ وہ

دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے مہموم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رکھے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔“ (تذکرہ ص ۶۲)

خدا نے مجھے بارہا خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا، اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا، اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا، اور سب فرزوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا، اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی، اور سلسلہ زور سے بڑھے گا، اور پھر پھولے گا، یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکین پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے، مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا، کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ عالم کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو کھوڑوں پر سوار تھے، اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جو اٹھا میں گئے اور

خدا انھیں برکت دے گا۔ (تذکرہ ص ۱۵۲)

ذخیرۃ الفضل قادیان جلد (۲۷) صفحہ ۸۰ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۹ء  
 میں اپنے ذوق اور تحقیقات کی بنا پر حضرت مسیح  
 موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتر کر بانی  
 تمام انبیاء سے افضل یقین کرتا ہوں۔ اور اس کے ثبوت کے  
 لئے بفضل خدا تعالیٰ اپنے پاس نہایت قوی دلائل رکھتا ہوں۔  
 صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل  
 قادیان جلد (۲۷) صفحہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۶ء

د ۱۴، اب ہماری جماعت دنیا میں اسلام کا علم بلند  
 کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے اور ہماری جماعت وہ ہے  
 جسے ایک نبی پر ایمان لانا نصیب ہوا۔ بیشک تابع اور ظلی  
 نبی ہے، لیکن بہر حال وہ خدا تعالیٰ کا محکم نبی ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 اس سے بولتا ہے۔ اور اس سے وسیع انعامات کے وعدے  
 فرماتا تھا، جیسا کہ وہ پہلے نبیوں سے فرماتا رہا۔ بلکہ رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنیٰ کرنے ہوئے گزشتہ تمام نبیوں  
 پر اس کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور اتنی  
 فضیلت تو ظاہر ہی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
 کا آنا اپنا آنا قرار دیا ہے۔ ایسے عظیم الشان نبی کی جماعت  
 جس قسم کے انعامات کی امیدوار ہو سکتی ہے، وہ ظاہر ہیں، اور

ان انعامات کے لئے جس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے وہ بھی ظاہر ہے۔“

د مباحث بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۳، نمبر ۲۹، مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۵ء

(۵) مع خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا منظر دکھرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے

ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں

ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمعیل ہوں، میں یعقوب

ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں

میں عیسیٰ ہوں، مشہور انبیاء میں حضرت سلیمان باد نہیں رہے

یا کچھ خوف ہوا ہو کہ جن ان کے مطیع تھے للمؤلف برنی، اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں، یعنی

ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔“

د میرزا قادیانی صاحب کی کتاب حقیقت الوحی ص ۲۷ حاشیہ ۱

د اقتباس مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۲، نمبر ۶، مورخہ

۷ جنوری ۱۹۲۶ء

(۶) ۱۹۱۹ء اور ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء کے اخبار الفضل میں حضرت

میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی کا خطبہ جمعہ چھپ چکا ہے جس

میں انہوں نے آیت وَاذْخُرْنَا لَكَ مِنَ الْبَيْتِ لَمَّا

آتیتکم من کتاب وحکمة تشریحا کما رسول مصدق  
 لما معکم لتؤمنن به و لتنصرن له کی تشریح کرتے ہوئے  
 فرمایا الذہبیتین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک  
 ہیں، کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی  
 اس الذہبیت کے لفظ میں داخل ہیں۔ پھر تہم جاعا لکم  
 رسول مصدق لما معکم کی تشریح میں فرمایا کہ وہ رسول  
 موعود ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور  
 وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں۔ . . . . . جب  
 تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر  
 ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا، تو ہم کون ہیں  
 جو نہ مانیں۔“

۱۹۴۰ء  
 ر قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور، اگست ۱۹۴۰ء  
 اس استدلال کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک قرار  
 دیتے ہوئے لکھتا ہے:۔ یہ مضمون بڑے طمطراق سے  
 اخبار الفضل، کالبد شائع کیا گیا اور اس میں خاص طور  
 سے اس بات پر زور دیا گیا اور اپنی طرف سے دہلیوں بھی  
 دی گئیں کہ جن نبیوں سے اس موعود رسول پر ایمان لانے  
 کا اور اس کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا تھا، ان میں آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے۔ . . . . .

یہ پیغام صلح اسی سلسلہ میں کچھ اور رنگ آمیزی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ دیکھ لیجئے کیسی الٹی گنگا بہاتی ہے۔ یہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت گہری کو جو آپ سے مخصوص تھی اور جو آپ کو تمام رسولوں میں ممتاز بنا رہی تھی، آپ سے چھین کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دی۔ بلکہ بیک گردش چرخ نیلو فری، آقا کو غلام بنا دیا اور غلام کو آقا بنا دیا۔ کیونکر؟ اس طرح کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تو آپ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ان کی مدد کرتے، دقا دیانی تحریک میں بڑا فریب بھی ہے کہ اپنے جھاڑ کی خاطر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفوطی بہت تعریف کر کے میرزا قادیانی صاحب کے حق میں بے خاشہ مبالغے کرتے ہیں، لیکن بہت کم لوگ اس پیچ کو سمجھتے ہیں۔ (المؤلف برنی)

د اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۹۵ جلد ۲۸، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۰ء

۵، یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان نشانات کی وجہ سے ایک معمولی نبی اور رسول ہیں، بلکہ آپ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان موعود نبی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔

( چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷ )

مذہب حضور فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دربارہاں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔ اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے یہ دہتمہ حقیقت الہی صفر نمبر ۱۳۱

مذہب مندرجہ بالا دلیل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف یہ کہ لازمی طور پر نبی ثابت ہوتے ہیں، بلکہ ایک بلند پایہ نبی قرار پاتے ہیں۔

مذہب کس قدر ظلم ہے کہ خدا تعالیٰ تو اتنے نشان آپ کی صداقت کے لئے ظاہر کرے کہ جن سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو جائے۔ مگر بعض لوگوں کے خیال میں (یعنی قادیانی جماعت لاہور کے خیال میں) ان نشانات کے ہوتے ہوئے آپ کی اپنی نبوت ثابت نہ ہو سکے۔ (اس غلط فہمی کا خاص باعث خود مرزا قادیانی صاحب کی پیچ در پیچ تاویلات ہیں جو

وہ اپنی تحریرات میں اختیار کرتے تھے تاکہ لوگ چکر میں  
آئیں اور وہ خود گرفت میں نہ آسکیں۔ (المؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۸۲، جلد ۱۲۹، مورخہ  
۱۲ اگست ۱۹۲۱ء)

(۸) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

درزا غلام احمد قادیانی) کا جو بلند تر روحانی مقام قرار دیا  
ہے، اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں:-

میں اپنے خدا کی طرف سے تمام ترقوت اور برکت

اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم ایک ایسے منار

پر ہے جس پر ہر ایک بلند می ختم کی گئی ہے (صفحہ ۳۵)

نیز فرماتے ہیں:-

آنچہ داد است ہر نبی را جام : داد آل جام را مرا بہ تمام

کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کے وصل اور عرفان کا جو جام پلا با گیا، وہ

تمام جام اپنے کمال کے ساتھ مجھے پلا با گیا۔ گو بار رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنیٰ کرتے ہوئے (اس استثناء میں بھی

خود اپنی ہی حفاظت اور مصلحت ہے۔ (المؤلف برنی) دنیا کا کوئی

نبی ایسا نہیں جس کے عرفان سے آپ کا عرفان کم ہو۔ آپ

خود فرماتے ہیں:-

انبیاء گرچہ بودہ اند ایسے : من بہ عرفان نہ کترم ز کسے



وہ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات  
درج کر کے بتایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ کا منصب  
اور مقام کیا ہے :-

یس والقوان الحکیم انتک لمن المرسلین  
اے کامل سردار (میرزا غلام احمد قادیانی) ہم قرآن کریم کو اس  
بات کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ تو ہمارے رسولوں  
میں سے ہے۔ (اللہ رے جہارت المؤلف برنی)

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (میرزا غلام احمد قادیانی  
کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :- "فضلتک علی ما سواک کہ  
تیرے سوا جس قدر انبیاء اولیاء ہیں (باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم) ان سب پر ہم نے فضیلت دی" (اللہ رے تعالیٰ المؤلف برنی)  
اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲۸ نمبر ۱۸، تاریخ ۲۲ مئی ۱۹۲۰ء  
۱۵، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر

سے  
کہ بلائیت میر ہر آنم ؛ صد حسین است در گریبانم  
کہ امام حسینؑ کو تو ایک دفعہ کر بلا کا دافعہ پیش آیا، مگر مجھے ہر  
آن نئی سے نئی کر بلائیں سے گزرنی پڑتا ہے۔ اور میری یہ  
حالت ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے دین کے احیاء کے لئے  
قربانیوں کے میدان میں امام حسینؑ سے بڑھ کر ہوں اور

ان سے سو گئے زیادہ دشمنوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہوا ہوں،  
 یہاں آپ نے اس شعر میں اس حقیقت کا بھی اظہار  
 فرمادیا کہ میں امام حسینؑ سے بڑھ کر ہوں۔ کیونکہ مجھے دشمنوں  
 کی طرف سے خدمت دین کے سلسلہ میں جو تکالیف پہنچانی  
 جا رہی ہیں، وہ بھی امام حسینؑ کی تکالیف سے بدرجہ زیادہ  
 ہیں۔ امام حسینؑ تو شہید ہو کر اپنے مولیٰ سے جا ملے اور  
 دنیوی تکالیف کا زمانہ ان کے لئے ختم ہو گیا۔ مگر میں وہ  
 ہوں جو ہر روز اور ہر لمحہ ایک نئی مصیبت سے دوچار  
 ہوں اور مجھے اپنی زندگی ہر گھڑی دشمنوں کا مقابلہ کرنے  
 میں گزارنی پڑتی ہے، پس میری تکالیف امام حسینؑ کی تکالیف  
 سے زیادہ ہیں اور میرا درجہ امام حسینؑ کے درجہ سے  
 بڑا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ کا اظہار تھا جو حضرت مسیح موعود  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ مگر دشمنان سلسلہ نے کہنا شروع  
 کر دیا کہ دیکھو حضرت میرزا صاحب امام حسینؑ کی ہتک کرتے  
 ہیں، آپ کہتے ہیں کہ "تو حسین میرے گریباں میں پڑے  
 ہوئے ہیں۔" واقعی میرزا قادیانی صاحب نے نبی اور رسول  
 بن کر اللہ کے واسطے دین کی راہ میں بڑی بڑی مصیبتیں کھانی  
 جن کے مقابل حضرت امام حسین علیہ السلام کے معرکے ان کو  
 ہیچ نظر آنے لگے۔ مثلاً میرزا صاحب صحت کی خاطر مشک

و غیر و مردار پیدا اور نیز افیون کے مرکبات کھاتے تھے، ٹانگ  
 واٹن پینے تھے، پھر بھی کثرت بول، کثرت اسہال، ضعف  
 مردمی اور دوران سر جیسے امراض میں مبتلا رہتے تھے،  
 پھر انگریزوں کی خوشنودی کی فکر لگی رہتی تھی جو اسلامی  
 جہاد بالسیف منسوخ کرنے سے خوب بچنے ہو گئی۔ پھر  
 مسلمانوں کو اپنی نبوت کے حکم میں طوائف لکھ آسان کام نہ تھا۔  
 بڑی تاویل میں اور تدبیریں کرنی پڑیں۔ پھر مریدوں کی طرف  
 سے اپنے مال و دولت میں جو اضافہ شروع ہوا وہ بھی درمیر  
 ہی تھا۔ غرض کہ مصائب کا سلسلہ عمر بھر بندھا رہا حتیٰ کہ  
 مرض ہیضہ میں زندگی بیکایک ختم ہو گئی۔ حج این کار  
 از تو آید و مردال جنین کند۔ لؤلؤ لاف برنی،

مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۸۵ جلد (۲۸) مورخہ

۱۴ اگست ۱۹۲۰ء

قادیان کے متعلق  
 قادیانیوں کا جو عقیدہ  
 ہے اس کی صراحت  
 ذیل میں ملاحظہ طلب

۳۸- قادیان کی فضیلتیں -  
 بیت الحرام، مسجد اقصیٰ، مکہ  
 مدینہ، حج، سب میں شامل

خلاصہ یہ کہ بیت الحرام، مسجد اقصیٰ، مکہ، مدینہ، حج سب میں  
 قادیان شامل ہے۔ بلکہ قادیان کا حج مکہ کے نفلی حج سے افضل ہے

نتیجہ یہ کہ خود ہندوستان میں قادیانی اسلام کا ایک ایسا مرکز قائم ہو جائے کہ حرمین شریفین کی چند اہم ضرورت باقی نہ رہے حتیٰ کہ قادیانی اسلام کو ہندوستان میں حق خود ارادیت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اس تنظیم کو انگریزی سرکار بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی کہ اس سے اسلام کی عالمگیر وحدت شکست ہوتی تھی۔ بہر حال مختصراً منصوبہ ملاحظہ ہو:-

۱۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قادیان کے مقام کو جو عزت و رفعت بخشی ہے، وہ کسی تو ضیح اور تشریح کی محتاج نہیں۔ یہ وہ مبارک اور مقدس بستی ہے جسے خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے اور اسے اس زمانہ کے رسول کا تخت گاہ قرار دیا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جسے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلیات اور انوار کے نزول کا مرکز قرار دیا ہے، اور قوموں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ اور کوئی شخص احمدی کہلاتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستگی کا دعویٰ کرتے ہوئے قادیان کی اس عظمت اور بزرگی سے انکار نہیں کر سکتا۔

راخبار الفضل قادیان جلد ۲۹، نمبر ۱۲۲، مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۷۱ء

۲، معجمت احمدیہ کے لئے جس طرح مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مقدّس مقامات ہیں، اسی طرح قادیان اُن کے لئے مقامات مقدّسہ اور شعائر اللہ میں سے ہے جیسا حضور (میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

وہ مکہ وہ مقدّس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا، اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری گھر بنا، جس کی نگلیوں میں آپ چلے پھرے اور جس کی مسجد میں اس مقدّس نبی نے جو سب نبیوں سے کامل تھا اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا، نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کیں۔

مع قادیان وہ مقدّس مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مقدّسہ کا خدا تعالیٰ نے دو بارہ حضرت میرزا صاحب کی صورت میں نزول فرمایا۔ یہ مقدّس ہے باقی سب دنیا سے، مگر تابع ہے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے۔ (ابن ہم غنیمت اسد المؤلف برنی) ناظر بیت المال قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۵ جلد ۳۵، مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۷ء

۱۳۱ دو مسجد اقصیٰ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

دو پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہا زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے، مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے، جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے :-

مبارک مبارک يجعل فیہ - اور یہ مبارک کالفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا، قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سبحان الذی اسرى بعبدہ لیلۃ من المہجۃ المحرامہ الی المہجۃ الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔

داشہار حیدرہ منارۃ المسیح ص ۱۰۰ حاشیہ، اخبار الفضل کا خلاصہ نمبر جلد (۲۵)، نمبر ۲۹۸ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء

۱۳۰۔ اسی سال میاں صاحب (محمود احمد خلیفہ قادیان)

کا ایک خطبہ شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اعلان کیا کہ قادیانی مسجد اقصیٰ قرآن کریم والی مسجد اقصیٰ ہی ہے جس کا قرآن مجید میں آیا ہے۔ اور یہ مسجد دنیا کے تیسرے درجہ کی مسجد ہے۔ یعنی کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کے بعد (عناذ اللہ)

اور آپ دیکھیں گے کہ تھوڑے سے عرصہ تک یہ اعلان بھی ہو چکا  
کہ یہ ظلی اور برودنی کعبۃ اللہ بھی ہے (نعوذ باللہ)۔

د قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۱۲۷، نمبر ۵

مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۵ء

۱۵، دو ۱۹۳۵ء میں جلد سالانہ کے معاً بعد عید الفطر آئی تھی

اور اب جلسہ سالانہ کے ساتھ عید الاضحیہ آرہی ہے جس سے

پہلا دن یوم الحج ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ایک طرف قادیان کو ارض حرم قرار دیا ہے، چنانچہ

فرماتے ہیں:-

زمین قادیان اب محترم ہے، ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اور دوسری طرف قادیان میں آنے کو نفلی حج سے زیادہ

ثواب کا مستحق ٹھہرایا ہے، جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے:-

وہ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے

ہیں، مگر اس جگہ (یعنی قادیان میں) نفلی حج سے ثواب زیادہ

ہے۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔ "ذائقہ کمالات اسلام"

دو پس ان مبارک ایام میں جو خوش قسمت احباب

قادیان آئیں گے وہ نہ صرف حرم میں آکر نفلی حج کا ثواب

حاصل کریں گے، بلکہ جس طرح بکے کے میدان میں حاجی

قربانیوں کے جانور ذبح کرتے ہیں، اسی طرح قادیان میں

عید قربان کے روز قربانیاں کر کے اللہ تعالیٰ کی خاص  
رضاعا حاصل کریں گے۔

جو گویا اب جلسہ سالانہ میں شمولیت دوسری عظیم الشان  
برکات کے حصول کا موجب ہوگی۔ انہیں وہ برکات بھی  
حاصل ہوں گے جو اس اجتماع سے وابستہ ہیں۔ اور وہ بھی یوم الحج  
اور عید سے وابستہ ہیں۔ پس احباب کو اس جلسہ میں شمولیت کے لئے ہر ممکن کوشش  
کرنی چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ عید کی نماز قادیان  
میں پڑھیں اور قربانیاں کریں۔

مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ نمبر ۳ - مورخہ  
۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء

جب میرزا قادیانی صاحب نبی اور رسول پھر سے  
تو پھر قادیان بھی ارض حرم کیوں نہ بنے۔ اور ارض حرم  
بنے تو وہاں حج کا نقشہ کیوں نہ بنے، چنانچہ مرزا قادیانی  
صاحب نے بڑی ترکیب سے حکم دیا کہ قادیان کو مکہ معظمہ  
کا بدل اور جانشین بنایا جائے کہ لوگ صرف فرض حج ادا  
کرنے کے لئے مکہ معظمہ جائیں تو جائیں، ورنہ قادیان  
آئیں اور حج نفل سے زیادہ ثواب کمائیں، رہا مدینہ منورہ  
تو جب مسلمان مکہ معظمہ کم جائیں گے تو مدینہ منورہ اور بھی  
کم جائیں گے۔ اور اس ترکیب سے قادیانی بتدریج حرمین



شریفین کا قائم مقام بن جائے گا۔ بالفاظ دیگر ہندوستان میں قادیان ایک ایسا مذہبی مرکز بن جائے گا جس سے حجاز میں حرمین شریفین کی عالم گیر مرکزیت شکستہ ہو جائے گی،  
 للمؤلف برنی،

ملت اسلامیہ میں ایسا تفرقہ ڈالنے کی جو سیاسی اہمیت ہو سکتی ہے، انگریز اس کو بخوبی سمجھتے تھے۔ چنانچہ قادیانیت کو انگریزوں کی جو تائید اور تقویت حاصل رہی، وہ رسوائی کی حد تک ظاہر ہو چکی ہے کہ خود میرزا قادیانی صاحب اپنی قادیانی جماعت کو انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا بٹاتے تھے۔ اور اس سرکاری پرورش پر تازہ کرتے تھے۔ لیکن مسلمان قادیانی نبوت کے حیلوں حوالوں کو بالآخر سمجھ گئے اور قادیانیت کے فتنہ سے متنبہ اور محفوظ ہو گئے۔ عام خیال ہے کہ کتاب قادیانی مذہب کی اشاعت اس عام بیداری کا خاص باعث ہوئی۔  
 للمؤلف برنی،

۱۹۲۲ء میں شہنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کے خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کو

بھی اس حج کا ایک ظلی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بھی حج کا خدا نے ایک رنگ میں ظہور بنایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ع، ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔

اور حضور نے اس ظلی حج کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ ..... جب قادیان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہا ہے تب تمہیں ماننا پڑے گا کہ ایسا ہی بلکہ اس سے بہت بڑا نشان مکہ مکرمہ میں دکھایا گیا تھا۔ پس ہمارا جلسہ حج کا ایک ظلی ہے اور اس ظلی نے ثابت کر دیا ہے کہ مکہ میں ہر سال لوگوں کا جمع ہونا عادتاً نہیں بلکہ بہت بڑی جدوجہد اور خدائی نشان کا نتیجہ ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء)

۱۷) سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میان محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس حوالہ سے جلسہ سالانہ کوچ حج کا ایک ظلی قرار دینا بیان کیا ہے، اس کا ایک ثبوت تو ادا بردالا شعر ہے کہ

زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

لیکن چونکہ اس سے اخبار پیغام صلح (لاہور) کی تسلی نہیں ہوتی

اس لئے تین مزید حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(۱) ”لوگ معمولی اور نقلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں، مگر اس جگہ (یعنی قادیان میں) نقلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ نمبر ۳۵۶)

(۲) ”اصل میں جو لوگ خدا کی طرف سے آئے ہیں ان کی خدمت میں دین سیکھنے کے واسطے جانا بھی ایک طرح کا حج ہی ہے۔ حج بھی خدا تعالیٰ کے حکم کی پابندی سے اور ہم بھی تو اسی کے دین اور اس کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی حفاظت کے واسطے آئے ہیں۔“

(اخبار الحکم قادیان ۳ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

(۳) ”اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی سلسلہ قائم ہوتا ہے تو وہ بھی ایک حج کی جگہ ہوتا ہے۔“

(اخبار بدتر قادیان ۱۶ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۶)

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر اور ان تینوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر المومنین (میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان) نے جو کچھ بیان فرمایا ہے، وہ بالکل صحیح

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے عین مطابق

(اعتراض کا جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳ جلد ۳۱

مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۳ء)

کس ترکیب سے حج کے ذریعہ مکہ معظمہ کی اسلامی

مرکزیت توڑ کر قادیان میں نیا مرکز جایا جا رہا ہے۔ یہ قادیانی

ترکیبوں کا خاص نمونہ ہے۔ ایسی ہی مرکز گریز ترکیبوں سے

انگریز خوش ہوتے تھے کہ اسلام میں رخنہ پڑے۔ مؤلف نے

(۸) ایک مدت ہوئی جناب محمود احمد صاحب نے

قادیان کے جلسہ سالانہ کو ظلی حج قرار دیا تھا اور یہاں تک

کہہ دیا تھا کہ مکہ معظمہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے،

ہماری طرف سے اسی وقت اس کے خلاف صدائے احتجاج

بلند کی گئی اور یہ لکھا گیا کہ یہ محمد رسول اللہ صلعم کے دین کو

بدلنے اور آپ کی غلامی سے نکلنے کا ایک اور قدم ہے،

پہلے ظلی نبی کو اصلی نبی بنایا گیا اور لفظ ظل کا مفہوم محض ذریعہ

حصولِ نبوت ہے۔ بعتِ رسول (تاک محدود قرار دے کر نفس

نبوت میں مسیح موعود اور دوسرے انبیاء کی نبوتوں کو

ایک قرار دیا گیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا گیا کہ ظل، بروز وغیرہ

الفاظ حضرت مسیح موعود نے محض کسر نفسی سے استعمال کئے

ہیں، خدا کے الہام میں ایسے الفاظ موجود نہیں، اور وہاں

آپ کو صرف نبی کہہ کر پکارا گیا ہے۔ تو جب نفس نبوت کے لحاظ سے ظل اور اصل میں کوئی فرق نہیں رہا، تو قادیان کے جلسہ سالانہ کو ظلی حج کہنے والے کل کو کیوں اسے اصلی حج قرار نہ دیں گے۔ بالخصوص جب ان کے نزدیک مکہ معظمہ کی چھائیوں کا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے، تو اس کی طرف جانے کی ضرورت ہی انہیں کیا ہوگی۔

ہمارے اس احتجاج پر ایک مدت تک قادیان سے کوئی آواز نہ اٹھی۔ اب پھر میاں محمود احمد صاحب نے ساہا سال کے بعد اپنی اسی پرانی نے کو دہرایا ہے اور قادیان کے جلسہ سالانہ کو حج کا ایک ظل قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

مع غیر معمولی طور پر یہ جلسہ جمعہ سے شروع ہوا ہے۔ مجھے اس میں ایک بڑی فال نیک نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس دفعہ حج بھی جمعہ کے دن ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کو بھی اس حج کا ایک ظل قرار دیا ہے کہ یہ بھی اس کا خدانے ایک رنگ میں ظہور بنایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

زمین قادیان اب محترم ہے  
مجموع خلق سے ارض حرم ہے

مع نادانوں نے اس کی حکمت کو نہ سمجھتے ہوئے کہہ دیا  
 کہ قادیانی لوگ اپنے جلسہ کو حج کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ پاگل  
 پن کی بات ہے۔ نہ ہم اسے حج کہتے ہیں اور نہ جسے خدا  
 نے حج قرار دیا، اسے کوئی اور شخص منسوخ کر سکتا ہے  
 ..... جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارا جلسہ حج  
 کا ایک نفل ہے اور کسی چیز کو نفل قرار دینے سے اصل کی شان  
 بڑھا کرتی ہے، کم نہیں ہوا کرتی۔“

مع بخار شاد فرمایا۔ لیکن یہ بھی فرما دیجئے کہ آیا یہاں  
 بھی نفل وہی مفہوم ہے جو حضرت مسیح موعود کی نفل نبوت کا  
 مفہوم ہے، یا کچھ اور۔ اگر وہی مفہوم ہے تو آپ لاکھ دفعہ  
 کہیں کہ ہم حج کو منسوخ نہیں کرتے اور نفل سے اصل کی شان  
 بڑھتی ہے، عملاً اور مفہوم کے لحاظ سے آپ قادیان کے  
 جلسے اور مکتبہ مظہر کے حج کو ایک ہی چیز قرار دے رہے  
 ہیں۔ یوں کہہ لیجئے کہ قادیان کا جلسہ مکتبہ مظہر کی متابعت کا  
 نتیجہ ہے۔ لیکن حج وہ بھی ہے اور حج یہ بھی۔ مکتبہ مظہر کا حج  
 منسوخ نہ سہی، لیکن قادیان جلسہ کو حج ماننے والے اور  
 مکتبہ مظہر کی چھاتیوں کا دودھ خشک سمجھنے والے، اس کی طرف  
 جانے اور مکتبہ کے حج کا عزم کیوں کرنے لگے۔ قادیان نزدیک  
 ہے۔ آسانی سے وہاں تین دن جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر

حج کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (قرآن ہو، نبوت ہو، حج ہو، قادیانیت کا منشاء اور نتیجہ ہی یہ ہے کہ اسلام کی وحدت اور مرکزیت کو شکست کیا جائے۔ اور اس کی یہی خصوصیت انگریزوں کی نظر میں خاص سیاسی اہمیت رکھتی تھی، جس کی خاطر وہ قادیانیت کی تائید اور سرپرستی کرنے لگے تھے، اور قادیانی بھی انگریزوں کا کلمہ پڑھتے تھے۔ (مؤلف برٹنی) (اخبار پیغام صلح لاہور جلد نمبر ۱۳، نمبر ۴ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۳ء)

## ۳۹۔ قادیان کی آبادی اور بربادی

صاحب کو بشارت ہوئی تھی کہ قادیانیت کی برکت سے قادیان کو بڑا فروغ حاصل ہوگا۔ وہ ایک بہت وسیع خوشحال اور پر رونق شہر بن جائے گا۔ لیکن فی الحال ایسا ویران ہوا کہ بہت سے قادیانی بلکہ خود خلیفہ صاحب قادیان مع اہل و عیال وہاں سے رخصت ہو گئے۔ اول لاہور میں نازل ہوئے اور اب ایک قادیانی آبادی رتوبہ کے نام سے بسائی جا رہی ہے جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔ ذیل میں قادیان کے متعلق مختصر کیفیت ملاحظہ طلب ہے :-

۱۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کو خبر دی کہ میں تبر سے ذریعہ قادیان کو بڑھانے اور ترقی دینے والا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک عظیم الشان شہر بن گیا ہے۔ اور انتہائی نظر سے بھی پر سے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منتری یا چو منتری یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے جو توروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں۔ اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جو اہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں اور روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگا رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دوکانیں خوب صورت اسباب سے حکمگاہی ہیں۔ بکے، بگھیاں، ٹم، ٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکر میں اس قدر بازار میں آنے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑک کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے، ”ذکات مذکرہ صفحہ ۲۹۲“

دمیرزا قادیانی صاحب کے زمانہ میں موٹروں، لاریوں اور ہوائی جہازوں کا رواج نہ تھا۔ ورنہ کہیں میرزا صاحب ان کو دیکھ پاتے تو وہ بھی ضرور کشف میں نظر آتے۔ افسوس ہے اس کمی کے سبب سے قادیان انتہائی ترقی کرنے کے بعد بھی پرانا ہی شہر رہے گا کہ لوگ پالکیوں میں بیٹھ کر پھریں گے



اور شکر میں چلا میں گے جن سے راستے رکیں گے۔ کم از کم  
ساتھ تکلیں ہوتیں، کچھ تو کام چلتا۔ مگر وہ بھی میرزا صاحب  
کے خیال اور کشف میں نہیں آئیں۔ (مؤلف برنی)

میرزا آپ کو بتایا گیا کہ قادیان بڑھتے بڑھتے بیابان  
دریا تک پہنچ جائے گا۔ یہ ایسی نرالی پیش گوئی ہے جس کی  
موجودہ زمانے میں کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اس کی  
ایک ہی مثال ہے جو پہلے زمانے کی ہے۔ اور وہ رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مدینہ کی ترقی ہے۔ پھر اس  
سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ مکہ کی وادی  
کا بڑھنا ہے جو غیر ذی زرع تھی۔ ان دو کے سوا اور کوئی  
مثال نہیں مٹی۔ (جب کہ قادیان کو نبی کا تخت گاہ بنا کر  
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی صف میں رکھا جائے تو طبعاً ہی  
دو مثالیں سوچیں گی اور سوچیں۔ نشاۃ یہ کہ حرمین شریفین  
سے مشابہت، بلکہ مساوات لوگوں کے دلوں میں بٹھے۔  
لیکن عجب نہیں کہ قادیان کا بھی وہی حشر ہو جو جھوٹے مدعیان  
نبوت کی بستیوں کا ہوتا رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ چنانچہ  
کچھ آثار نمودار معلوم ہوتے ہیں۔ (مؤلف برنی)

دہلیاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد قادیان  
کی غیر معمولی ترقی کے متعلق مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۵۶

جلد ۳۲ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۴۷ء

(۲) صفحہ ۲۶، مئی ۱۹۰۸ء منگل کا دن تھا، آسمان قادیان

پر غم و آلام کے بادل چھائے ہیں (اسی دن میرزا قادیانی

صاحب کالا پور میں انتقال ہوا۔ لٹولف برنی) یہاں تک کہ

قریباً چالیس سال کا لمبا عرصہ گزر گیا اور اگست ۱۹۴۷ء آیا۔

سرزمین ہندوستان دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی۔ یقین تھا کہ

قادیان مسلم اکثریت کے ضلع گورداس پور میں واقع ہونے کے

باعث پاکستان میں آئے گا۔ مگر فیصلہ اس کے بالکل خلاف ہوا

اور گورداس پور انڈین یونین میں شامل کر دیا گیا۔ فرقہ وارانہ

تعصب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور ہندو مسلم سوال بہت

زور پکڑ چکا تھا۔ اس لئے مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کو بے دریغ

قتل کیا گیا اور اس کے مقابل مغربی پنجاب میں بھی ہندوؤں اور

سکھوں کا قتل شروع ہوا۔ اور حالات اس قدر بگڑ گئے کہ

ظاہری صورت میں مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا اور مغربی

پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کا رہنا ناممکن ہو گیا۔

حضرت جماعت احمدیہ چونکہ ایک مذہبی جماعت ہے اور سیاست

سے بالکل الگ رہتی ہے (حالانکہ انگریزی سیاست ہی قادیانی

کی جان تھی۔ لٹولف برنی) اور اپنے اصولوں کے ماتحت جس

حکومت کے ماتحت بھی اس کے افراد ہوں، وہ اس کے

فرماں بردار ہو کر رہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے انڈین یونین کو اپنی پرانی روایات یاد دلانے ہوئے کہا کہ قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے، ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے اور عہد کرتے ہیں کہ ہم حکومت کے پورے پورے فرماں بردار رہیں گے مگر چند لاکھ کی چھوٹی سی مذہبی جماعت کی کون سنتا تھا۔ رہی وہ چھوٹی سی جماعت ہے جس کی انگریز خوب سنتے تھے اور اس کو اپنے سیاسی رسوخ پر فخر اور کھمنڈ تھا۔ للمؤلف برنی

ہمارے یقین دلانے اور عہد کرنے کے باوجود ملٹری اور پولس نے قادیان کے نو احی محلوں پر حملے شروع کر دیئے اور مسلمانوں کو قتل کیا جانے لگا۔ حکومت کو بار بار توجہ دلائی گئی، مگر بے سود۔ یہاں تک کہ حالات اس قدر نازک صورت اختیار کر گئے کہ عاشقان احمد کو ہجرت پر مجبور کر دیا گیا۔ اور نہ صرف دوسرے شعائر اللہ، بلکہ ان کے پیارے اور محبوب آقا کے مدفن مبارک سے بھی محروم کر دیئے گئے۔ وہ تو پہلے ہی اس محبوب کی جدائی کے صدمہ کے باعث ماہی بے آب کی طرح زندگی گزار رہے تھے۔ اب آپ کے مزار مبارک کی جدائی کے خیال سے ان پر غم و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اس قدر انہیں صدمہ ہوا کہ ہجرت کے بعد سلسلہ کے بزرگ اور حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کے بعض صحابہ اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون..... اے کاش انڈین بوئین میری بات کو سمجھے کہ احمدیوں نے قادیان اور قادیان والے کی خاطر ساری دنیا کو چھوڑا تھا۔ اب وہ ان کو چھوڑ کر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی عبدہ المسیح الخ وبارک وسلم انک حمید مجید ﴿﴾

مضمون مندرجہ اخبار الفضل لاہور نمبر ۱۸ جلد ۲، مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۲۸ء

۳، مہینہ قادیان اور باہر کی اینٹوں میں فرق ہے۔ اس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسے عزت دیتا ہوں جس طرح بیت الحرام، بیت المقدس یا مدینہ و مکہ کو برکت دی ہے۔ اور اب اگر ہماری غفلت کی وجہ سے اس کی تقدیس میں فرق آئے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ اس لئے یہاں کی اینٹیں بھی انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔ اور یہاں کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی جتنی ایک کر دڑپتی کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔ پس قادیان اور قادیان کے وقار

کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع سے کرنا ہمارا فرض ہے۔“  
(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل  
قادیان ۱۳ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۴) افسوس ہے قادیان کے حالات دن بدن زیادہ  
ابتر ہوتے جا رہے ہیں۔ تازہ اطلاع سے یہ معلوم کرنا حدیث  
افسوسناک ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا  
مکان بیت الحمد اور چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی  
لوٹ لی گئی۔ محلہ دارالرحمت اور دارالانوار میں قتل و غارت  
کا بازار گرم کیا گیا جس میں کہا جاتا ہے کہ ڈیڑھ دو سو آدمی  
شہید ہوئے۔ مسجد میں گرد و نواح کے ہندو مکانات سے بم  
پھینکے گئے جس سے دو آدمی شہید ہوئے۔“

لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۵۳ نمبر ۳۶ مورخہ  
۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء

(۵) ہمارے اکثر احباب قادیان کے حالات دریافت  
کرتے رہتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جس  
دن سے قادیان کو مشرقی پنجاب میں شامل کیا گیا ہے وہاں  
کے حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ پہلے تو  
سکھوں نے فوج کی مدد سے اردگرد کے دیہات پر حملے کر کے  
مسلمانوں کو مار بھگا یا اور ان کے مال و مناع کو لوٹ کر مکانات

کو جلا دیا۔ پھر قادیان کا رخ کیا اور حکومت کی مدد سے ریلوے  
رسائل کے تمام اسباب منقطع کر دیئے، یہاں تک کہ قادیان  
کے وہ ہوائی جہاز جو گرد و نواح کے حالات کی خبر لے آتے  
تھے اور مصیبت زدہ مسلمانوں کی کچھ نہ کچھ امداد کر دیتے تھے،  
ان کی پرواز بھی ممنوع قرار دے دی گئی۔

اس کے بعد قادیان کے دوسرے گروہ آدمیوں —

چودھری فتح محمد سیال اور سید ولی اللہ شاہ کو دفعہ (۳۰۲)،  
کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔ قادیان گورنمنٹ ناؤڈ کر دیا گیا اور خلیفہ  
صاحب قادیان کے مکان اور کئی دوسرے مکانات کی تلاشیاں  
لی گئیں اور لائسنس والے اسلحے پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور یہ مطالبہ  
کیا گیا کہ بغیر لائسنس کے جو اسلحہ کسی کے پاس ہوں، وہ دے  
دے، ورنہ حکومت کے پاس ایسے آلات ہیں جن کے  
ذریعہ سے مدفون اسلحے کا پتہ لگ سکتا ہے۔

اسی اثناء میں سکھوں نے مختلف محلوں میں لوٹ مار  
شروع کر دی اور جن مکانات سے عورتوں اور بچوں کو  
نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچا دیا گیا تھا، ان پر قبضہ کر لیا۔  
خان بہادر نواب محمد بن صاحب سابق ڈپٹی کمشنر و سابق وزیر  
جو دھپورا اسٹیٹ کا گھر لوٹ لیا گیا۔ اور بھی کئی گھروں سے ہزاروں  
روپیے کی مالیت کے زیورات نکال لئے گئے۔ مہندوں اور

سکھوں کے مکانوں پر چاک سے نشان کر دئے گئے تاکہ پہچانے جاسکیں۔ غرض اس قسم کی اندھی نگرسی اور سکھا شاہی مچی ہوئی ہے جس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

مع ان حالات کے پیش نظر خلیفہ صاحب قادیان نے اپنا مرکز چودھال بلڈنگ لاہور میں تبدیل کر لیا ہے اور اس کا نام احمدیہ پاکستان مرکز رکھا ہے۔ اس جگہ قادیان سے آئے ہوئے پناہ گزین فروکش ہیں اور الفضل اخبار یہیں سے شائع ہو رہا ہے۔

مجبوراً تک احمدیہ مرکز پاکستان اور معاہدہ الفضل کی شائع کردہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے، (قادیان میں) حالات رو بہ اصلاح ہونے کی بجائے دن بدن اور لحظہ بہ لحظہ خراب ہو رہے ہیں جو بہت ہی نشوونما کا امر ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے ہمیں قادیان کے ساتھ بوجہ حضرت مسیح موعود کا مولد و مدفن ہونے اور بہت سے نیک لوگوں کی آرام گاہ ہونے اور اس نور کا سرچشمہ ہونے کے جو خدا کے مامور نے دنیا میں پھیلایا اور اسلام کو دنیا کا غالب مذہب ثابت کیا، دلی محبت ہے۔ اور ہم خلیفہ صاحب قادیان اور دوسرے تمام لوگوں سے جو مسیح موعود کے نام لیوا ہیں، دلی بہرہ دہی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقام کی حفاظت

میں ان کی مہبتوں اور کوششوں میں برکت دے اور اسے  
ظالموں اور درندوں کی دست برد سے بچائے۔

رقادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۵ نمبر ۳۵

مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۷ء

### ۳۰۔ قادیان کا بدل سے نبوہ

آئی کہ خود خلیفہ صاحب ترک قادیان پر مجبور ہوئے۔ اس کی مختصر  
کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ لوگوں کو تو ان پیشگوئیوں کے ظہور کا  
انتظار اور اشتیاق تھا جو مرزا قادیانی صاحب نے قادیان کی آئندہ  
ترقی کے متعلق کی تھیں لیکن عباد چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔  
یہ جو قادیان پر سانحہ گزرا، تعجب ہے۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیوں  
میں اس کی کوئی اطلاع نہیں۔ شاید تلاش سے نکل آئے، مگر تخصیص  
اور توضیح کے ساتھ۔ ورنہ عام مبہم پیشگوئیوں کی تو کوئی کمی نہیں۔  
جو پیشگوئی چاہو حسب موقع چسپاں کر دو۔

بہر حال قادیان چھوڑ کر خلیفہ صاحب قادیان نے ایک نئی بستی  
بستی کی بنیاد ڈالی ہے جس کا نام ربوہ قرار پایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے  
آئندہ اس کو قادیانیت کا مرکز بنانا مقصود ہے۔ چنانچہ ابھی سے  
اس میں قادیان پر فضیلت کی جھلک نظر آتی ہے کہ گویا ربوہ میں  
مکہ مدینہ کی مماثلت قادیان کے مقابل زیادہ نمایاں ہے۔ نبوت کا سلسلہ



تو جاری ہے اور بقول مرزا قادیانی صاحب تیرہ سو سال بعد جاری ہوا ہے۔ پس کیا تعجب ہے کہ بطور تلافی باقات یہ سلسلہ تیز تر ہو جائے کہ خلیفہ صاحب قادیان خود بھی اس منصب نبوت پر فائز ہو جائیں اور وہ کمال دکھائیں کہ گویا حج اگر پھر نہ تو اندہ پسر تمام کند۔ تو ایسی صورت میں ربوہ کو لازماً قادیان پر فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ اور یوں بھی فضیلت کا اشارہ شروع ہو چکا ہے جو کسی دور اندیشی کی خبر دیتا ہے۔ بہر حال دنیا بامید قائم۔

۱۵) داء جماعت احمدیہ کا پیام مرکز پاکستان کے ضلع

جھنگ میں چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلہ پر درپائے جناب کے پار ماہوگا کے نام سے آباد کیا جا رہا ہے،

ربوہ کے معنی بلند مقام یا پہاڑی مقام کے ہیں۔ یہ نام اس نیک فال کے طور پر رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس

مقام کو حق و صداقت اور روحانیت کی بلندیوں تک پہنچنے کا ذریعہ بنا دے۔ آبادی کے لئے اس جگہ سرد

دیں سو چونتیس ایکڑ زمین قیمتاً خریدی گئی ہے۔ چنیوٹ

سے جانے والی لائن اس زمین میں سے گزرنی ہے۔

یہ جگہ لائل پور اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے

عد ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دو شنبہ حضرت امیر المومنین

ابدہ اللہ تعالیٰ (مبیاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے

اس سرزمین میں آبادی کا افتتاح فرمایا۔ حضور لاہور سے بذریعہ کارروانہ ہو کر راجکوٹ پہنچے۔ حضور نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر ایک ٹوٹے اور درد سے بھری ہوئی تقریر کے بعد بھی دعا فرمائی.....

..... اس موقع پر راجکوٹ کی سرزمین کے چاروں کونوں میں ایک ایک بکرہ بطور صدقہ ذبح کیا گیا اور ایک بکرہ زمین کے وسط میں حضور نے مسنون دعائیہ الفاظ پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ چار بچ کر چالیس منٹ پر حضور واپس لاہور روانہ ہو گئے۔

۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء کے الفضل میں اعلان ہوا کہ ربوہ

کے لئے ہالٹنگ ربوہ سے اسٹیشن منظور ہو گیا ہے۔ چنانچہ

یکم اپریل ۱۹۲۹ء کو صبح سات بجے سب سے پہلی گاڑی

اس اسٹیشن پر ٹھہری۔ اس موقع پر مکرم جناب قاضی محمد عبداللہ

صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین <sup>(۱۳۱۳)</sup> موتیرہ

صحابہ میں سے ہیں، جملہ احباب سمیت لمبی دعا فرمائی۔ ربوہ

کے سب سے پہلے اسٹیشن ماٹر ایک احمدی دوست مقرر

ہوتے ہیں۔

۱۵ مارچ اور ۱۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو ربوہ میں جماعت

احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس کا افتتاح حضرت امیر المؤمنین

ایدہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ اپریل کو نوجھے صبح لمبی دعاؤں کے ساتھ فرمایا۔ اس موقع پر حضور نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں اہل کفر دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہو گا کہ اسلام کی اشاعت کا مرکز بنائے (جس طرح پہلے اشاعت کا مرکز قادیان تھا۔ للمؤلف برنی) جلسہ میں دس ہزار مہمانوں کی شرکت کی توقع تھی، لیکن سولہ ہزار سے بھی زیادہ احباب تشریف لائے۔

۱۰ اگست ۱۹۲۹ء کو سہیوہ میں مارگنگ گئی۔ اور تاروں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۹ء کو سہیوہ میں ٹو اکھانہ بھی باقاعدہ کھل گیا۔ ڈاکخانہ کے پہلے انچارج ایک امدی دوست مقرر ہوئے ہیں۔

۱۹ ستمبر ۱۹۲۹ء بروز دو شنبہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ مہربان میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے لئے مع حضرت ام المؤمنین مظلومہ العالی و دیگر اہل بیت رتن باغ لاہور سے بذریعہ کار سہیوہ تشریف لے گئے۔ راستے میں حضور مع دیگر اہل قافلہ خصوصیت سے قرآنی دعائیں اور اذیخانہ مدخل صدق و اخذ حنی منجہم صدق و اجل لی من الذک سلطانا نصیرا۔ پڑھتے رہے۔ جب سہیوہ کی سرزمین شروع ہوئی تو حضور نے انہی کو یہ دعا پڑھی.....

ربوہ پہنچ کر حضور نے سب سے پہلے نماز ظہر ادا فرمائی اور  
پھر نظر فرمائی۔

اس وقت ربوہ کی آبادی ایک ہزار نفوس تک پہنچ  
چکی تھی۔ صدر انجمن اور شریک جدید کے دفاتر کے علاوہ  
حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ، لشکر خانہ،  
مہمان خانہ، اور نور اسپتال کی عارضی عمارتیں تیار ہو چکی ہیں  
اور بازار بن چکے ہیں اور ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔  
ربوہ کی بوداد مندرجہ قادیانی اخبار الرحمت لاہور جلد ۱،  
نمبر مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۵ء

۲۶۔ جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام  
کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے مکہ بنوایا تو اس وقت اس نے یہی کہا  
کہ یہاں توکل سے رہنا اور خدا تعالیٰ سے رولی مانگنا، بندوں  
سے نہ مانگنا۔ اسی بنیت اور ارادہ کے ساتھ ہمیں قادیان  
میں بھی رہنا چاہئے تھا۔ گویا وہاں قادیانی اس طرح نہیں رہے  
کہ توکل کرتے اور شاید اسی لئے قادیان دبران ہوا۔ عاقل را  
امثارہ کافیت۔ لؤلؤ برنی، گروہ احمدیت سے پہلے کی  
نبی ہوئی بستی تھی اور اس میں بہت سے لوگ اس سبق سے  
نا آشنا تھے۔ یعنی توکل کے سبق سے نا آشنا تھے، اور  
بہت سے قادیانی صاحبان نا آشنا تھے، حالانکہ قادیان

بقول خود رسول کا تحت گاہ تھا، اور قادیانی رسول کو  
وہاں خوب تمول اور خوشحالی حاصل ہوئی۔ بہر حال  
قادیان میں نقص رہ گیا تھا جو ربوہ میں رفع ہو جائے گا  
اصولیت تو جو کچھ ہے ظاہر ہے لیکن قادیانی تاویل کا فن  
ضرور قابل داد ہے۔ (مؤلفہ پرینی)

عد لیکن یہ نئی بستی یعنی مریدانہ جہاں ایک طرف مدینہ  
سے مشابہت رکھتی ہے، اس لحاظ سے کہ ہم قادیان  
سے ہجرت کے بعد یہاں آئے، وہاں دوسری طرف  
یہ کہ سے بھی مشابہت رکھتی ہے، کیونکہ یہ نئے سرے  
سے بنائی جا رہی ہے۔ اور محض احمدیت کے ہاتھوں  
سے اللہ تعالیٰ نے نگر منظر بنوایا۔ وہاں بھی خدا تعالیٰ نے  
حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی نسل سے  
یہی کہا تھا کہ تم اپنی روٹی کا ذمہ دار مجھے سمجھنا، کسی  
بند سے کو نہ سمجھنا۔ پھر میں تم کو دوں گا، اس طرح  
دوں گا کہ دنیا کے لئے حیرت کا موجب ہو گا۔ چنانچہ دیکھو  
ایسا ہی ہوا۔ کہ والے بیشک محنت مزدوری بھی کرنے  
لگ گئے ہیں، لیکن میں سمجھنا ہوں اگر وہ محنت مزدوری  
چھوڑ دیں، تب بھی جس طرح بنی اسرائیل کے لئے خدا  
تعالیٰ نے جنگل میں منسلوئی نازل کیا تھا، اسی طرح

مکہ والوں کے لئے بھی من و سلوئی اترنے لگے کیونکہ وہاں پر رہنے والوں کی رزق کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے، عداسی طرح ہم کو بھی اس خشک میں جس جگہ کوئی آبادی نہیں تھی، جس جگہ رزق کا کوئی سامان نہیں تھا، جو مکہ کی طرح ایک واڈی غیر ذمی نہ رہے تھی۔ اگرچہ قرب و جوار میں خوب زراعت اور رزق کی فراوانی ہے اور خشک جو آباد ہوا وہاں ہر طرح کی آسانی ہے۔ چنانچہ سب پہلو دیکھ کر پوشیاری سے نئی آبادی کا مقام انتخاب ہوا اور پھر بھی مکہ منظر سے بے سرو سامانی میں مماثلت قائم رہی کہ قادیاہی ترمیب ہے۔ مؤلف برنی، اور جہاں مکہ کی طرح کھاری پانی ملتا ہے، اور جو اس لحاظ سے بھی مکہ سے ایک مشابہت رکھتا ہے کہ مکہ کی طرح یہاں کوئی سبزہ وغیرہ نہیں۔ اور مکہ کے گرد جس طرح پہاڑیاں ہیں اسی طرح اس مقام کے ارد گرد پہاڑیاں ہیں ان تشبیہات سے قادیاہی شاعری کا زور ظاہر ہے کہ کس طرح ربوہ مکہ کے مشابہ نظر آنے لگا۔ مؤلف برنی، اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ ہم ایک نئی بستی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے بسائیں، رخصت کر جب کہ قادیان چھوٹ چکا ہو اور وہ بمقابلہ ربوہ ناقص بھی ہو کہ وہ احمدیت سے پہلے کی نبی ہوئی

بستی تھی اور یہ نئے سرے سے بنائی جا رہی ہے اور محض احمدیت کے ہاتھوں سے بنائی جا رہی ہے۔ نتیجہ یہ کہ رسول کی تخت گاہ سے خلیفہ کی تخت گاہ سبقت لے گئی۔ مگر کیا مضائقہ ہے۔ گھر کی بات ہے مع اگر پورہ تو اندر پورہ تمام کند۔ واقعی میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کا یہ کارنامہ بھی یادگار رہے گا کہ قادیان سے بہتر بستی آباد کی۔ لائف بونی

(میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کا خطبہ جمعہ قادیانی اخبار  
الرحمت لاہور جلد ۱۱، نمبر ۱، مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۹ء)

## ۲۱۔ اختتامِ مقدمہ

پورا ہو گیا۔ مقصد یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مذہب قادیانی فرقہ کا پس منظر اور ہر دو قادیانی جماعتوں کا یعنی جماعت قادیان و جماعت لاہور کا مسلک اجمالاً گروہ مناسحت کے ساتھ پیش ہو جائے تاکہ جن لوگوں کو تفصیل میں جاننے کی فرصت یا خواہش نہ ہو، وہ بھی قادیانی تحریک کے مائلہ و صالحین سے باخبر ہو جائیں اور ہوشیار رہیں، چنانچہ اسی خیال سے مقدمہ جداگانہ بھی شائع ہوا، حالانکہ وہ اڈیشن سشتم کا جز ہے، اور اڈیشن سشتم میں جدید اقتباسات بہ تعداد کثیر شریک ہونے کا نتیجہ یہ کہ ابادہ دو حصوں میں

شائع ہوگی، اور اس کا مجموعی حجم تقطیع کلاں پر تخمیناً سولہ سو دو (۱۶۰۰) صفحات ہو جائے گا، حالانکہ موجودہ ایڈیشن پنجم کا حجم صرف بارہ سو (۱۲۰۰) صفحات ہے۔ توقع ہے کہ قادیانیت کی تحقیق میں یہ کتاب آئندہ ایک قاموس کا کام دے گی اور مذہب کی تاریخ میں یادگار بن جائے گی۔ چنانچہ اس خیال سے جامعیت کی پوری کوشش کی گئی کہ آئندہ اس مواد کا فراہم ہونا دشوار ہونا جب کہ بہت سے اہم ماخذ کیاب بلکہ نایاب ہو جائے۔ ابتداء میں متعدد ماخذ ہم کو بھی بہت دشواری سے حاصل ہوئے۔ دشواری کی صورتیں اپنے عمل پر بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں، اور اب تو حالات کی ابتری سے دشواریوں میں بولی بھی اضافہ ہو گیا، اور خدا جانے آئندہ کیا ہو۔

قادیانی مذہب تو خیر مرکزی کتاب ہے، لیکن اس کے سوا ایک خلاصہ بھی قابل دید ہے، یعنی کتاب مع قادیانی قول و فعل، جو چھوٹی تقطیع کے چار سو (۴۰۰) صفحات پر ۱۳۵۶ء میں شائع ہوئی اور اب کیاب ہے۔ ممکن ہے آئندہ اس کا بھی جدید ایڈیشن شائع ہو۔

۴۲۔ اپنے رفیق گامرا اور  
ان کا شکریہ

جب حیدرآباد کے  
مقامی قادیانی صاحبان  
کے چیلنج پر ہم نے

کتاب قادیانی مذہب، کی تالیف کا کام شروع کیا، جس کی ضروری



کیفیت تمہید اول میں درج ہے تو اچھے اچھوں نے ہمیں روکا، سمجھایا بلکہ بعض نے تو خوف دلا یا کہ قادیانیوں سے الجھنا اچھا نہیں۔ یہ بڑا اولوالعزم، منظم فرقہ ہے۔ ان کے پاس پیسہ ہے، رسوخ ہیں، ان کے اخبار ہیں، رسالے ہیں، مبلغ ہیں، مقرر ہیں، ان کے قلم اور ان کی زبان میں بڑا زور ہے۔ اللہ ان کے پروپیگنڈے سے بچائے۔ آپ بھلا ان کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپ تاپ مقاومت نہ لاسکیں گے تو خواہ مخواہ جگ ہنسائی ہوگی، گویا جراکار سے کندہ کہ باز آید پشیمانی۔

لیکن دل میں جو دلولہ اور عزم پیدا ہو چکا تھا، وہ ان نصیحتوں اور مصلحتوں سے فرو نہ ہو سکا، بلکہ اور شدت بڑھنے لگی، اور نفسیات کا بھی یہی قانون ہے کہ رکاوٹ سے زور بڑھتا ہے، بشرطیکہ جذبہ میں جان ہو۔

تیری نصیحتوں سے ہوا ثوقِ دل دو چند

ناصح خدا کر سے تجھے دو ناٹوا اب ہو

جب کام روکے نہ رکاتو یہ مشورہ دیا گیا کہ کوئی کمپٹی بنائی جائے تاکہ کام میں فوت پیدا ہو، لیکن یہ ناچیز کمپٹیوں کا چنداں قائل نہیں، اور عادی بھی نہیں۔ بس اپنے سے جو بن بڑے وہی فہمیت ہے۔ پھر جب کام چل نکلا اور رنگ بدلتا نظر آیا تو پھر دوسری طرف سے مصالحت کے پیام سلام شروع ہوئے، لیکن دین میں سمجھوتہ ہونو وہ

دراہنت کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ خاص کر جب کہ باطل کا علم ہو چکا ہو اور باطل زوروں پر پورا پیلیج دے چکا ہو، چنانچہ مصالحت سے عذر کر دیا گیا کہ اس نوبت پر احقاقِ حق ہی مناسب بلکہ لازم ہے، جماعت لاہور نے بھی بہت جاپا کہ ان کو بحث میں نہ لایا جائے، جماعت قادیان جس سے جھگڑا شروع ہوا اسی کو مخاطب رکھا اور بلکہ اس صورت میں جماعت قادیان کے مقابل قلمی مدد کی امید بھی دلائی گئی، لیکن اپنے پیش نظر تو قادیانیت تھی، اور قادیانیت میں دونوں جماعتیں شامل ہیں۔ صرف استقامت اور مددِ اہنت کا فرق ہے۔ جماعت قادیان کے عقیدہ اور عقیدت میں قوت ہے جماعت لاہور میں تاویل و تزلزل ہے۔ بہر حال دونوں جماعتیں احمدی کے نام سے قادیانی شمار ہوتی ہیں۔ پس دونوں جماعتوں کے مقابل قادیانیت کی تحقیق میں معرکہ آن پڑا، اور جو نتیجہ نکلا، عتابِ بیان نہیں، آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

پس کمیٹی و مٹی تو کچھ نہیں بنی۔ البتہ چند مخلص طالب علم شریک کار ہو گئے۔ کتابوں، رسالوں، اخباروں کا مطالعہ تو لامحالہ اس ناچیز کے ذمہ رہا۔ البتہ اقتباسات نقل کرنا، مہینہ کرنا، طباعت کے کام میں مدد دینا، متفرقات میں ہاتھ بٹانا، ان امور میں ان طالب علموں کا تعاون رہا، اور قابلِ داد تعاون رہا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ چنانچہ تمہید چہارم کے آخر میں ایسے خاص مواد میں

ذکر اچکا ہے۔ صرف امیری بڑی لڑکی کا ذکر ترک ہو گیا تھا کہ گرچہ اس نے اقتباسات کی نقل میں بہت کچھ مدد دی، لیکن اس کی خوشی تھی کہ تمہید میں اس کا ذکر نہ آئے تو بہتر ہے۔ تاہم اس کو سمجھا کر اب میں نے ذکر کر دیا کہ تعاون کی یادگار رہے۔

اڈیشن ششم میں جو کثیراقتباسات شریک ہوتے ان میں سے کچھ تو پہلے سے لکھے رکھے تھے جو بیشتر میاں عبدالخالق خاں سلمہ کے لکھے تھے، اور ان سے کہیں زیادہ بعد کو لکھنے پڑے، اور اتنے اقتباسات جمع ہو گئے کہ اڈیشن ششم سے بھی بچ رہے۔ اس کام میں عجب لطیفہ

رہا، حلقہ احباب و اعزہ میں ہم کو ایسے طالب علم کی تلاش تھی جو اس کام میں مستقلاً ہاتھ بٹائے، اور تعطیلات کے ایام میں حجم کو کام کرتا رہے۔ تو فیق الہی کے بھی کیا کرشمے ہیں۔ جب اس ضرورت کا

عزیزوں دوستوں میں تذکرہ ہونے لگا تو ہمارے سے برادر مکرم مولوی محمد انور الدین صاحب صدیقی کے ایک چھوٹے فرزند میاں محمد عتیق الدین صدیقی سید، عرف مصطفیٰ پاشا، جو بول بھی دیکھنے میں دے پئے ہیں،

انہوں نے بہت کر کے اپنے آپ کو اس خدمت کے واسطے پیش کر دیا۔ مہلا اسکول میں چھٹی جماعت کی کیا قابلیت، اور ابھی ان کی عمر ہی کیا۔ مگر ان کا اصرار ہوا کہ ان کے کام کا تجربہ کر لیا جائے، مگر چہ بظاہر توقع نہ تھی کہ کامیابی ہوگی، لیکن مبارکباد دل شکنی ہو، ان کو کام کا موقع دیا گیا اور خدا کی قدرت کہ دو چار روز میں ہی حل نکلے۔ اور پھر تو ایسا ہم کو کام کیا کہ

سب قائل ہو گئے۔ خط صاف ستھرا، رفتار تیز، املای صحیح، سمجھ باریک اور پھر کھٹوں مسلسل لکھنا کہ اسی میں دن تمام ہو جاتے۔ کھیلنے پر ان کو مجبور کیا جاتا تھا تو کھیلتے تھے، منشاء یہ کہ صحت اچھی رہے۔ طبیعت شگفتہ رہے۔ کام کے بار سے مشغول نہ ہو جاتے۔ خلاصہ یہ کہ میاں مصطفیٰ پاشا سلمہ بڑی بڑی تعطیلات میں آ کر کام کرتے رہے۔ دو سال پہلے رہا۔ اور ان کے قلم کے اکثر اقتباسات اڈیشن ٹشم میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمر، علم، اور اقبال عطا فرمائے۔ آمین۔

جو طالب علم سابق میں رفیق کار تھے اب وہ ماشاء اللہ عہد بدار ہیں۔ صاحب آل و عیال ہیں۔ تاہم ان میں سے بعض نے اس موقع پر بھی مسودہ کی تبصیر میں، اور مباحث کی تنقید میں قابل قدر مدد دی جس سے کام میں بہت سہولت اور خوبی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ مولوی عہد الخالق خاں سلمہ، پروفیسر غلام دستگیر رشید سلمہ، اور جدید رفیق کار پروفیسر احمد حسین خاں سلمہ کا شکر یہ واجب ہے، اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو دین دنیا میں شاد و آباد رکھے، اور خدمت دین و ملت کی روز افزوں توفیق عطا فرمائے کہ اللہ رسول کی خوشنودی حاصل ہو۔

یوں تو مسلمانوں میں طباعت و اشاعت کتب کے متعدد بڑے کاروبار موجود ہیں اور اپنی اپنی جگہ علم و تعلیم کی بڑی خدمت کر رہے ہیں، لیکن لاہور کے مولوی محمد اشرف صاحب کو اس کا اعتبار میں بڑا اعتبار و امتیاز حاصل ہے۔ اللہم زد و غزدر، اور علامہ بو صف علی

کا انگریزی ترجمہ قرآن مع منن کو اس ہایہ کا طبع کیا ہے کہ اس سے ملک کی طباعت کا دیگر ممالک میں وقار بڑھ گیا، اور دوسروں کے واسطے اعلیٰ معیار بن گیا۔

موجودہ حالات میں قادیانی مذہب کے اڈیشن ششم طبع کرنے کا ہمارے پاس یہاں تشفی بخش انتظام نہ تھا، اور پھر یہاں سے اشاعت بھی طوالت طلب تھی۔ پس شدید مانگ کے بد نظر مولوی محمد اشرف صاحب نے آمادگی لکھی کہ وہ طباعت و اشاعت کا سب انتظام اپنے ذمہ لیں گے۔ بنا برآں ان کو اجازت لکھ دی گئی اور سہولت طباعت و اشاعت کا انتظام ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ۔

بیت السلام۔ سیف آباد۔ حیدرآباد دکن  
ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ  
معرضہ  
خادم محمد الیاس برنی

# تالیفات و تراجم

پروفیسر محمد الیاس برنی

سابق صدر شعبہ معاشیات و ناظم سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

## (الف) شعبہ تالیفات

(۱) اسرار حق - حقائق و معارف قرآنیہ جو یہ اصطلاح قرآن صدوقی اور عام اسلامی اصطلاح میں تصوف کہلاتے ہیں۔ پہلا ایڈیشن بدت سے تالیف ہے۔  
جدید ایڈیشن باضافہ مضامین طباعت طلب ہے۔

(۲) تسمیل الترتیل - فن قرأت کی تعلیم بہ ترتیب و تقسیم جدید۔ قرآن کی تقریباً تمام آیات متعلقہ اپنے اپنے محل پر بطور مثال درج ہیں۔

(۳) حرب اللہ - دنیا کی اور بالخصوص عالم اسلام کی سیاسیات پر حالیہ تبصرہ مع اوراد قرآنی۔

(۴) مالک الملک - اسلامی حکمرانی کے اصول و ضوابط از روئے قرآن کریم (زیر تالیف)

(۵) مشکوٰۃ الصلوٰات - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام - ماخوذ از قرآن و حدیث و کلام اولیاء کرام - جملہ سات (۷) حزبوں کا مجموعہ۔

(۶) کشف محمدی - نعتوں اور سلاموں کا مجموعہ بزبان اردو، فارسی، چار حصے۔

(۷) معروضہ - الیاس برنی کا نعتیہ کلام، جملہ ۱۰ نظموں کا مجموعہ۔

(۸) ہدایت الاسلام - اسلامی عبادات و اخلاقیات بموجب قرآن و حدیث (زیر تالیف)

(۹) فتوح الحکم - حضرت غوث اعظم کے ارشادات شریف بہ تنقیح و ترتیب خاص۔

(۱۰) فتوحات قادریہ - حضرت غوث اعظم کے اوراد شریف بہ تنقیح و ترتیب خاص (زیر طبع)

- (۱۱) سلطان مبین حضرت غوث اعظم کے حالات شریف بہ تنقیح و ترتیب خاص (زیر تالیف)
- (۱۲) مکاتیب المعارف حضرت مرشدی مولانا شاہ محمد حسین قبلہ قدس سرہ قادری، چشتی، نقشبندی کے مکتوبات شریف کا مجموعہ (طباعت طلب)۔
- (۱۳) صراط الحمید (جلد اول)۔ عراق، شام، فلسطین، حجاز، مقامات مقدسہ اور حرمین شریفین کا سفر نامہ۔ بالتصویر۔
- (۱۴) صراط الحمید (جلد دوم) دو سرج کا سفر نامہ بابت حرمین شریفین و حجاز۔
- (۱۵) قاویائی مذہب۔ قاویائی فرقہ کے عقاید و اعمال کی تفصیل خود قاویائی کتابوں سے پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب قاویائی تاریخ کی قاموس مانی جاتی ہے۔ چنانچہ پانچواں ادیشن (حجم بارہ سو صفحات، تقطیع کلاں) مدت سے نایاب تھا۔ ادیشن ششم باضافہ مضامین دو حصوں میں انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگا۔ مجموعی حجم تخمیناً پندرہ سو صفحات (زیر طبع)
- (۱۶) مقدمہ۔ قاویائی مذہب۔ ادیشن ششم کا بسوط مقدمہ جو بجائے خود ایک تالیف ہے، جداگانہ بھی شائع ہوا ہے۔ (حجم ۲۷۶ صفحات)
- (۱۷) قاویائی قول و فعل۔ اس میں بھی قاویائی تحریک کے خاص پہلو پیش ہوئے ہیں۔ پہلا ادیشن نایاب ہے۔ دوسرا ادیشن باضافہ مضامین کے ساتھ پیش ہوگا (زیر نظر ثانی)۔

(۱۸) اسلام۔ اسلام کی تشریح و توضیح از روئے قرآن بزبان انگریزی پہلا ادیشن نایاب ہے۔ جدید ادیشن طباعت طلب ہے۔

## (ب) شعبہ ادبیات

سلسلہ منتخب نظم اردو۔ بارہ جلدیں بہ تفصیل ذیل :-

- (۱) معارف قلت - ۲ جلد - (۲) مناظر قدرت - ۲ جلد  
(۳) جذبات فطرت - ۲ -

(۱۳) جو اس پر سخن - فارسی شاعری کا انتخاب (زیر تالیف)

(۱۴) اردو ہندی رسم الخط - بلحاظ تلفظ و تحریر و ترکیب - اردو ہندی حروف کا مطالعہ اور مقابلہ مع امثلہ +

(۱۵) اردو ہندی لہی - رسم الخط کی بحث بزبان ہندی (تالیف طلب)

(۱۶) اردو ہندی اسکرپٹ - رسم الخط کی بحث بزبان انگریزی (تالیف طلب)

### (ج) شُعَبِ مَعَاشِيَات

(۱) علم المعیشت - اکنامکس یا معاشیات کے اصول کی تفصیلی بحث عام مطالعہ کے واسطے - حجم ۸۰۰ صفحات -

(۲) اصول معاشیات - معاشی مسائل کی بحث درس جامعات کے واسطے - یہ کتاب جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں شریک ہے - حجم ۶۰۰ صفحات -

(۳) معیشت الہند - معاشی مسائل کا مطالعہ بحوالہ ہندستان - یہ کتاب بھی جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں داخل ہے - حجم ۷۰۰ صفحات -

(۴) مالیات - بینک فینانس میں سلطنتوں کے داخل و خارج کی فنی بحث (زیر تالیف)

(۵ - ۷) مقدمۃ المعاشیات، معاشیات ہند اور برطانوی حکومت ہند تینوں انگریزی کتابوں کا ترجمہ - جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں داخل ہے -

الحمد للہ حسب ملاحظت بالاکتالیس (۴۱) کتابوں کے مندرجہ تالیف

یا ترجمہ ہوئیں یا ہو رہی ہیں، شعبہ فہم دینیات و ادبیات و معاشیات میں کل بیس (۳۲) کتابیں شائع ہو چکی ہیں - جو باقی ہیں، اللہ مالک ہے - ان کے سوا بھی بعض علمی کام جاری ہیں جن کا اعلان متعاقب ہوگا - انشاء اللہ تعالیٰ -



# قادیانی مذاہب

(ادیشن ششم)

کا  
مؤلفہ

مؤلفہ

پروفیسر محمد الیاس برنی

سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

پبلشر

شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار۔ لاکھنؤ

قیمت دو روپے

تعداد ایک ہزار

بار اول